Cat logd

TAZKIRAH "GULISTAN-E-BE KHIZAN" OR "NAGHMA-E-ANDALIB"

BY

Mir, QUDBUDDIN BATIN.

PUBLISHED IN 1291 A.H.

BIOG. OF URDU POETS.

RARE BOOK.

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

گلستان بیخزان

معروف به

نغمۂ عندلیب ۱۲۹۱

مطبع نامی منشی نولکشور بہ طبع مزین مطبوع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خامہ نے جب دیا جواب سوال | روبرو رکھلے گلشن بےخار
منصفان زمانہ کہنے لگے | ہے گلستان بےخزان مین بہار
بلبل فکر پھر تو اے باطن | چہچہایا یہ کھول کر منقار
نام تاریخی اس شگوفہ کا | نغمۂ عندلیب کہہ اے یار
١٢٩١

مطلع انوار الوان صنعت حسن مطلع تجلیات غزل کائنات حمد اوس شاعر یکتائی سے ہے جس نے بے مدد اوستاد بوقلمون مضامین بیت الغزل عالم مین بحسن حسن مقطع از مطلع تا مقطع ساتھ ایک فکر کن کے بیاض عدم سے لا کر قلم قدرت سے صفحۂ دیوان وجود پر لکھین اور مضمون تازہ خلقت خلقت طبع نادرہ سے پیدا کر کے بیت آمد و رفت نقش مثمن ہشت بہشت معشر ہفت طبقہ وسہ آب چشم قصیدہ سحر برابر لکھے ترکیب بند شام و ترجیع بند خواب و بیداری بحر طویل کہکشان ہر ایک کو ہر ایک کے موافق مسجع و مقفی و تضمین کیا پھر اس بحر سالم کو بحر ناپیدا کنار وجود عرض

وقوافی وحدت مین اس کثرت سے غرق بحر خفیف کرنے بغیر ناخداے مدد مانند
کشتی تباہی زدہ جو صورت ساحل مراد نہ دیکھے اسکی چشم کو باریک بین کیا پس ایسے
احکم الحاکمین کی صفت حمد بندۂ ناچیز سے کسی وضع ہیتوان نہین لہذا عنان بارگی
مدعا طرف عرصۂ نعت معطوف کیجئے جسکی حقیقت کا کچھ بیان نہین ہدیہ درود نامعدود
بروح پر فتوح خلاصۂ موجودات خاصۂ کائنات کیوان علم جبریل حشم یوسف شیم
موسی قلم عیسی دم ابراہیم ہمم یعقوب کرم ماہ عرب مہر عجم معدن فیض اتم مخزن جود عمیم
مطلع انوار قدم جناب حضرت سرور عالم احمد مجتبی محمد مصطفی ابن عبد اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وذریاتہ وسلم کہ تصنیف دیوان ہستی مخصوص جنکی ذات پاک کیواسطے
قادر مطلق نے کی اور اوراق پریشان نسخہ عالم کے صحاف توجہ آپکی نے رشتہ لطف
سے شیرازہ بندی بر حق کی انکا سہ باطن تو ایک خشک مغز تنکا جنکے ذات پاک کے
ثنا وصفت خود موجد عالم آئینہ رو نماے نیک وبد بیجل بے زنگ ازل وابد یعنے
قرآن مجید مین فرماتا ہے پس تیرا کیا لب ولہجہ کہ میدان نعت مین سر کو قدم کرکے طے
منزل مقصود کرنیکو آتا ہے اور بھی عاجزی بجناب صحابہ کرام اور عمین شریفین
اور عشرہ مبشرہ اور دوازدہ امام چہاردہ معصوم اور حضرت سید الشہدا اور جمیع
شہیدان دشت کربلا اور اہل بیت اطہار اور ازواج مطہرات رضوان اللہ تعالی علیہم
اجمعین کے شان مین لا اور تمہید تالیف کتاب مین مشغول ہو تاکہ تقریر سخن کو
نہ طول ہو چونکہ ساقی ازل نے سرشت اپنی خاک زمین میخانہ شعر اور آب آتشین
مضمون شرار آتش سخن ہواے شوق اس فن سے خمیر کی توسن صبا سے مخمور
بادۂ شوق اس شراب تند کا ہو کر اکثر بوتل بیاض کے مانند میخواران شائق بغل
مین لیکر پیر مغان میکدہ سخن جرعہ کش راوق مضامین نو وکہن جناب سید ولی محمد
نظیر کی مدام اثر ساغر چشم عنایت سے سرخوش صہباے نکات رنگین دل بھا
ہمیشہ فیض صحبت پیر مغان سے مست بادۂ دقائق متصل ہوتا در ینولا محفل میخوران
رحیق سخن دو جلسہ آراستہ ہوتی ہے اور ہر ایک شراب خوار فکر مضمون کی طبیعت

نشۂ رنگین سے پیراستہ ہوتی ہے ہر صبوحے کش مست دقائق صہباے سخن بے بیت و لعل شیشہ راوق اشتیاق زیر بغل اس رندنے بھی ساتگین بادہ پیر مغان سے لیا دل عشق منزل کو مست راوق سخن کر دیا ساقیان خماری چشم مثل مرزا اعظم علی متخلص با اعظم اور سید گلزار علی متخلص باسیر اوستاد مسلم اور مرزا مہر صاحب جیسے مکرم اور ہر ایک محترم اک اک سامع کو نشہ شراب فکر سے رشک خراب خم خانۂ خمار فرماتے ہین اس مدہوش خراب آباد مصطبۂ سخن کو بھی اوس دور و بادم مین مدام مخموری دو آتشہ مضمون بناتے ہین اوس عالم بیخودی مین تذکرہ تذکرہ ہار ہتا جس مست کے دلمین جو آتا سو کہتا چنانچہ گلشن بیخار تالیف نواب مصطفی خان متخلص بشیفتہ جو اول سے آخر تک دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ حضرت ہین نوابی پر فریفتہ سبکو حقارت سے یاد کیا اپنی اوقات کو برباد کیا بجز سات شخصون کے ہر ایک کے نسبت عبارت ہجو آمیز ہے اور اسکے زبان کی چھری دور است از دست و چشم بد آید پر بہت تیز ہے

بزرگش نخوانند اہل خرد	کہ نام بزرگان بزشتی برد

اور عبارت تذکرہ کی وہ مثل کہ آدھا تیتر آدھا بٹیر تذکرہ اردو عبارت فارسی یہ اونکی اور اونکے اوستاد کے عقل کا پھیر اور وہ سات صاحب بہ تفصیل یہ جنکے سبب ذلیل یہ مرزا نوشہ متخلص باسد و غالب آشنای مومن خان متخلص بصاحب و مولوی محمد صدر الدین خان متخلص بآزردہ نواب مصطفی خان متخلص بشیفتہ مولف گلشن بیخار رنجو آشنا سے صاحب گلشن بیخار متخلص بہ نزاکت غلام علی خان متخلص بوحشت مومن خان متخلص بمومن جنکا انتخاب کرنے والا حکیم سید قطب الدین باطن پس جن صاحبونکا گمان احقر کے غلطی پہ ہو گلشن بیخار کو ملاحظہ فرمائین راست و دروغ واضح ہو جائیگا ایسی ایسی بے انصافیان جب نظر آئین تو عاصی حکیم سید قطب الدین متخلص بباطن سے کہ مرید مولانا و مرشدنا مولوی غلام نصیر الدین صاحب عرف میان کالی صاحب و قبلہ سلمہ اللہ تعالی جو

رونق بخش دار الخلافہ شاہجہان آباد مین تعلیم وتادیب یافتہ بزرگان خود اور
سید ولی محمد صاحب جو اپنے اوستاد ہین ایک تذکرہ بجواب گلشن بیخار بعبارت
اردو زبان جمع کیا جسکا نام رکھا گلستان بیخزان موصی الیہ نے عبث اور بیجا
شوخیان اور کج خلقیان کین کہ وہ صرف از راہ کین ہین سب درست کین اور
ہر ایک کا حوالہ موقع پر دیتا گیا اور جو اکثر صاحب سخن مشہور تھے اور صاحب
گلشن بیخار از راہ تبختر اونکو چھوڑ گئے اونکی کیفیتین لکھین چونکہ الانسان مرکب
من الخطاء والنسیان مخبر صادق نے فرمایا ہے تو خدمت سیر کنندگان نسخہ
ہذا مین یہ کمترین ہدیہ گذارش لایا ہے کہ نظر حکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر
فرماکر عاصی کی سہو اور غلطی کو قلم الطاف سے درست فرمائین اور شمشیر زبان
طعن کو کہ جسکے زخمکا مرہم پیدا نہین بہ نیام کام لائین خداوندا بہ تصدق حضرت
سرور کائنات خاصہ خلاصۂ موجودات رحمت عالمیان صفوت آدمیان احمد
مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم واصحاب ذی کرم اور جملہ نیک بختان
صافی خصلت اور سبز بختان خضر صورت اس نالائق کے گوہر کلام کو اپنے ابر نیسان
کرم بے پایان سے درۃ التاج بادشاہان سخن کر اور بدگویون کو وہ ہدایت عنایت
فرما کہ اون کی عیب گوئی و درازجوئی کو قفل دہن کر آمین رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمد تخلص احمد بیگ نام گروہ قزلباش سے تھے حسن صبیح رکھتے تھے اور فن
سپہ گری مین جوہر ذاتی پائی چنانچہ اونکی تیغ زبان کی آبداری نے سپر کاغذ
پر یہ گل رنگین مثل گل زخم کھلائے

غضب سے ہاتھ مین جب تونے تیغ کین پکڑی
نہ اوٹھ سکا تڑپ بسمل نے یہ زمین پکڑی

احمد تخلص حافظ غلام احمد نام سرشت اونکی ملک پنجاب تہا اور کچھ حال واضح
نہوا ہان وہ حافظ کلام اللہ یہ شعر اونکے کلام سے حفظ خواہ نخواہ

گر یہی ہین بخت اپنے نارسا	اوسکے پانون تک رسائی ہو چکی

آبرو تخلص نجم الدین نام مشہور لشاہ مبارک ستارۂ مولد سعد و نیک الکا آسمان اولاد حضرت محمد غوث گوالیاری غفر اللہ تعالی ذنبہ پر چمکا برج سکون دہلی سراج الدین علیخان آرزو سے باوجود قرابت قریبہ استفادہ سخن پایا شاعر قدیم ہین مزاج کے سلیم ہین اختر عمر ببرج تربیت لمعہ دکھاتا ہے شعشہ فکر فلک کاغذ کو مانند خورشید یون چمکاتا ہے گوہر سخن کو آپکے قلزم فکر سے آبرو نجم کلام سپہر کاغذ پر ہر رنگ کوکب ہو بہو

سر سے لگا کے پانون تلک دل ہوا ہون مین	یہان تک تو فن عشق مین کامل ہوا ہون مین
ندیوے لیکے دل وہ جعد مشکین	اگر باور نہین تو مانگ دیکھو
نہین تارے یہ ہینگے شک کی نقط	کسقدر صفحۂ فلک ہے غلط
شور ہے اسکے اشکباری کا	ابرو چشم تر قیامت ہے

افصح تخلص آغا حیدر علیخان نام لکھنؤ انکی سکونت کا مقام اکثر اوقات محفل مشاعرہ مہاراجہ صاحب مین تشریف لاتے اور زادگان طبع عالی سے سامعین کو مسرور فرماتے حال ترتیب دیوان معلوم نہوا چونکہ اور اشعار بہم نہ پہونچے ناچار صرف دو شعر پہ اکتفا کیا کہ مشتی نمونہ از خروارے یادگار روزگار رہے

درگذر بہر خدا اب تو میرے عصیان سے	بشریت ہے خطا ہوتی بھی ہے انسان سے
نہ خریدار کا حصہ ہون نہ حق بائع کا	مین وہ دانا ہون جو گر جائے کف میزان سے

اصغر و امجد تخلص مولوی امجد علی خلف مولوی احمدی زیب جد دہلی مینو سواد تھے اپنے فن کے اوستاد تھے افضل فضلائے زمان صاحب دودمان مضمون عمر عزیز کو بہ نحو خوش صرف کیا زمانہ ماضی مین بحال نیک علم دین کا یاد حرف حرف کیا حضرت سید عبد اللہ صاحب بغدادی کہ اخص خاصان اولاد حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ سے تھے خرقہ خلافت ادنکے سے تن مبارک کو پیرایہ دیگر باقی عمر کو بیچ فقر کے بسر لیگئے صدہا تصوف نے فیض انفاس متبرکہ سے

استفادہ

استفادہ کامل لیا احقر اونکے کلام سے مستفیض ہوا اور عجب لطف پایا بندیکی والد مرحوم سے بہت ربط تھا اونکا کلام اونکو اکثر حفظ تھا صاحب گلشن بیخار نے باوجود اس قرب کے یہ بعد اختیار کیا کہ ایک شعر ان حضرت کا برای نام لکھا معلوم نہین کہ یہ کیا بد بات اونکے طبیعت مین سمائی کہ اکثر شعرا کی اسطرح برائی تحریر فرمائی چنانچہ ہر ایک کا نشان موقع پر عرض کیا جائیگا اور پتا دیا جائیگا دیوان فارسی اوسکے غرض یہ مسئلہ فقہہ دیوان اردو سے بیان کیا اور
انکے متانت کا امتحان کیا

خوب رویت کے آشنا ہین ہم	عاشق مظہر خدا ہین ہم
گر خودی ہم سے دور ہو جاوے	حقکی سوگند پھر خدا ہین ہم
شہادت کا از بسکہ ہے شوق دلمین	تری تیغ کو دمبدم دیکھتے ہین
مسافران فنا کب جہان مین آتی ہین	مگر کہ خواب کی صورت کبھی دکھاتی ہین
یہ کسسے پوچھیے کیسی ہے وہ سرای عدم	جہانکو قافلہ آصغر چلیے ہی جاتے ہین

آرام تخلص خیر اللہ خان نام خدنگ ساز تھے عاشق جانباز تھے پر سرا سری جیئے نہ اور تمام عمر مانند زبان پیکان خشک کام رہے کبھی بشکل لب سوفار خندہ نکیا تو وہ چشم اونکا آماجگاہ ناوک قضا ہوا اور قد راست جو مثل تیر تھا صورت کمان خمیدہ ہو کر گوشہ تربت مین چلہ نشین رہا یہ نشانہ شست طبع
اونکے سے تو وہ کاغذ پر لگا

جبین رکھنا تو غبار ای رشک گلشن چھوڑدے	خاک عاشق پہ چھٹکتا کیون ہی دامن چھوڑدے

آرام تخلص رای پریم ناتھ نام قوم کھتری ہنگام تحقیق اور کسی حال سے
آگاہی نہوئی ایسا ذرا یا جو لکھنے مین آیا

خون آنکھون سے نکلتا ہی رہا	دل کا فوارہ اوچھلتا ہی رہا
کون دلدار ہی کرے آرام کی	ایک مجنون تھا سو چلتا ہی رہا

آزاد تخلص شیخ امیر الدین نام شاگرد غلام علی عشرت بریلوی طائران فضا مین کے

دام فکر مین یون گرفتاری کی

بن ترے سیر چمن کو نگئے ہم ورنہ
خندۂ گل نے ہمین خوب رولایا ہوتا

آزاد تخلص میر فقیر الله متقدمین ہین اور آدمی بہت ذہین ہین قید دنیا سے آزاد مرد ذی استعداد

سب صنعتین جہان کی آزاد ہمکو آئین
پر جس سے یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا

آزاد تخلص لاله رام سنگه نام ایک شخص تھے که بعد حصول علم لابدی قرص چشم روشنائی نظر سے نظری ہوا یه اشک حسرت چشم مایوس اونکی سے ٹپکا تا زندگی نابینا جیئے غلامان طبع زاد یون آزاد گیے

اندنون پیارے ترے طرز تکلم اور ہی
طور چشمک اور ہی وضع تبسم اور ہی

آشوب تخلص میر امداد علی نام فرزند میر روشن علی فروغ لاکلام از اہل دہلی اصلاح پذیر میر نظام الدین ممنون بنده انکی منت کا مرہون مولف انده از کلام مشل اوستاد ہین مقتنه دہمه مرد کیا د شخص متین ہین سخن بفصاحت قرین ہین

ناوک غم سے چھنا یہان تک تن اس ناکام کا
استخوان پہ میرے دھوکا ہے ہما کو دام کا

گنہ کے بوجھ سے محشر تلک پہونچ نہ سکے
اسیمین پردہ رہا ہم گناہگارون کا

پاس الود گیئ دامن قاتل نہ کیا
کسقدر ذوق طپیدن سے پشیمان ہون مین

دل کہین دیدہ کہین صبر کہین تاب کہین
ہاے کتنا شب ہجران مین پریشان ہون مین

ہے شوق زخم یارب کس خنجر آزما کا
لب ہاے زخم دلپر غوغا ہے مرحبا کا

یہ دیدہ و دل او سیر مائل میرے دونون ہین
دشمن میرے دونون ہین قاتل میرے دونون ہین

آشفته تخلص عظیم الدین خان نام عرف بهوریخان انجام اصلاح پذیر میر محمد علی مائل اول عجب مرد شیدا وارسته و آشفته دل طبیعت اونکی شوق شغل کسب باطن پر مائل شاغل و شب بیدار و زنده دل قصۂ عشق سید برات شاہجہان آبادی انکے شاعر فکر کی اوستادی

نبی کو خاطر اصحاب کیون نہو منظور	کہ زیب و زینت محفل ہی چار یارون سے
ہے جلا اوس آینہ رخسار کی گرد ظہور	منصفی ہی حسن کی عاشق سی زیبائی ہوئی
عین بیرنگی ہے آشفتہ برنگ مختلف	آفت جان اوس گل رعنا کی رعنائی ہوئی

ایمان تخلص شیر محمد خان نام سیاران حیدرآباد سے ہین ایسا سُنا ہے کہ وہانکے شعرا کے اوستاد سے ہین جبکہ ناقوس آہ اونکے سے ایسی نوا آئی تو برہمن شوق سخن کا کیونکر ایمان بجائے شعرا کا انکے سخن پر ایمان ہے اونکے دین کا قائل ہر مسلمان ہے

روا ہی کون سی مشرب مین کہہ ای عشق منصف	دل پرویز خوش ہو خاطر فرہاد محزون ہو
ٹپک پڑتا ہی خون دل مرے ایمان آنکھون سے	مے گلگون کا جسدم بزم مین ساغر چھلکتا ہی

اوباش تخلص شیخ امیر زمان صاحب رئیسان لکھنؤ سے تھے ہان صاحب شاگرد غلام ہمدانی مصحفی یہ نظم اونکی ثبت جریدہ کی

دل و دیدہ اپنے جو یار تھے سو وہ بحر غم مین پھنسا گئے	ہمین جنسے چشم امید تھی سو وہ صاف آنکھین چورا گئے

آشفتہ تخلص مرزا رضا قلی صحبت سکونت معلوم نہوئی تو ناچار کیونکر تلاش کرے کوئی غرض جوان باسوز و گداز بعلم طب ممتاز محفل مشاعرہ آراستہ کیے زلف شاہد سخن پیراستہ کرتے غشی طبع انکے نے دست عنایت طور الشعرا دم سے گوشمالی پائی شعر انکا شستہ و رفتہ مضمون لاف و گذاف سے صاف صورت دکھائی طبع انکی اسطرح جنون افزا ہوئی جو سامعین کو وحشت پیدا ہوئی

جی تھا آنکھون مین یار تھا دل مین	یا ان تلک انتظار تھا دل مین
چہرہ کچھ اندنون غم پنہان سی زرد ہے	ظاہر مین کچھ مرض نہین پر دلمین درد ہے
چلا ہے کعبہ کو آشفتہ پارسا بنکر	خدا جو بیٹھے بٹھائے اوسے خراب کرے
مر گیا اک صنم پہ آشفتہ	موت ایسی خدا نصیب کرے

اویسی تخلص شاہ محی الدین نام صوفی زادگان بریلی مقام عنان سمند قدم کو طرف دکن معطوف کیا بسبب عدم تحقیق اور حال کا لکھنا بندہ نے موقوف کیا

باغ مین گلعذار ہو فصل بہار ہو نہو — مین ہون وہان غزل سرا بلبل زار ہو نہو

آشفتہ تخلص میر منور علی خلف سید علی نواز سادات رشید قدر بارہہ سے ممتاز مقام تولد دہلی علم طب مین مہارت اچھی اس علم کا فیض حکیم حیدر علیخان سے پایا یہ نسخہ مفرح واسطے فرحت خاطر مریضان شایق سخن ہاتھ آیا

پرسش حال نے پھر یاد دلائی اونکی — گور مین بھی پس مردن نہ کچھ آرام آیا
اجل تو نے کیا کیسا مجھے شرمندہ قاتل سے — تماشا تھا اوسے میری تڑپنے کی اذیت کا
جو نامہ بر گیا وہ گیا اپنی جان سے — اب جیبین ہے رقیب کو ہم نامہ بر کرین
ہے وصل مین بھی فراق کا غم — ظاہر مین ہون پاس پر جدا ہون
ہے جلاد کی سادگی مین بھی شوخی — میرے خون دل کو حنا جانتا ہے
غش ہونگے ہم آشفتہ تاب رخ جانان سے — پوچھیگا قیامت مین دیوانو نسے کیا کوئی

انشا تخلص میر انشاء اللہ خانصاحب خلف میر ماشاء اللہ خانصاحب مولد مرشدآباد فیض خدمت سعادت علیخان سے آباد بفن شعر دستگاہ کمال تھی جودت و موزونی طبیعت بہر حال تھے ہمعصر ونکے قافیہ تنگ کرتے عجب عجب رنگ کرتے شوخی و تندہی و طباعی ذہن کی سبب ہمنشینون سے سبقت لیگئے انکے فکر سخن سے اہل سخن حسرت لیگئے ماشاء اللہ کیا مضمون ہی کہ اللہ کہکر ہر اک مفتون ہی

اوس سے خلوت کی ٹھہر جاتی تو مین اللہ سے — واسطے دود نکے عرش کبریائی مانگتا
جسدم کہ ترے محو تجلی کو غش آیا — لوگون نے کہا حضرت موسی کو غش آیا
جسوقت وہ یوسف سے ہم آغوش تھا اوسوقت — سنتے ہی ترا نام زلیخا کو غش آیا
چلے تھے حرم کو رہ مین ہوئے اک صنم پہ عاشق — نہوا ثواب حاصل یہ ہوا عذاب اولٹا
وفور نشہ سے انشا کو غش آیا ہے اے ساقی — شراب پرتگالی کی دے منہ پر تریڑے جا
جگر کی آگ نہ بجھے جس سے جلد وہ شے لا — لگا کے برف مین ساقی صراحی مے لا
نزاکت اوس گل رعنا کی دیکھیو انشا — نسیم صبح جو چھو جائے رنگ ہو میلا
ابکی یہ سردی پڑی ہر اک ستارہ جم گیا — کانپے عرش برین سارے کا سارا جمگیا

آبخوری برف کے انشا کو بھیجی آپ نے
اسکے یہ معنے ہین لو انشا تمہارا جسم گیا

بکھیرا ای نگہت باد بہاری راہ لگ اپنی
تجھے اٹکھیلیان سوجھین ہین ہم بیزار بیٹھے ہین

گر یار می پلائے تو کیونکہ نہ پیجیے
زاہد نہین ہین شیخ نہین کچھ ولی نہین

دلکو ہی بھا گئی کہ ہر بات سے تیرے انشا
کوئی کھڑکی بھی تو اس گنبد بےدر مین نہین

غصہ مین تیرے ہمنے عجب لطف اٹھایا
ابتو عمداً اور بھی تقصیر کرین گے

رونے سے اپنے دلکی تپش گرد ہو گئی
دو چار بوند یون مین ہوا سرد ہو گئی

آصف تخلص وزیر الممالک نواب یحیی خان بہادر مخاطب بخطاب آصف الدولہ بہادر انکی ہمت اور کرم کا فسانہ حلقہ بگوش عالم ہے جنکا ادنا خدمتگار حاتم ہے بیان جود حد تحریر سے باہر سخاوت سے ہر ایک ممنون سراسر دریاے گہر جوش فیض نیسان ابر باران پر چشمک زن رومال زر ریز انکا بھی دامنونکا دامن محامد اخلاق جود و سخا تحریر کرنا حوصلہ کلک سے باہر فن سخن پردازی سے شوق اکثر مدام سخن سنجونکو بصلہ بیکران ممتاز کرتے شعرا انکے قدر شناس اور سخن فہمی پر ناز کرتے اونکے عنصر لطیف کی یہ سخاوت یکدست ہے جسکے آگے ابر گہر ریز کی ہمت بلند پست ہے

ملنے نہ ملنے کا تو وہ مختار آپ ہے
پر مجھکو چاہیے کہ تگ و دو لگی رہے

کیا نیند بھر کے سوئے کوئی اس سراے مین
جس مین کہ آٹھ پہر روا رو لگی رہے

انجام تخلص عمدۃ الملک نواب امیر خان صاحب جمہور امیران حضرت ظل سبحانی فردوس آشیانی محمد شاہ بادشاہ ہین گروہ انجمن نازک خیالون مین بیچ ستارون کے ماہ ہین

نعش میری دیکھکر مقتلمین یون کہنے لگے
کچھ تو یہ صورت نظر آئی ہے پہچانی ہوئی

یہ بیان اپنے سر کے تھا انجام پاس تمکنت
شکر ہے تڑپے نہ زیر خنجر جلاد ہم

آفتاب تخلص بہشت منزل ابو المظفر مجاہد الدین شاہ عالم بادشاہ وہ کیسے جیسے آسمان پر ستارون کے بیچ مین ماہ حقیقت اونکی مانند خورشید فلک جہان پر اظہر من الشمس کیونکہ نہو ستارہ عنایت مثال ماہتاب تمام عالم پر

روشنی بخش بہر سو سخن و اہل سخن سے محبت کمال مہر سخن اوس صاحب جلال کا سبب زوال یہ ذرہ خورشید فکر اونکے سے آسمان کاغذ پر چمکا یہ فرمان قضا جریان ناظم سخن کے نام جاری ہوا

آئے جو خواب مین بھی وہ یوسف لقا تو پھر
اے آفتاب دولت بیدار سمجھیے

آفرین تخلص شیخ قلندر بخش نام از سکناے سہارنپور اور کشف حال انکے سے باوصف تلاش مجبور تھوڑا سا حال طبع سخن آفرین سے لکھا ہیری جرات کو دیکھیے کہ کہان سے لایا کہین سے ہی لکھا

بخیا چمن مین تو اب آفرین کہ جون غنچہ
لبون نہین اونکے نہان ہی بہار خندہ و گل

انتظار تخلص لاعلم شاہد مراد حال جلوہ نما ہوا ہر چند اوسکی تلاش مین کیا کیا ہوا دو شعر جو ہاتھ آتے ہین ثبت دفتر کیے جاتے ہین انکشاف کیفیت انتظار کا کہان تک منتظر رہون انسب کہ طول سخن مختصر کرون

جو ہین بہار گل کے قفس مین خبر گئی
بلبل بھی سنکے ایسی ہی تڑپی کہ مر گئی
کنج قفس مین جا کے بناتا ہون آشیان
سیر چمن کے دل سے ہوس اسقدر گئی

انیس تخلص امیر الدولہ نوازش خان میر نظام الدین ممنون سے شورہ سخن عیان مضمون سخن انکا ہر ایک نفیس ہوا شعر اسی مطارحات مین یون انیس ہوا

کشتی سے اپنے چرخ خبردار رہ کہ آج
رو گئے سر شک دیدۂ طوفان فشان نہین
پرکالۂ آتش تھا وہ رخسار انیس آہ
چہرہ جو غضبناک ہوا اور بھی چمکا +

آفاق تخلص میر فرید الدین نام تلمیذ پدید ثناء اللہ خان فراق زمرۂ موزونان مین شہرہ آفاق

ہاتھ کا اوس کے خط لکھا لایا
تیرے قاصد مین ہاتھ کے صدقے

انور تخلص ولی محمد خان نام مذاق فارسی طرز کلام سے عیان گلخن فکر سوزان پرکالہ مضامین شرر افشان

ایسی جان بخش ہوا موسم گل کی آئی
قصد پرواز ہین طائر تصویر کو بھی

آگاہ تخلص میر حسن علی نام گلشن بیخار سے ظاہر ہوا کہ قصہ پردازان شاہی مین شاہ تھے بسبب ذہانت و طباعی بہت فنون مین صاحب دستگاہ تھے داستان زادگان طبع افسانہ خواب شایقین سخن افسانہ سخن براہ صاحب شوق مستحسن

ہان تیغ کھینچ اے بت نازک مزاج تو	مرنے کو آج یہ بھی گنہگار گرم ہے

امانت تخلص امانت راے نام مولد و منشا نامعلوم الاقیام پذیری دہلی مفہوم نقد سخن اس طرح امانت رکھا صراف فکر سخن کا قائم نہوا

تشریف یان نہ لاؤ یہ نامہ بر تو بھیجا	مت لو خبر ہماری اپنی خبر تو بھیجو

آگاہ تخلص لاعلم طرز کلام سے ثابت ہے کہ مذاق سخن پر طبیعت ملتفت ہے فکر سخن ناگاہ ذکر مضمون سے آگاہ

باتین بنا بنا کے نہ کیجے نباہ کی	منہ دیکھو اپنا سیکھو ابھی رسم چاہ کی

امی تخلص روشن بیگ نام برادر خورد حمید الدولہ ادب یافتہ نصیر سخن الکا غلطی یعنی تخلص کو نظیر

جی دھڑکتا تھا کہ بھوجن مین نہ آجاے لچک	ہاتھ سے چھوڑ دیا مین نے ترا جان کے ہاتھ

اٹل تخلص میر عبد الجلیل نام سادات دہلی کے دلیل نام خارج سے ظاہر ہوا کہ اوستاد کو ظاہر نہ رکھا باطن مین استفادہ حاصل کیا ہی ایک مطلع مشہور تر عام و خاص پایا دہی میرے لکھنے کو بھی ہاتھ آیا سخن سکے نسخے مین اٹل ہین اس بل کو کیا کیا بل ہین

زلف ہے چہرہ پہ یا جنجال ہے	جنبش ابرو ہے یا بھونچال ہے

امجد تخلص مولوی امجد نام بجز اسکے اور حال نہ کھلا تو خامہ عاصی کا دم بند ہوا اور سب پردہ ڈھنکا

جسگھڑی آپکو دیکھون ہو نین جون قطرہ اشک	اپنی نظرون سے بھی امجد مین گرا جاتا ہون

اثر تخلص حسین علی خان نام نور چشم مرزا حیدر بیگ خوش کلام سر ادب کا آگے

شیخ امام بخش ناسخ کے جھکا یا جب ایسے متانت کا مرتبہ پایا صاحب گلشن بیخار آپ کہتے ہین کہ یہ اشعار اونکے شہرت تمام رکھتے ہین جسکا ذکر اپنی زبان پر خاص و عام رکھتے ہین اس غزل مین جو شعر اچھے تھے وہ نہ لکھے اور پھر اکثر کہتے ہین کہ ہم انصاف سے نہین گذرتے اور کسیکو بیجا نہین کہا واہ وا کیا خوب فرمایا فعل یہ قول وہ یہ کہنا اور ایسا کرنا احقر نے اس حال کو دیکھکر اکثر مقامات مین اونکی منصفی اور بے منصفی کو گلستان بیخزان مین مقابلہ کیا اب اہل انصاف چشم منصفی سے اونکی منصفی اور بے منصفی کو غور فرماوین مشار الیہ نے کیسا مجادلہ کیا یہ دو شعر گلشن بیخار سے لکھے پر خامہ نے بڑی تکرار سے لکھے

بسکہ درد آٹھون پہر نام اوس مہ تابان کا ہے	بنگیا اختر مرے تسبیح کا جو دانہ تھا
سنکے غل شب تا در زندان وہ آکر پھر گیا	شیون زنجیر خواب بخت کا افسانہ تھا

بخدائے لایزال بندہ کسی سے کد اور کاوش نہین رکھتا کون کہتا ہے کہ انصاف میرے سخن سے تراوش نہین رکھتا اب جائے غور ہے کہ اچھے اشعار کا یہ طور ہے

رات بھر مجھکو خیال عارض جانانہ تھا	آفتاب روز محشر یان چراغ خانہ تھا
برسون بعد از مرگ بھی سوز غم جانانہ تھا	شمع تھا ہر استخوان میرا ہما پروانہ تھا
تھی ہماری خونکی پیاسی یار بن بزم شراب	چشم شیر اپنے نظر مین رات بھر پیمانہ تھا
درس وحشت تھا بیاض چشم آہو سے مجھے	گوشۂ صحرا میرا طفلی مین مکتب خانہ تھا
تھا اثر مرگ شب فرقت مین یہ سامان عیش	سینہ کوبی خلق کی شادیکا نوبت خانہ تھا

اثر تخلص سید محمد میر نام برادر حقیقی حضرت خضر شعرا خواجہ میر درد جواب اپنے عالم مین یکتا دو چند فرد کار دنیا سے دست بستہ دل سوے عقبی کشادہ بہت دن گذرے کہ جہان گذران سے گذرے دیوان انکا نظر کمترین مین کہان سے گذرے چند شعر فیض ایک رفیق سے حاصل ہوئے وہی اس دفتر مین داخل ہولے

مر تو چلے کہان تلک اب در گذر کرین	یا ہم نہین اس آہ مین یا آسمان نہین
اور تو کوئی نہین دام و قفس دامنگیر	تنگ آیا ہون فقط دلکی گرفتاری سے

۳۶ احسان تخلص لا اعلم مرد بان لکھنو سے تھے اکثر طبیعت اونکی مرثیہ گوئی پر مالوف ہوتی سوے فکر شعر کبھی تحریک احباب سے مصروف ہوئی عرصہ دراز سے یہ مطلع انکا بیاض والا ماجد مرحوم مین مرقوم تھا باقی حال سے بندہ بناچار ہی محروم تھا

مجنون کو اپنے لیلی کا محمل عزیز ہے
تو ہے ہمارے دلمین ہمین دل عزیز ہے

آمانی تخلص میر امانی نام ساکن دہلی فکر اونکی یون معلوم ہوئی

اثر ہو سنگ مین کیا کیونکہ انکو رام کرین
ہتو نکے دل ہو تو یارب یہ اپنا کام کرین

احسان تخلص حافظ عبد الرحمن نام شاعر عالی مقام چہرہ آرای شاہد سخن شانہ کش طرح مضمون شکن درشکن طبع دقیقہ سنج بہ صنعت تجنیس رعایت شعر نہایت نکتہ رس باوجود پیرانہ سرشت صنایع بدایع شعر مین جوان ہوش صاحب خلق نیک طبع نازک خیال دُرِ مضمون سے صدف فکر مالا مال انکے شاعر فکر کا احسان ہے جسکا ایسا بیان ہے

گلے سے لگتی ہی جنھنے گلے تھے بھول گئے
دگر نہ یاد تھین مجھکو شکایتین کیا کیا

ہے وہ مرید آبلہ پاے عاشقان +
پانی پہ کیونکہ ٹھہرے ہے بستر حباب کا

دو دنسے مین جدا ہون وس ہو کمر سے احسان
اک سوطرحکا صدمہ اس درمیان مین دیکھا

فایدہ تم جو مجھے نزع مین یار آے نظر +
ہے نہ یارا اے سخن اور نہ یارا اے نظر

مجھکو مت ٹھکراؤ بس چلیے سنبھل کر دیکھکر
چال سب چلتے ہین لیکن بندہ یہ دورِ دیکھکر

گرد دل احسان غم معشوق وبے صدا فرین
پیرو مرشد داد یہ بدعت خدا لکے گھر کی پاس

ہوا ہے غم سے میرا زرد جسم زار دریغ
لبنت پھولی ہے لیکن نہین ہے یار دریغ

نہ جیکو تاب ہے فرقت مین کیا کرون احسان
نہ چین دیتی ہے جان پر اضطرار دریغ

چین تجھکو بھی نہو مجھکو ستانے والے
تو بھی ٹھنڈا نرہے نیکے جلانے والے

آشنا کسکے ہین نہیہ یہ ہین یہ دیدہ و دل
ہین یہی دیدہ و دانستہ ڈبانے والے

آئین تخلص محمد اسمعیل نام پہلے وحشتی تخلص تھا بدلنے کا سبب نہ کھلا مرد خجستہ

و شریف تھے حریف و ظریف تھے

اپنی تو وہی عید ہے جس روز کہ ہمدم	مکھڑا نظر آجاے لب بام کسی کا

امین تخلص خواجہ امین الدین نام از مردمان عظیم آباد مرد قانع و صابر و متدین و آزاد نقد سخن کے امین ہین مرد کامل ذہین ہین

مرتے ہین ہم تو اوسکے لب آبدار پر	گر آب زندگی ہو تو مارین ہین دہار پر
صبح گر صبح قیامت ہو تو کچھ پروا نہین	ہجر کی جب رات ایسی بیقراری مین کٹی

احسن تخلص مرزا احسن علی نام بسرکار نواب آصف الدولہ بہادر مرحوم بزمرہ شعرا نوکر نخل طبع انکا آبیاری عنایت سجدہ گاہ شعرا سے بارور کہتے ہین کہ مرشد شعرا سے بھی فروغ پایا بلبل طبع انکا چمن کاغذ مین یون چہچہایا

حسن پر اپنے ہر اک مہ پارہ گرم لاف تھا	گھر سے وہ خورشید رو نکلا تو مطلع صاف تھا
سجدہ گہ ہے خاک احسن اب تو ساری خلق کی	دی تھی اس نے جان کسکی حسرت پابوس پر

امین تخلص میر محمد امین نام وطن شہر بنارس سخن مین ایسی دست رس

دل سے کہدو کہ آہ سرد کے ساتھ	ٹھنڈی ٹھنڈی چلے تو چل نکلے

احسن تخلص احسن اللہ خان نام جہان آبادی قریب لاہوری دروازہ مسجد سرہندی مین رہتے تھے ایام شباب مین روبرو محراب ابرو کسی بت کے حق سجدہ قضا ادا کیا جا نماز کو مرگ چھالا قرار دیکر اذان سے بانگ ناقوس بلا کر آخر کار زنگ کفر آئینہ دل سے جدا کیا نار دار عنصر فکر انکا طرف مشرب سخن یون ایمان لایا اور توبہ گناہ سے کر کے مسلمانی پر جان لایا

اوسکی گلی مین احسن شب چوری چوری جانا	یہ چال ڈھال تیری خانہ خراب کیا ہے

امیر تخلص لا اعلم ایک شخص ہین دہلی کی عجز و آدمیت کی عادت ہے شاہ نصیر کی اون پر عنایت ہے امیر مزاج انکا فقیر پرور ہے اونکی سخن کا یہ بیان سراسر ہے

ہے بس تشنہ گلو پر ہی پھرا دیکھیو قاتل	بے آب کہین خنجر بران نہوا ہو

احقر تخلص مرزا جواد علی نام از گروہ قزلباش میر حسن صاحب مثنوی سے اونکو

ہے

ملی شاباش شاہد طبع انکا بستر کاغذ پر یون جلوہ نما ہوا آئینہ کاغذ مین جمال محبوب سخن اس شکل دا ہوا

بزم مین اوسکے جو شب چاند کا نذر کو چلا	اوٹھ کے محفل سے وہین وہ بت مغرور چلا

امیر تخلص امیر الدولہ ظفر جنگ بہادر چھوٹے بھائی نواب آصف الدولہ مرحوم کے بے بہادر کے پہلے اوج عہد غلام قادر خانسے شہر دہلی مین مجلس مشاعرہ کرتے تھے اور کلام شعرا پہ بشوق دل کان دہرتے تھے

یاس و غم و آرزو جمع یہ سب چیز ہے	بل بے ترا حوصلہ دل بھی عجب چیز ہے

اختر تخلص میر اکبر علی نام روشن ستارہ کان سرہندی سے ہین صنعت ساخت آتشبازی مین گلہاے بوقلمون صفحہ آسمان کاغذ پہ مانند عقد پروین کھلاتے پھلجھڑی مصرعہ موزون کے جائی طبع سے سر کرکے طبیعت طفلان مضامین یون بہلاتے ماہ مزاج انکے نے خورشید لطف قلندر بخش جرات سے کسب ضیا کیا ستارہ فکر انکا فلک کاغذ پر اس طرح چمکا قلم غنچی طبع سے اسطرح گل پھولے جنسے تماشائی کا جی ایسا خوش ہوا غم بھولے

تماشے کی ہے جا مژگانسے جو لخت جگر نکلا	عجب یہ نخل ہے جسمین کہ شکل گل ثمر نکلا

الفت تخلص لالہ منگل سین نام کایتھون عظیم آباد سے ہین مشرف دہلی ہوے اصلاح سخن مین شاگرد قلندر بخش جرات جیسے اوستاد سے ہین عاشق طبع معشوق سخن سے یون الفت کرتا ہو اور معشوق سخن عاشق طبع سے اسطرح محبت کرتا ہے

ہر قدم پر یان تلک آنے مین سو سو ناز ہی	کیونکہ گھر جانے لگے شام و سحر دوچار کی

ارمان تخلص جگر بند جعفر علی حسرت از مشاہیر دیار مشرق اور ارمان دل یون مبدل بحسرت

تا سر بالین اوسے آنا قیامت شاق ہے	یہ دل بیمار جبکا نزع مین مشتاق ہے

الم تخلص محمد علی نام تعلیم پذیر شیخ ابراہیم ذوق شایقین کو اونکے سخن سے غم و الم اوٹھانے کا شوق

نتھا تحمل اگر اوسکے ناز کا تو پھر	الم فریفتہ کیون ایسے نازنین کے ہوئے

اسعد تخلص مرزا اسعد بخت نبیرۂ حضرت شاہ عالم طبع سعید اونکی یون خوبی پرداز و خیر خواہ عالم

تو اسعد غضب ہے کہ ہاتھون سے تیرے	نہ تسبیح چھوٹے نہ زنار چھوٹے +

الہام تخلص شیخ شرف الدین نام لکھنوی سنا ہے کہ فکر فارسی انکی خوب تھی سخن مین عالم غیب طبع سے یون الہام ہوا زمرۂ شعرا مین انکا نام مشہور عام ہوا

ارے بیکسی تیرے قربان ہون	برے وقت مین ایک تو رہ گئی
نگہ وہ دشنہ کہ طعنہ کٹار پر مارے	مژہ وہ تیز کہ خنجر کو دھار پر مارے

اسد تخلص میر امانی نام بیشہ دہلی انکے قدم کی برکت سے آباد تھا کہتے ہین کہ خامہ سجدہ گاہ شعرا انکا اوستاد تھا بسفر لکھنؤ رو بآنجا قطاع الطریق سے کسی نے شکار کرکے بمنزل اول پونہچایا افسوس کہ اسد بچہ اسد قضا مین پھنس کر بیشہ عدم کی سیر کو گیا غضنفر مزاج انکا نیستان کاغذ مین یون عریان ہوا نہ دلونکا طایر ہوش پران ہوا

بزم بتان ہو جام ہو خلوت ہو پھر تو بس	کافر ہون گر وہان مین خدا کا بھی ڈر کرون
جون تون اسد کو لائے تھے اوسکے گلی سے ہم	خانہ خراب راہ مین آکر مچل گیا

اکبر تخلص اکبر خان نام چھوٹے بھائی نواب محمد مصطفی خان صاحب تذکرہ گلشن بیخار کی کتاب مذکور سے واضح ہوا کہ عرصۂ قریب سے انکو چرچے شعر و اشعار کے مومن خان انکے اوستاد ہین جنکو بہت کمال یاد ہین

سوچیے حضرت ناصح کوئی تدبیر وصال	حیف چارہ نکرے آپ سا دانا دل کا
جنون عشق کا درمان ہو کسی سے کبھی	کہو علاج کرے جاکے چارہ گر اپنا
قتل کر لاشہ اکبر کو چھپایا گھر مین +	بارے اوسنے مجھے جانے ندیا اور کہین
ہون صید دام دیدہ مین صیاد در گذر	غفلت مین وہم ہے کہ فریب کمین نہو

دوش فلک پہ دیکھکہ نعش شہید عشق	حورون کو یہ گمان ہے کہ عرش بریں نہو
۵۷ ہم تو یہین رہے جو خفا ہو تو خوش رہو	آئے تھے طلب سے کہ رخصت کیا چلے

اسیر تخلص لا اعلم ہر چند بہت اولجھا اور پریشانی اوٹھائی پہ بال برابر زلف پریشان حال کی جمع ہات نہ آئی

ہم اوس آئینہ رو کے ہجر مین یون زیست کرتے ہین	کہ سکتے کیسی حالت ہے نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین

اسلام تخلص شیخ الاسلام نام ساکن قصبۂ سہارنپور مذہب فرقۂ شعرا مین انکا یہ آئین و دستور

ظلم ظالم کا پس مرگ بھی رہتا ہے بجا	ہین یہ بازوے عقاب اوجو بنے تیر کے پر

اشفاق تخلص لا اعلم اور کچھ حال ورسم مکشوف ہوا دوسرا بیان کسی طرح معروف ہوا مرد نصرانی اصل انکی اہل فرنگ سے تولد بمقام ہند باقی حال مین عقل دنگ مردگان مضمون کو نفس عیسویسے یون جلاتے ہین ہونٹ ہلاکر یہ صاحب مسیحائی جتاتے ہین

۵۸ خط کا یہ جواب آیا جو لکھا کبھی پھر خط	کر ڈالونگا یکدم مین ترے آٹھ ٹکڑے

اشرف تخلص محمد اشرف نام خلف امام الدین ساکن کاندہ سخن کو اونسے اسطرح استفادہ

آتش دل سے ہوا ہے یہ مجھے ڈر پیدا	کہ مرے سینہ مین ہو وہی نہ سمندر پیدا

اظہر تخلص غلام محی الدین نام شاگرد غلام حسین سروری نہ متانت کلام مین انکو نہایت برتری

۵۹ رکھتے ہی ہے مری جان کو مضطر تپش دل	دکھلائے گی ہنگامہ محشر تپش دل

اعظم تخلص اعظم خان نام دہلی والون سے ہمدم مرغ فکر انکا طرف گلزار سخن اس روش اعظم

اسی مضمون سے معلوم اوسکی سرد مہری ہے	جو اوس نے مجھکو نامہ کاغذ کشمیر پر لکھا
درد دل ازبس طبیبونسے نہان رکھتے ہین ہم	شمع آسا نبض زیر استخوان رکھتے ہین ہم

افسوس تخلص میر شیر علی نام خلف میر مظفر خان لاکلام بسر کار انگریزی کتب فارسی کا ترجمہ بزبان اردو کرتے اور اپنی زندگی کے دن اسطرح بھرتے

قفس سے چھٹنے کی امید ہے نہین افسوس
حصول کیا ہے جو مژدہ بہار کا پہونچا

کچھ بات تم سے کر نہیں سکتے ہزار حیف
مدت مین تم ملے ہو تو غیر و نکے گھر ملے

اختر تخلص لا اعلم مرد شریف آفتاب مزاج انکا مشرقستان سخن کا سیارہ تھا اونکے چرخ طبع پر مضمون کا چمکتا ہر ستارہ تھا کوکب مضمون آسمان کاغذ پر یون چمکتا ہے نجم سخن صحن فلک پر اسطرح دمکتا ہے

مجھے بھی ہٹ ہوئی دل سے کہ مرمٹا لیکن
نہ تیرے کوچے سے ہرگز قدم اوٹھا میرا

آزاد تخلص شیخ اسد اللہ نام شاگرد مولوی کرامت علی شہیدی ذوالاحترام مرد روزگار پیشہ طبیعت گو مضمون سخن کا سدا اندیشہ

اسطرح باندھون کمر موئی میانکی عشق مین
نقد ہستی توشۂ راہ عدم ہو جائے گا

کوثر سے ابھی جاکے میرا سلسلہ ملجائے
ہات آئین جو نقش سم دلدل کے پیالے

شمع ساں داغ دل آزاد روشن ہو گیا
جو بدن مین خون تھا وہ جای روغن ہو گیا

ارشاد تخلص انور علی نام اور حال کچھ روشن نہوا طبع منور اونکے نے رخ شاہد مضمون یون چمکایا

خوبرویون مین نہین ہے رسم پھر کر دیکھنا
قتل کر کے منہ نہ دکھلایا بہت اچھا کیا

اوستاد تخلص شیخ محمد بخش نام متوطن بریلی طفل سخن نے انکے طبع کا شاگرد ہو کر اس قاعدے سے بسم اللہ کی

تغیر مین ہو جو کیونکر کھنچے وہ ٹھیک نقشے مین
شبیہ یار کھنچوائی کمر بگڑی دہن بگڑا

اسیر تخلص میر مظفر علی نام خدمت ناظرین گلستان سخندان مین محرر التماس کرتا ہے کہ انکے سلسلۂ سخن کا شور ہر گوش عالم قیاس کرتا ہے صاحب گلشن سخن انکی طرف سے پنبہ غفلت در گوش انکے شراب سخن کی کیفیت سے بیہوش ایسے اوستادان مسلم الثبوت کی صفت مین لب وانہین کرتے تو فی الحقیقت

یہ صاحب اپنے حتمین اچھا تخمین کرتے چونکہ یہ کمترین طبیعت اپنی کدورت سے پاک رکھتا ہے اور ایسے نامضمون کی دورسے تاک رکھتا ہے لہذا حتی الوسع تنک دو کرکے ہر ایک صاحب کا حال عرض کرتا ہے اور عرض کرنے کو اپنے پر واجب کیا بلکہ فرض کرتا ہے طائر مضمون انکے دام فکر مین یون اسیر ہوئے پابند سلسلۂ اعتقاد دپیر ہوئے

دل چاک چاک ابروئے خمدار نے کیا
تارے بنے ستارے گرہی جتنے کفش سے
پتھر کے پھول مرقدِ فرہاد پر چڑھے
اعجاز چشم یار نے مردے جلا دیئے
چکم علی سے مہر کو رجعت ہوئی اسیر

کعبہ کو کربلا تری تلوار نے کیا
رستے کو کہکشان ترے رفتار نے کیا
روشن چراغ لالہ کہسار نے کیا
کار مسیح مردم بیمار نے کیا +
شق القمر جو احمد مختار نے کیا

اعظم تخلص مرزا اعظم علی نام از ارشد تلامذہ خواجہ حیدر علی آتش متوطن آلہ آباد محلہ صدر مین بعہدۂ محرری ممتاز ہین عرصہ دراز ہوا کہ عاصی کو بھی اونکے خادمون کے خدمت مین بعقیدۂ صدق و بدرجہ احسن نیاز ہے سن شریف قریب شصت سال لاغر تن کشیدہ قامت خوش حال فکر انکی بطرز خوش ہمیشہ بمحفل مشاعرات تشریف لاتے ہین اور اشعار طبع زاد وطرح سے گوش سامعین کو مسرت اندوز فرماتے ہین اکثر شایقین بصیغہ شاگردی مستفید ہین اور اونکے بہت سے شاگرد رشید ہین

کہا کہ گرمی بھی ہوتی ہے وصل مین جانی
بڑی رفیق تھی لوگونکا اعتبار مین روح
غبار ہے میرا صحرا مین کوسے یار مین روح
سیکڑون لالہ رخون نے ہی جلایا مجھکو
خاموشی دلیوانہ ہے تقریر سے باہر
اعظم جو خاک ہو تو تجلی ابو تراب +

یہ بند باندھ کے اونکی قبا اتاری رات
رفیق بہ ہوئی قبر کے فشار مین روح
نہ ہے قرار مین لاشہ نہ ہے مزار مین روح
سکہ داغ ملے ہین مجھے چندا ہوکر
آواز بھی ہوتی نہین زنجیر سے باہر
یا تو نجف کی خاک ہو یا کربلا کی خاک

جھوکے نسیم مصر کے کنعان تلک گئے	بو نے گل مراد سے کوچہ مہک گئے
عشق نے بعد فنا بھی مجھے نعمت دی ہے	ہڈیون نے مرے کتون کو حلاوت دی ہے
اسکو لازم ہے کہ صدمہ ہو نسیم بجائے انسان	روح کچھ دی نہین ڈالی ہے امانت دی ہے
بحر جہان مین خاطر نازک ضرور ہے	بچ کر چلا کرے میری کشتی حباب سے

آزاد تخلص لالہ مکھن لال نام احقر العباد کا بھی کام پر یہ خوف آتا ہے کہ مطالعہ فرمانے والے ایسا ارشاد کرینگے کہ یہ ہر بار ایسی گفتگو سے کیے جاتا ہے جسکو سب یاد کرینگے صاحب گلشن بیخار ترقیم فرماتے ہین اپنا حسن تو کیا بلکہ قبح جتاتے ہین از کایتھان دہلی است مرد زیرکے بودہ این بیت از و ناچار نوشتہ شد الخ اس ناچار نوشتہ شد کو غور فرمانا چاہیے اور کس کس پہلو کی کروٹین بدلنا چاہیے انھون نے کیون جبر اختیار کیا خواہ نخواہ اپنی طبیعت کو ناچار کیا
کسی کے برا لکھنے سے کیا فایدہ مگر انکا دیکھا یہی فایدہ

ہمدم ہون مجھسے یہ کہتے ہو نہ تو یار سے مل	اسکو سمجھاؤ ذرا یہ کہ نہ اغیار سے مل

آزردہ تخلص مولوی محمد صدر الدین خان نام خامۂ عاصی نے باوصف دو زبانی انکی صفت مین قاصر ہو کر مختصری پر اکتفا کیا وہ بڑا تیز ہوش دانا و عاقل و ہوشیار و دوربین ہے میرے نزدیک اوس عاقبت اندیش نے اچھا کیا آغاز زمانہ نیکی خوبیونکا انکی ذات مقدس پر تمام ہوا صاحب گلشن بیخار کا کلام ہر چند مشہور خاص و عام ہوا تسپر انکی صفت کا نہ انجام ہوا اونکو کیا اپنی پختہ مغزی کا پر خیال خام ہوا تمام تذکرہ مین ان صاحب سے زیادہ کسی کی تعریف نہین لکھی سب بجا اور مریب و درست خیر یون ہی سہی فکر آزردہ مضامین شایستہ سے شایقین کو دلشاد کرتی ہے اور بزم کاغذ مین سامعین کے روبرو دیون
ارشاد کرتی ہے

گو اسیری مین ہون پر مثل اسیر تصویر	نے غم قید نہ پروائے رہائی مجھکو
اور الجھنے کو بلا مین آپ ہی کچھ خبر ہے صاحب	لگا یا ہات کس نے آپ کے زلف پریشانکو

تیرے مجروح کے سینہ مین کچہ گرمی سی باقی ہے	وہین لبس ہو گیا ٹھنڈا جو کھنچا تیرے پیکانکو
اوس شوخ سے مربوط بہت سہل سی ہوتی	گرہم بھی سبک حرکت نااہل سے ہوتے

مولویصاحب مضارع امر کن مین مصدر ایسے افعال کا ہونا شعرائے ماضی حال کو مجہول جاننا استقبال اپنے رسم کا معروف کرنا اپنے کلمہ کو سبکے فعل سی اپنے ضمیر مین مستقبل سمجھنا اور فعل جدید کا فاعل ہونا کیا لازم ہے کہ متکلم کو موضوع ومتعدی کہنا مضمون غائب کو حاضر بوجھنا نفی کو اثبات بغیر اسبات ثبوت کہنا مشتق کو مطلق دیکھنا فتح کو نصب اور نصب کو فتح کسرہ کو جمع رفع کو تشدید یہ قبیح ادغام کو جزم سکون کو جر وقف کو مفتوح مضموم کو مکسور مکسور کو مفتوح کہکر پیش آنا اور پھر اپنے تئین دائرہ عقل سے خارج نہ گننا اور ساکن کو متحرک متحرک کو ساکن بولنا اور عالم متبحر کہلانا اور اس لن ترانی سے ساکن نہ ہونا زبردستی سی کلام کو زیر وزبر کرنا سبحان اللہ اس نالائق نے نہ صرف صرف مین اپنی عمر کسی نحو سے صرف کی نہ دریافت معنی حال واستقبال حرف بحرف کی نہ بحث نفی واثبات کا ثبوت جانی نہ تکرار مصدر واشتقاق کی کیفیت پہچانی لیکن بانی ذی علموں کے گوش گذار ہے کہ لفظ صحیح حرکت برقرار ہے متحرک نہ ساکن ہر شہر و دہر دانا اور مولوی صاحب باوصف علم وفضل کیا غلط لفظ فرماتے ہین باین فضیلت وکرامت کیا کلمہ لغو زبان پر لاتے ہین ؎ گرہم بھی سبک حرکت نااہل سی ہوتے تو تصریح ساکن اس مصرعہ مین ناموزون بندہا اگر یہ کہیے کہ اساتذۂ قدیم سے کسی نے لکھا تو اونکے عہد کے بہت بول چال فی زماننا متروک ہے اور ان لفظون کو سب جانتے ہین اسپر بھی لکھین تو چوک ہے اور اوس وقت مین وہ لفظ فصیح ہے تو اس زمانے مین قبیح ہین جو قبیح ہین بس اونکے نزدیک اب بھی فصیح ہین اور اگر یہ نہین سمجھتے تو اس لفظ پر خصوصیت نچاہیے اور الفاظ مثل ٹک اور تنک اور تئین اور سیتی پر بھی نیت چاہیے یہ کیا حرکت ہے کہ متحرک کو تو ساکن لکھین اور لفظونکو ترک کرین اگرچہ بموجب مصرعہ ؎ خطائے

بزرگان گرفتن خطا ست۞ لیکن خطا اگر راست آید تاہم لاف خطا نہ کہ راست نہ آوے تو بھی اوسے خطا نہ کھین صاف خطا اگرچہ فارسی مین کسی شاعر نے ساکن لکھا وہ برابر ہے لکھا اور بن لکھا تو وہ برہان قاطع نہین ہوتا گو جو لکھا ہوا کھین ہوتا مگر غیاث اللغات مین ملا فوقی کا شعر پایا سو وہ بدین عبارت ہاتھ آیا اور بے پایا حرکت بفتح اول وثانی وثالث نہ بسکون ثانی چنانچہ مشہور است لیکن بعض اوستادان نوشتہ اند مگر بہتر نیست ملا فوقی گوید

زلبس خوش حرکت و شیرین ادا بود ۔۔ کہ گر میداد تیرے خوشنما بود +

الخ پس بہر حال ثابت ہوا کہ لفظ حرکت متحرک ہے ساکن نہین اسپر بھی صاحب تذکرہ ڈھٹھائی سے صاحب باطن نہین اب شعرائے زمانہ حال کے شعر واسطے برہان کی غرض کرتا ہون اونکا لکھنا اپنے اوپر فرض کرتا ہون شعر لقا از گلشن بیخار جسکے بمقابلہ یکدیگر تکرار

کیا خط اوسے لکھیے حرکت ہاتھ سے کم ہے ۔۔ خامہ بھی مرے ہاتہ مین انگشت ششم ہے

شیخ امام بخش ناسخ مرحوم فرماتے ہین اور لفظ صحیح زبان پر لاتے ہین

یہ جسم زار بیحرکت پیرہن مین ہے ۔۔ سب مجکو جانتے ہین کہ مردہ کفن مین ہے

لیکن جو صاحب بہت علم رکھتے ہین اونکو یہ زعم اسکئے کہ ہم بڑے عالم ہین اور تقریر زبان سے ہر ایک کو قائل کر دینگے خود سچے ہو جاینگے جابجا لفظ پر خیال نہین ہوتا اور بندہ بے علم محض یہ بات خیال مین آئی خدا جانے غلط یا صحیح ہے کچھ اعتراض نہین کیا ایک بات عرض کی ہے اس سے کچھ کمال نہین ہوتا

٦٩ احسن تخلص اسم باسمی ہمعصر آبرو صاحب گلشن بیخار کو شاید شبہ واقع ہوا جسپر یہ گفتگو اس بیت کو مشتہر کیا بہ آبرو یا ظرافت اونکی ہے یا درحقیقت درست ہے لیکن انکے شوخی مزاج سے معلوم ہوتا ہے کہ تقریر انکی اس چالاکی مین سست ہے انکے نسبت یہ فقرہ تحریر کرتے ہین حق ناحق برا کہنے پر مرتے ہین چون از صاحب ترجمہ شعرے آخر کہ لیاقتے داشتہ باشد در نظر نبود ناچار ثبت گشتہ الخ طرز تحریر اس عبارت سے ذات شریف کی شوخی معلوم ہوئی

اور گفتگو انصاف سے صاف معدوم ہوئی یہ جو انکے باب مین لکھتے ہین ناچار ثبت گشتہ تو انکا سر رشتہ مزاج خواہ نخواہ سے برگشتہ یہ بھلا کون سی آدمیت ہے ایک بھلے آدمی کو زبردستی برا مشہور کرنا کیا نیت ہے یہ بات دانائی سے باہر ہے بدگوئی نادانی سراسر ہے نہ الحق معترض کو لیاقت و فہمید تمیز قابل گفت و شنید نہین بلکہ انکے اوستاد پہ کلام ہے جنکی اصلاح اسمین تمام ہے آنکھین بند کرلین منہ کھول دیا جو بھلا برا منہ مین آیا سو بول دیا بہرحال وہ شعر یہ ہے جو مطبوع کھ ومہ ہی

نازک بدن پہ اپنے کرتے ہو تم جو غرّہ
ہوسے کمر نے تمکو فرعون سا بنایا

افسر تخلص غلام اشرف نام مرشیہ گو شاگرد مصحفی انکے مقدمہ کی اور کیفیت اظہار نہوئی

جب دیکھے ہے مہ داغ سیہ اپنی جبین پر
آتا ہے اوسے رشک تری روی حسین پر

الفت تخلص لاعلم مظفر نگری عاشق مزاج الفت شاہد سخن مین طبع عاشق انکی تاراج

ہمیشہ کہتے تھے الفت کو لوگ زشت نصیب
سو آج کوچے مین تیرے ہوا بہشت نصیب

امیر تخلص نواب علی محمد خان شاگرد قیام الدین خان قائم فکر شعر کی کثرت اور فروج مضمون سے الفت دائم

اوس شکار انداز سے لگ کر کوئی چھٹتے ہی آنکھ
کیون نہو سوئے قفا منہ وقت رم نخچیر کا

امین تخلص امین الدین خان نام ایسا فرماتے ہین اور شایقین کو شوق سخن دلاتے ہین

کون آتا ہے یہ کسکے باتون کی آواز ہے
ہر صدائے پایمن جسکے سو طرح کا ناز ہے

آیاقی تخلص لاعلم دہلوی ایسا کہتے ہین اور ہمجلیسون مین خوش رہتے ہین

کسکے یہ خار مژگان دلمین کھٹک رہے ہین
جو چشم سے لہو کے قطرے ٹپک رہے ہین

احقر تخلص لاعلم سوا اسکے احقر واقف نہین حال انکا نہ دیکھا نہ سنا کہین

اس دشت پہ سموم گرجاتا ہی رنگ سحر | مغز کمیت کلک ہین چڑہ سم کی راہ سم

افسوس تخلص لا اعلم افسوس اور حال نہ کہلا ورنہ یہین کہتا جیسا سنتا

صبا جسکے زلفونمین آ بندہ گئی | اوسیکی جہان مین ہوا بندہ گئی

انصاف تخلص عبد الرحمن خان نام مرد جوان وصالح وخوش کلام ساکن محرد ہلی بسرکار مہاراجہ کاشی ممتاز ہین ہمارے بھی بندہ نواز ہین اور مدام محافل مشاعرات مین غزلیات سے سامعین کو مسرور فرماتے ہین اکثر مشاعرات مین بلا تکلف تشریف لاتے ہین قلم دوزبان باطن فی الحقیقت اوصاف کرتا ہے منصف طبع اونکا محکمہ کاغذ مین معرکہ شعر کا اسطرح انصاف کرتا ہے

بیٹھے ہوے ہین رزق مقدر کو ہیا ہین | انصاف سے ہمارے توکل کو دیکھنا
وہ چہیڑ کر بھی کہتے ہین مجھسے اے انصاف | کہو گذرتی ہے کسطرح اب تمہاری رات
درد فرقت آہ وغم جوش جنون عریان تنی | یہ بلا اسباب ہم کو عالم اسباب سے
یار جانی محرم اسرار دل صاحب جمال | خط لکھا اوس بے مروت کو کئی القاب سے
دشمن جان ہو گیا انصاف جسدم دل دوست | پھر بھلا رکھیے توقع کیا کسی احباب سے

اثیر تخلص میر گلزار علی نام جناب خلیفہ صاحب والا احتشام گلبرگ تر ہادی شعر انخل طبع نے یہ آبیاری توجہ والد ماجد شادابی پائی گلدستہ سخن نے یہ نسیم الطاف قبلہ گاہی صاحب اپنے کے تر و تازگی دکھائی انکے گلہاے طبع کی خوشبوے رشک عنبر سے سیارونکا مشام معطر ہوا اور گلستان ابیات مشک افشان نے دماغ گلگشتگان کا اپنے نکہت سے معنبر کیا مصرعہ سنبل پیچیدہ اسیر طرہ تابدار مصرعہ برجستہ اور کاکل بنفشہ بستہ وارستہ سلسلہ شعر کے پیوستہ گلدستہ مضامین عیسی نفس پر بلبل تصویر نغمہ سرا شاخسار مضمون رنگین سے غنچہ گل خندہ نمائے آب وتاب مضمون شستہ سے گلوے تشنہ و مشتاقان سیراب شمیم گل سخن کے رنگ سے گل تازہ آب آب خرمن دیوان عطر آگین انبار سخن مشک تضمین برق کلام نے ہستی دشمن کا کھلیان جلایا شرارہ بیان نے

خس وخاشاک اعدا کو پھونکا تو شیح ابر رحمت خیالات نے نو باوہ ہاے نخلستان
کلمات کو عروج نشوونما دلایا اور بارش قطرات توجہات نے چمن نشینان حکایات
کو رنگ نمود دکھلایا کدیور چمنستان خوبی نے خسک ہاے مصاریع کج طبعانکو داس
اصلاح سے درو کیا باغبان بہتری نے روشہاے آبیات ناقصہ کو گل صفاے
لطف سے ہموار بنا دیا نضرت وخضرت اس دوحہ گلشن خوبی کی سمجھکر زمین چمن
زبان ہر برگ سے سہ وصبدم انبتہ اللہ بناتا حسنا کہتے ہوئے اور آب پاشی
سحاب طبع کی دیکھکر بلبل نغمہ سنج ترانہ کل شئے حیی من الماء مین مشغول رہتی
ہی درخت سخن راقم آثم کا فیض شگفتگی گلہاے تلطف ہادی شعرا حضرت
نظیر سے بلور رہوا گل مراد کلام احقر کا نسیم الطاف اونکے سے شاخ مصاریع
پچہ برنگ بوقلمون ثمر پر لایا نخل ابیات ناقصہ اپنا دست صنعت باغبان طبع
انکے سے پیوند ہوا اور رہر نظارہ گی باغ سخن نے انکے سلسلہ کلام مین سراسر
دل شوریدہ کو پابند کیا ملاحظہ فرمانے والون گلستان بیخزان اور گلشن بیخار کی
خدمت مین کمترین کی گذارش ہے کیونکہ سب بزرگون کی اس خوردپر نوازش
ہے کہ سن شریف جناب خلیفہ صاحب سید گلزار علی متخلص باسیر کا تخمینا قریب
چہل وپنجسال کے ہے اور تالیف تذکرہ گلشن بیخار نزدیک اس حال سکے سے ہے
اور عرصہ بست وپنجسال سے کم وبیش فکر شعر فرماتے ہین اور مضامین نادر زبان
پر لاتے ہین عرصہ سولہ برس کا ہوا کہ مہاراجہ بلونت سنگہ بہادر والی کاشی
بشوق اتم مجلس مشاعرہ آراستہ فرماتے ہین اور بہت شعرا اوس بزم مین
تشریف لاتے ہین تو یہ مشاعرہ کا شہرہ بسبب صادر ووارد گوش زد عالم ہوا
مگر صاحب گلشن بیخار کا گوش ہوش تذکرہ جمع کرنیکے وقت اصم ہوا نہ راجہ
صاحب کی فکر کا ذکر ہے نہ خلیفہ صاحب مذکور کی فکر ہے مقام انصاف ہے
کہ مولف تذکرہ کو ہر دل عزیز ہونا چاہیے اور ہر کسیکا داغ غیبت آب کرم دہونا
چاہیے مناسب ہے کہ جسکا ذکر کرے بخیر کرے نہ کہ آنصاحب کیطرح ہر ایک سے

بیر کرے اگر تالیف کنندۂ منعم ہے تو امارتکو ہنگام عزم بالجزم اس امر کے
بالاے طاق نسیان رکھے اور مانند اس کمترین کے عاجزی کو کام فرما کر ہر صاحب
کے ذکر کو بزم دل مین نہان رکھے باطنا طول گوئی کو مختصر کر مبادا صاحب
گلشن بیخار اور اونکے اوستاد و ہم بزمونکو یہ خیال ہو کہ اپنے اوستاد زادی
کی تعریف کی ہمراہ ہمارے خوردہ بینی کرتا ہے ہان ہان اونکی تعریف کی عبارت
مین زبان خامہ سحر طراز سے نکتہ چینی کرتا ہے الغرض یہ گلہاے تازہ گلچین
فکر عاصی نے شاخ شجر مضامین سخن جناب سے سبد کاغذ مین بہری اور
لخلخۂ غالیہ ساے عنبر آساے مضامین معطر سے محفلیان صاحب عصمت کے
روبرو دہرے طائران مضامین عرش پرواز اسیر سلسلہ سخن سحر طراز

جو میل کہ گلزار مین اوترا ترے تن کا
گلگونہ ہوا عارض گلہاے چمن کا

ثبوت ہے اپنے اوجلے پن کا صفائی دست تیغ زن کا
نہ عضو مٹی ہوا بدن کا نہ تار میلا ہوا کفن کا

کبھی تو شیرین تو چھپ چھپا کر بہار لالہ بھی دیکھ آکر
غضب ہے پتھر سے جوش کھا کر لہو ابلتا ہے کوہکن کا

دل ترا سینہ ترا سر ترا سامان ترا
پاس عاشق کے جو ہے سب ہے مری جان ترا

یہ کیا کہ بچنا خار سے اور گل کو دیکھنا
جب صلح کل سے ٹھہری تو پھر کل کو دیکھنا

مکتب سے اوٹھے قیس بھی لیلی تری ہمراہ
اوسکو بھی سکھا دے تو بھانا کوئی ایسا

طلسم آتش غم سے کیا یہان پیدا
دہان زخم سے ہونے لگا دہوان پیدا

ہات بھی پنجۂ مریم کے مقابل ہوتا
ید بیضا تھا ہتھیلی مین اگر تل ہوتا

گل گر دہو نرمی مین جو تن ہوئے تو ایسا
غنچہ کو ہنسی آئے دہن ہوئے تو ایسا

سنکے مین افسانۂ غمگین دنیا سو گیا
رنج عالم قصہ خوان نے راحت جان کر دیا

آواز سے چٹکی کے ترے جیتے ہین مردے
کیونکہ لب عیسی کا اثر ہاتہ مین آیا

بزم مین سوز و گداز اپنے سے فرصت ہی نہین
شمع کو روتے نہ پروانیکو جلتے دیکھا

باغبان صیاد و گلچین خار اور خوف خزان
ہین ہزار اندوہ و وحشت استخوان عندلیب

بے چشم کیون ہین رشک زبان دہان شمع
یہ راز پوچھیے جو ہو گویا زبان شمع

کیا سید ہی سی زلفونکی لکھون شعر اسیر اب
پیچ مین لایا ترے زلف رسا کا مضمون
مشکل ہے پھر ہری نہین دی سکتا اسیر آہ
ساقی کا کیا میٹھا ہے
یا علی بخت سیہ کو مرے روشن کردو
دنیا مین انسانکی اور آنسو کی قدر برابر ہے
سنی ایک کی بھی نہ پیر فلک نے
عجب کچھ تفرقہ سہی شہر آب و گلمین پھرتا ہون
مجھے بیدست و پائی مین بھی گردش بے زرد دی ہے
تیرگی دلکی زیادہ ہوئی پیری مین اسیر
شمع سان بزم مین یار رہی ہو تن من مین ہون
داغ نو دلمین ہوا اے چرخ کہن چھوٹا سا
مجھے رعشہ تو ہے چنچل مصور سے کھینچے کیونکر
گلشن مین جو ہے آمد ایام بہار ہی
جلا دیئے صیاد کا احوال ہنو پوچھو
مین ہڈیون کا لیگیا اک ڈھیر لحد مین
تیر رکھا جو اشکون نے عصائے بغلی کو
کس کس نہ تہمتن کی لگی پیٹھ زمین سے
داغ ایسا چاہیے کہ قیامت تلک رہے
گوشہ گزین ہی تجھسا کوئی ناتوان نہو
افسردہ دل جو ہووے تو شور و فغان نہو
آنکھون مین اسکو رکھیے کہ دامن مین پاؤ
دل آئینہ سے صاف ہے یا دل سے آئینہ

اٹکے ہی کہین دل نہ او جھتی ہی کہین طبع
دل تے اندھیر کیا باندھا بلبل کا مضمون
ہور قفس تنگ ترین کس سے کہو نہین
گڑ دا پیالہ پیجے کیون ++
تمکو شمع حرم لم یزلی کہتے ہین +
خاکمین ملتے جاتی ہین آنکھونسے گرتی جاتی ہین
ہزارون ہین فریاد کرتے گئے ہین
مجھے ڈھونڈھ ہے دل مین جستجوئے دلمین پھرتا ہون
برنگ جام ہاتھون ہاتھ اس محفل مین پھرتا ہون
چاندنی کو ہے یہ چھٹکی ہے اندھیرا گھر مین
جب کوئی آگ لگا دے مجھے روشن مین ہون
ہے بڑا لطف جو گھر مین ہو چمن چھوٹا سا
مری تصویر پیری مین تری تصویر طفلی مین
بیتاب ہین مرغان گرفتار قفس مین
اڑنے کی جگہ رکھی ہے تلوار قفس مین
گریان لحد بھی نہوے سیر لحد مین
شاخون مین جب پرون کے لگی تیر لحد مین
کیا کیا نہ زبردست ہوئے زیر لحد مین
درد ایسا چاہیے کہ نہ درمان سے دور ہو
سر کیجیے قلم تو پیرا خون روان نہو +
مٹی کو اسطرح جلائین دھوان نہو
طفل سرشک اسطرح برس مین جوان نہو
سینہ سے دل لگائیے اور سل سے آئینہ

یک گرد و فاختہ کی یہ پھبتی سکے اسیر
تھی سروِ پر جو فاختہ بالا سے فاختہ

دل مین اندھیر ہے زلفون کا خیال آنی سے
رات بھر دیو نکلتے ہین پریخانہ سے

بال ہوجایئن نہ کیونکر مرے تن مین کانٹے
آبلون کے لیے لازم ہین بدن مین کانٹے

سرخروئی ہے جو رنگین ہون حنا مین آبلے
یہ دہ رہجائے جو بندہ جایئن قبا مین آبلے

خار پیاسا ایک چھوڑینگے نہ تن مین آبلے
ہین پکھالین پانی کے دیوانہ پن مین آبلے

ہر برگ شجر آرہ ہے بہرِ یہ گل چین
ہر مرغ چمن سیف زبان اپکی ہوا ہے

اشک یان چشم مین غم دل مین ہے جان ہاتھ مین ہے
اپنے قاتل کی بہار اور خزان ہاتھ مین ہے

خنجر خون فشان پنجۂ قاتل مین نہین
راحت جان شہادت طلبان ہاتھ مین ہے

غصہ بھی آئے تو ہجانہ سخن سرزد ہو
جسکے کہنے مین ہے گویا وہ زبان ہاتھ مین ہے

مہر دینا ہے مقدور اگر زر کا نہین ہے
مفلس کا جو دل ہے وہ تونگر کا نہین ہے

کس نیند چڑھا پھرتا ہے ہوشیار ہو غافل
یہ جو پہلا کرایہ کا ہے یہ گھر کا نہین ہے

قسمت مری کھلی میرے بخت رسا کھلے
سب عقدے کھل گئے جو وہ بندِ قبا کھلے

مال رہجائے کسی پاس نہ دولت رہجائے
یہ بڑی چیز ہے دنیا مین جو عزت رہجائے

تن مین ہوا جو ہے کوئی دم کی بندہی ہوئی
گٹھری یہ عافلو ہے بھرم کی بندہی ہوئی

توشہ مسافران عدم کو ضرور ہے
ٹکیہ رہے کلیجہ پہ غم کی بندہی ہوئی

کم کیطرح سے پردے مین چاہیے سب جسم
وہ نازنین نہین جو نازنین دکھائی دے

جسکو تو جام دے ساقی وہی ہو وے جمشید
جسکو تو خم مین بٹھادے وہ فلاطون ہوجائے

رخ جو یوسف کو دکھادون ترا کاٹے انگلی
زلف لیلی کو سونگھا دون تری مجنون ہوجائے

کفن سبز ہے برگ تر طوبے سے اسیر
وہین قبر نشانی در گلزار کی ہے

افصح تخلص فصحاے کلام معجز نظام اصلح صلحاے فلک احتشام خواجہ حیدر علی نام آتش تخلص از نجواے کلام از مستثنا سے شعراے لکھنؤ جن حضرت کی ایسی فصیح گفتگو درویش صفت گوشۂ عافیت مین رہتے ہین زمانے کے اونچ نیچ وہ سب سوچتے ہین بوریا بوے ریا سے بہتر خلق کے دل مین یون جیسے شیشہ مین

پری فردمتین و مستحکم و دیرینہ فن شاعری مین سینہ اونکا سخن کا گنجینہ علم مین یکہ زبان سخنوری مین ہمہ دان نیروے فکر سخن اسقدر رکھتے ہین کہ ترکیب بندش سے کورۂ آتش رشک زمہریر ہوجاے قوت مشق و مضمون وہ مسیحا صفت ہے کہ عین خزان مین دیکھا گویا طوطی تصویر ہوجاے صفحۂ زمین پر مصور طبع نے ایسے نقاشی کی کہ تشبیہ مضمون کو با وصف تصویر ہونے کی طاقت گفتگو ہوا و شاخ فکر سے ایسے گل پھولے ہین کہ جنکی خوشبو سے دماغ رضوان معنبر ہو ہو ہو معاصرین سے فی الحقیقت گوے سبقت لیگئے حاسدا ونکے اپنے سینہ پر داغ حسرت لیگئے آتش محبت سخن انکی ہر ایک شائق کے کانون سینہ مین سوز و ساز رکھتی ہے جان عدوے ناہنجار گلخن دیوان انکے سے مانند خس و خار جلنے کا نیاز انداز رکھتی ہے بعضے بارے ندامت کے پانی پانی اونکو وبال اپنی زندگانی اعتدال عناصر مین آتش نے حرارت کو زیادہ لیا الا یہ ترکیب ضبط انکی ہے کہ سرکش ہونے نہ پایا نو اونکا آگے غلام ہمدانی مصحفی کے نہ کیا طوطی زبان خامہ نے یون چہچہہ کیا گرم بازاری کلام سے آتش افسردہ دلونکی بھڑکی جسکی حرارت سے زبان خامہ تر کی کبک آتش خوار بناز مندا خگر مضامین چنتا ہے جسکے رشک سے عدو ہنتا ہے

جام بھرتے بھرتے خالی شیشۂ دل ہوگیا
کافرون کو زلف کے زنار سے پھانسی ملے
عدم کو بھی بازگشت روح ہے ایکروز ہستی سے
تشبیہ فی دون ترے گیسوے رسا کی
تن سے بارسر آمادۂ سودا اور ترا
حال مجنون تو نہین نوع دگر دیکھا کچھ
گھڑی بھر جاکے کوے یار مین داغ دل دھو آیا
فریب حسن سے گبر و مسلمان کا چلن بگڑا
قبائے گل کو پھاڑا جب میرا گل پیرہن بگڑا

مجلس جمشید برہم ہوچکی قل ہوگیا
مومنین کا مصحف رخسار سے قل ہوگیا
ارادہ بندہ رہائے مصر ہے یوسف کو کنعان کا
او ترا ہوا چلہ کھون ابرو کی کمان کا
شکر ہے خنجر قاتل کا تقاضا او ترا
ساربان آج ہے کیون چہرۂ لیلے او ترا
کہ کپڑا جیسے مفلس نے کھڑے کھاٹ آ کے لیتا یا
خدا کی یاد بھولا شیخ بت سے برہمن بگڑا
بن آئی کچھ نہ غنچون سے جو وہ غنچہ دہن بگڑا

نہین ہوجہ ہنسا اسقدر زخم شہیدان کا
تکلف کیا جو کھوئے جان شیرین پھوڑ کر سر کو
کسی چشم سیہ کا جب ہوا ثابت مین دیوانہ
امانت کیطرح رکھا زمین نے روز محشر تک
اثر اکسیر کا ہمنے قدم سے تیرے پایا ہے
ارادہ میرے کھانے کا نہ ای زاغ و زغن کیجو
رگڑوایئن نہ مجھسے ایڑیان غربت مین چشتی نے
وہ بدخو طفل اشک انجم تر مین دیکھنا ایکدن
رہی نفرت ہمیشہ داغ عریانی کو پچاہو سے
لگے منہ بھی چڑہانے دیتے دیتے گالیان جب تب
آگیا مجھکو پسینہ جب کوئی ملزم ہوا
موسم گل مین بدن کو کپڑے پھاڑ کے کھائینگے
پیری مین بھی دل سے نہ مٹے داغ محبت
دوستی دشمن کی مژدہ ہے اجل کے خواب کا
جامۂ تن ہو گیا راہ عدم مین نذر گور
ساحل مقصود دیکھا مین نے جا کر گور مین
نو آسمان صفحۂ اول کے نو ورق +
کمر یار سے کھینچ کر ہوئی تلوار جدا
سبزہ بالائے ذقن دشمن ہے خلق اللہ کا
ہون وہ ابتر طفل جسکو جان کھونا سہل ہے
وہ دہن ہے چشمۂ شیرین تبسم موج ہے
زخم دل بھرتا ہے جلوہ چہرۂ پر نور کا
محفل عشرت مین خستہ خاطرون کو جا نہین

ترے تلوار کا منہ کچھ نہ کچھ ای تیغ زن بگڑا
جو غیرت تھی تو پھر خسرو سے ہوتا کوہکن بگڑا
تو مجھسے مست ہاتھی کیطرح جنگلی ہرن بگڑا
نہ اک مو کم ہوا اپنا نہ اک تار کفن بگڑا
جدا ہی خاک رہ ملکر بنانے مین بدن بگڑا
وہ کشتہ ہون جسے سونگھے سے کتنون کا بدن بگڑا
ہوا مسدود رستہ جادۂ راہ وطن بگڑا
گھروندے کیطرح سے گنبد چرخ کہن بگڑا
ہوا جب قطع جامہ پر ہمارے پیرہن بگڑا
زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجے دہن بگڑا
خاک مین تن مل گیا جب سر کسیکا خم ہوا
دہجیان لینے کے قابل پیرہن ہو جائیگا
گل صبح کو بھی ہو نہ چراغ اپنے مکان کا
برہمن بنا غضب ہے گاؤ کو قصاب کا
بوجھ اوٹھایا تھا کہ ٹنگ کے لیئے اسباب کا
ڈوبا کشتی تن کو مژدہ تھا پایاب کا
کونین اک دو ورقہ ہے اپنی کتاب کا
بے گناہون سے کھڑی ہو نوین گنہگار جدا
رہروان کی موت ہے خس پوش ہونا چاہ کا
کنج مرقد ہے گھروندا میری بازی گاہ کا
وہ ذقن ہے چاہ خال اوسمین تو اہی چاہ کا
چاندنی مین یان اثر ہے مرہم کافور کا
تاک مین خوشہ نہ دیکھا زخم کے انگور کا

عالم منطق مصور ہے تری تصویر کا
چھوڑتا میرے گریبان کو نہیں دست جنون
ہوگئی یار کے ہاتھون مین جو مہندی کالی
سودا ہوا ہے مرغ جنون کے شکار کا
گیسو نے قرب آینہ روے یار سے
اوس ہمائے حسن کا عنقا مقابل ہوگیا
چال سے مجھ ناتوان کی مرغ بسمل کی تڑپ
صدا جرس کی ہے غنچون کے کھلنے سے آتی
ساحل سمجھتے ہین تہ دریاے عشق کو
اللہ ری صفائی بیان حدیث دوست
ساقی رہے شراب سے قصر فلک بھرا
صحرا مین جا کے لائے حرارے جو آبلے
پیچھے ہٹا نہ کوچۂ قاتل سے اپنا پانون
ہر سو نکی راہ آ گئے عزیزان نکل گئے
اسیر ہونے کا اللہ رے شوق بلبل کو
شب فراق مین مجھکو سلانے آیا تھا
تصور ہر نفس ہے پیش چشم اوس وہی روشن کا
چمن کا عالم آتا ہے نظر گنج شہیدان مین
بہار اس دل کے داغون نے دکھادی چشم قاتل کو
چنی افشان جو پیشانی پہ اوسنے چاندنی چھٹکی
برہنہ آیا تھا یان عدم سے برہنہ یان سے گیا عدم کو
سمندر چشم تر باد مخالف آہ و نالہ ہے
لحد پہ یار آتا ہے مجھے شرمندہ کرنے کو

منہ کتاب قطبی ہے خط حاشیہ ہی میر کا
کیا یہ اسکو کسی محبوب کا دامن سمجھا
انگلیونکو مین زبان گل سوسن سمجھا
پھندا بنا رہا ہون گریبان کے تار کا
ڈانڈا ملا دیا ہے حلب سے تتار کا
حق جو کچھ تھا حق جو باطل تھا سو باطل ہوگیا
ہر قدم پہ ہے گمان یان رہ گیا وہان دلیا
روانہ نکہت گل کا ہے کاروان ہوتا
طوفان ناخدا ہے ہمارے جہاز کا
دم بند ہے فصاحت اہل حجاز کا
شیشہ کیطرح مے سے میرا حلق تک بھرا
پانون نے اون مین بیس کی خار خسک بھرا
سر سے تڑپ کے چار قدم آگے ڈہر گیا
افسوس کاروان سے مین اپنے بچھڑ گیا
جگایا نالون سے صیاد کو جو خواب آیا
جگایا مین نے جو افسانہ گو کو خواب آیا
نگہبان برق کو ہمنے کیا ہی اپنے خرمن کا
قدم باد بہاری ہی مری قاتل کی توسن کا
دہان زخم سینہ بنگیا دروازہ گلشن کا
ملی مسی تو آینہ مین پھولا تختہ سوسن کا
نہ بوی کافور مین نے سونگھی نہ داغ مجھکو لگا کفن کا
یقین ہی کوئی دم مین کشتی تن کی تباہی کا
نہ منہ دکھلانے کی جا ہی نہ موقع عذر خواہی کا

تختۂ تربت فراق یار مین معراج ہے
نہ پوچھ حال مرا چوب خشک صحرا ہون
واہ رے اندھیر بھر روشنی شہر مصر
دل وحشی کی بیتابی کہیگی چاک سینہ کو
بہار عالم نیرنگ رکھتا ہے مزاج اپنا
صیاد نے تسلی بلبل کے واسطے
پروانون سے اڑایا ہے بلبل کو رات بھر
دریا مین غسل کے لئے اوترا جو وہ صنم
دیوانہ ہے کس چاند سے رخسار کا آتش
روز و شب ہنگامہ برپا ہے میان کوہ و دشت
وہ سیہ کار ہون ظلمت کدۂ دہر مین مین
کیا جوان مردون کو اوجلا یہ دنی رکھیگا
چاک پیراہن ہر اک گل کا بعینہ زخم ہے
پھرتے ہین اس بہار مین مستون کے ساتھ ساتھ
کرینگے ایسی صید ایکدن ہمائی تیغ قاتل کو
تباہی پر ہے لازم یاد حق اہل توکل کو
طفلی مین بھی شادی متوحش رہی ہمسے
نفس شقی بھی روح کے ہمراہ تن مین ہے
منزل مقصود کو الحمد پہونچا دے ہمین
ناقوس مین سے آئی صدا اے ہو الغفور
نکلین جو اشک بے اثر آنکھون سے کیا عجب
پریزادون کے کوچے مین ہوئے ہین گرد آلود
تدبیر سے تو کام نہ تقدیر کا ہوا

وحی آتا جانتا ہون موت کے پیغام کا
لگا کے آگ مجھے کارواں روانہ ہوا
دیدۂ یعقوب سے نور نظر جاتا رہا
قفس کی تیلیان ٹوٹین گی یہ طائر اگر پھڑکا
ہوائون مین جہان لوٹ رہون مین لوٹتا لاکھون مین لڑکا
کنج قفس مین حوض بھرا ہے گلاب کا
شمعون مین عطر یار نے ملکے گلاب کا
ناقوس مچھلیون نے بجایا حباب کا
زنجیر کے غل قہقہہ ہے کبک دری کا
ہڈیون پر مرے لڑتے ہین سگان کوہ و دشت
چاہیے دے کہ کفن بھی مجھے تقدیر سفید
اوڑھ لے آپ تو چادر فلک پیر سفید
کھیت ہے تلوار کا یا رب کہ میدان بہار
ساقی سبو کیطرح لئے جام دوش پر
رگون کا جال یان پھیلا ہوا ہے اپنی گردن مین
خدا پر چھوڑتا ہے ناخدا کشتی کو طوفان مین
چھٹی نملی جمعہ کو بھی ہفتہ کے غم سے
یوسف کے ساتھ گرگ بھی اس پیرہن مین ہے
وقت شب ہے ابر ہے صحرا ہے آفت خیز ہے
ہم بتکدے گئے جو خدا سے ڈرے ہوئے
پیدا ہوئے ہین طفل ہزارون مرے ہوئے
ہمارے پاؤن کو دھوینگی حورین آب کوثر سے
تکیہ خدا پہ کیجئے دروازہ بھیڑ دیئے

خوش حال ہین مٹا کے مجھے ہفت آسمان
یوسف کو کھا کے ہوگئے ہین شیر بھیڑیئے

مجھ ناتوان کی خاک جو اوسمین ہوئی شتہ
اوٹھ اوٹھ کے بیٹھ بیٹھ گئی گرد راہ کی

بو یار کی سنگھا کے صبا نے اوڑا کے ہوش
باد مراد نے مری کشتی تباہ کی

آباد تخلص لا اعلم فکر ویران احقر انکے حال سے آباد نہوئی گو کہ لکھنو ہی ہین زیادہ طبیعت شاد نہوئی

کوئی ثروت مین بھی اغدام غربت دلسے جاتی تھی
نہ بھولا تخت پر یوسف کو صدمہ چاہ کنعان کا

کیا عجب شوق اسیری ہین اگر منقار سے
بلبلین دامن پکڑلین دوڑ کر صیاد کا

اشکی تخلص مرزا غلام محی الدین نام صاحب عالم جنکا شاعری کام ایسا ارشاد کرتے ہین سامعین کی طبیعت کو اپنے سخن سے یون شاد کرتے ہین

کچھ وجد نہین نغمہ مطرب پہ ہی موقوف
کافی ہے مجھے نالہ کیلیے ربط درا کا

آئی نہ نیند ایک گھڑی بھی تمام رات
یہ کشمکش رہی نفس سینہ کاہ کی

اعظم تخلص منشی میر اعظم علی نام کہ سابق میر منشی مدرسہ جلد دہلی تھے وطن شریف فخر دہلی مقام سے اکثر نظر عنایت نیاز مند پہ مبذول فرماتے ہین مورخی وعلم معما فہمی مین کمال دخل اور ایسا آپکا انداز کلام ہے

پڑھیگا کون محشر مین مرے اعمال کا نامہ
سمر شک نا امید یسے اگر ایسا ہی تر ہوگا

عرق وس چہرۂ رخشان پہ زلفون سے عیان یون ہے
شعاع برق مین جون ابر گوہر بار ہو پیدا

شب فرقت کا ذرا حال تپش مجھسے نپوچھ
جو اوٹھا نالہ کم از شعلۂ کوہ طور نتھا

اکرم تخلص محمد علی نام گورکھپوری ایک بیت بہم پہونچی اچھی ہے نہ کی بری

صدائے شیون زنجیر سے معلوم ہوتا ہے
تڑپ کر رہ گیا شاید کوئی محبوس زندان مین

احمد تخلص سید غلام محی الدین نام حیدرآبادی زانوے ادب پیش میان فیض راست کیا انکی تادیب نے جہالت سخن کو برخاست کیا

ہے خاک سب زمین وزمان اوسکے روبرو
جس شخص کو کہ کوچۂ دلبر سے ہے غرض

ادب تخلص میان غلام محی الدین نام حیدرآبادی میان فیض صاحب

سخنگو کے فیض سے انکے سخن مین الیسی آبادی

جان شیرین بھی نظر آتی ہے تلخ	پیروی کرنی پڑی فرہاد کی ++
مجنون کو جنون ہو رہو بن مین اگر آئی	وحشت ہو فزون بن سے چمن مین اگر آئے

حرف الباء

بختی تخلص شیخ حسین بخش نام اگرچہ اول تخلص یہی تھا آخر مین عاصی قرار پایا چونکہ اول باآخر نسبتی دارد لہذا النظر بہ تخلص اول مطلب لکل آیا اصل انکی خاک پنجاب مولد و منشا فخر دہلی رشک آفتاب والد ماجد کے ساتھ دوستی کمال رکھتے تھے اور مشاعرے مین باہم اتفاق خیال رکھتے تھے آئینہ سخن انکا مصقلہ اصلاح حضرت ہادی شعرا مرحوم سے مصفا ہوا معلوم نہین شعرائے جدید دہلی اور خاص ہادی شعرا اور تلامذہ باعزو علا انکی سے کیا معاملہ تھا اگر آدمیون کا ذکر لکھا اور ایسا لکھا کہ اگر لکھنے سے نہ لکھتے تو خوب تھا کیا اونکو اس کتاب کی لکھنے سی بھی مطلوب تھا وہ تو دنیا سے در گذرے اور صاحب کتاب کو جو کرنا تھا سو کر گذرے

چوسا پیکان کو لب زخم جگر نے ایسا	نہ ہے نام کو ظالم کی ذرا تیر مین آب
دھو مین اوس پا ہی نگارین کا ذرا رنگ مین ڈال	تو مصور ہو ترے چہرۂ تصویر مین آب
وان گردن ہی مین ہوئی گوہر کے حوالے	یان حلق گنہگار ہے خنجر کے حوالے
کیا نذر کر دن تیری مین اے کاکل مشکین	دل تھا سو ہوا زلف معنبر کے حوالے

بیدار تخلص میر محمدی نام واقف اسرار معنوی مقبول درگاہ ایزدی اسرار الله علمائے سرہندی مسند فقر پہ متمکن سلسلۂ فخری البفن شاعری دستگاہ اصلی اصل انکی دہلی عہد شباب کو ہیچ عرب سرا کے کہ تین کروہ کا فاصلہ شاہجہان آباد سے ہے بسر کیا اور اوسی مقام مین چند نفس اپنا گذر کیا سر دست بیعت اوپر ہاتھ مولانا و مرشدنا روحی فداہ و قلبی تحت قدماہ حضرت مولوی محمد فخر الدین صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کے جھکایا اور استفادہ ظاہری و باطنی انکے انفاس متبرکہ سے بدرجۂ احسن پایا آغاز ہیج پیری مین بجدہ دہلی تشریف لائے

کرہ دندان فیل کو انکا فیض قدم کیون نہ سرفراز فرمائے عرصہ دراز تک فسکہ سنجی کی صاحب دو دیوان تھے خضر شعراء مرحوم سے فیض سخن تھا عجب انسان تھے میدان فارسی مین اشہب طبع کو تازیانہ فکر سے جولان کیا اور مضمون دلچسپ و نازک خیالی سے بلبل فکر کو خوش الحان کیا چونکہ تحریر صاحب گلشن بیخار سے تفریق واضح نہین ہوتی تھی لہذا عرض کیا کہ فارسی مین مرتضی قلی بیگ فراق سے فائدہ اوٹھایا جد امجد مغفور راقم سے سلسلۂ اخوت بھی تھا کمترین کو ہنگام نظارہ گلستان دیوان رتبہ گل چینی تھا مضامین خوابیدہ ٹھوکر پاے خامہ کبھی اسطرح بیدار ہو سامعین کے بخت خفتہ بستر غفلت سے ہوشیار ہوئی

تشریف شریف صدق نے صدیق سے پایا
لی ہاتھ مین شمشیر عدالت کو عمر نے
عثمان کہ ثنا جنکی ہے تقریر سے بیرون
سلطان ولایت اسد اللہ کہ جنکی
گلچین ستایش ہون چمن ساز جہان کا
چمن مین ایسی ہی نغمہ سرائی کی کہ بلبل کو
شکوہ کیا جسنے اپنی غفلت کا + +
حسرت گیسوے مشکین مین مرے جو بیدار

مشہور جہان مین جو ہوا نام کرم کا
قبضے مین کیا ملک عرب اور عجم کا
اوصاف ہے جس شخص کی ہمت کی کرم کا
ہیبت سے جگر آب ہو شیران عجم کا
دریاے گہر جوش مرے طبع روان کا
سر پر آراے گلشن نے دیا خلعت ہزار یکا
نام بیدار خواب مین رہنا +
استخوان اوسکے کا لازم ہے بنائین بتانہ

بقا تخلص شیخ محمد بقا نام اصل انکی فخر دہلی سن شعور لکھنؤ مین پایا طبیعت جودت انگیز مزاج تیز کلام چست و درست بنایا نمک چشی فارسی مین ذائقہ شور انگیز مذاق اردو مین کام و زبان حلاوت امیز حضرت خضر شعراے راہ راست سخن پائی اسی رہبر نے منزل مقصود سخن دکھلائی ساقی خمخانہ سخن مرزا فاخر مکین سے کیفیت طرز مثنوی اوڑائے اور مضمون رنگارنگ سے انواع و اقسام کی کیفیت دکھلائی ہم بزم سجدہ گاہ شعراء و مرشد شاعران الفاظ سخن اس دار فنا مین یون بقا ہوئے کوئی دن کی زندگی مین اچھے ہوئے یا برے افسوس پر کیا ہوئے

دیکھہ آئینہ جو کہتا ہے کہ اللہ رے مین	اوسکا مین چاہنے والا ہون بقا داہ رے مین
رخ اوسکا صفائی ترے تلوہ کی نباوے	خورشید ہزار اپنے تئین چرخ چڑہاوے
آہ کی برق جو سینہ مین چمکتی دیکھے	طفل اشک آہی چھپے دامن مژگان کی تلے
کیا خط تجھے لکھے حرکت ہاتھہ سے گم ہے	خامہ بھی مرے ہاتھہ مین انگشت ششم ہے

برکت تخلص برکت اللہ خان نام فیض سخن سے سامعین کو یون برکت ہے
انداز کلام چست و درست شائقین پر ایسی شفقت ہے

جلا یان تک تپ غم سے دل غمناک سینہ مین	اگر ڈھونڈے کوئی دل کو تو پائے خاک سینہ مین

بیان تخلص خواجہ احسن اللہ نام دہلوی بیان حال نکہ سخن مصلحتاً مرزا جان جانان مظہر رحمتہ اللہ علیہ سے کرتے مرید حضرت مولانا و مرشدنا محمد فخر الدین محب نبی قدس سرہ سے تھے کیونکہ جہان گذران پر دل دہرتے عند التحقیق معلوم ہوا کہ حیدرآباد مین مرحلہ پیمائے اول منزل ہوئی اور اوسی سرائے مین جو سرائے فانی مین ہے گل در گل ہوئے

ہوئیگا ذوق حسرت دیدار مین خلل	شیرین گذر نکیجیو فرہاد کیطرف +
مت آئیواے وعدہ فراموش تو اب بھی	جسطرح کٹا روز گذر جاے گی شب بھی
یہان کون ہی ابتلک پوچھتے ہو	تغافل کے قربان تجاہل کے صدقے

برشتہ تخلص میان مشرف نام آفتہ دل سوختہ جان سینہ بزبان شاگرد آشفتہ تخلص مسمی بجو ریحان آتش عشق سخن سے مرغ جان انکا برشتہ الفت برشتہ ہوا سخن سے انکی طبیعت کو اس لطف سے رشتہ ہوا

رشتہ توڑا برشتہ الفت کا +	دیکھہ اوس نے شکستہ حال ہمین

برکت تخلص برکت علی نام اور حال انکا بعد تحقیق یون معلوم ہوا کہ تخمیناً بیس ۲۰ بائیس ۲۲ برس سے نفس نفیس اس جہان سے معدوم ہوا

موسم گل ہے قفس ہی مین نہو جان ہوا	مت نسیم سحری مرغ گرفتار سے مل
دل بیتاب کو کسطرح سے ٹھہرائے کوئی	مجھے سمجھائے کوئی یا اوسے سمجھائے کوئی

بیخواب تخلص لااعلم حال انکا باوصف بیخوابی مانند بخت خفتہ بے حس رہا
جسیم چشم سخن سبز کاغذ پر کثرت بیخوابی سے اونگھہ کر خواب شعر کے خیال سے چونکا

مدعا تجھکو یان نہ آنا تھا + +
روٹھنے کا بھی اک بہانہ تھا +

بیخود تخلص لالہ نراین داس نام جہان آبادی آستانہ بوس خضر شعرا مزاج
بیخود انکا فکر سخن پردازی مین یون ہوشیار ہوا

می گلگون کو چشم کم سے تو مت دیکھہ ایساقی
بنایا ہے یہ اعجاز مغان نے آب آتش کا

بیجان تخلص شنبھو ناتھہ نام دہلوی مرد رتال مزاج انکا ہنگام فکر سخن تختہ کاغذ
پر یون قرعہ زن فال

آسمان گر پڑینگے ٹوٹ کے ٹکڑے ہوکر
جب کہین آہ ہماری مین اثر ہوئیگا

بزاز تخلص شیخ حسین بخش نام کارگاہ جہد دہلی مین لباس سخن انکے قامت
پر آراستہ گویا کہ جامۂ نیک بختی انکے تن پر پیراستہ گماشتہ انکی طبیعت کا
بازار کاغذ مین دوکان سخن یون درست کرتا ہے جامۂ مضمون قامت نظم
پر اس درستی سے چست کرتا ہے

کہون ہون جس سے میں اوسکو بلا لاوہ یہ کہتا ہے
مجھے ناحق ہو دوڑاتے نہ آئینگے نہ جائینگے

بیباک تخلص میر نجف علی نام اصل اونکی عرب مولد علیگڈہ حضرت امام موسے
رضا رضی اللہ عنہ سے انکے سلسلہ کی لڑی بعلم حکمت جالینوس انکے مزاج
کا نام سیقمان لاعلاج کو شفا دینا انکا کام مرض نظم مین غلام ہمدانی مصحفی انکے
تعلیم اونکی دست شفقت سے انکو تعلیم طبیعت کے چالاک سخن مین بیباک

مجلس مین اونکے ہمنے تہمت کی ڈر کے مارے
سو سو جگہہ سے اوٹھہ کر اپنا مکان بدلا

[illegible]یا دیکھہ ہوس ہے دل داغدار مین
گلپوش کر قفس کو مرے تو بہار مین

[illegible]ل تخلص سید جبار علی نام از مردمان چنار گڈہ انکے نسبت یہی عبارت
[illegible]اہ نخواہ پڑہ انکے خنجر مصرعہ سے گلوے عدو بسمل تیغ مضمون طایر اروالح
آہو گیرون کی قاتل

ہر دم مجھے نیاز اوسے ناز ہی رہا — انجام کار عشق کا آغاز ہی رہا +
یاد آگئی مشت خاک اپنی + + — اوڑتے جو کہین غبار دیکھا + +
تیرے ہی یاد ذکر تراہی ہران ہے — گویا کہ اسلیے مرے منہ مین زبان ہے

بیتاب تخلص عباس علیخان نام بن نواب عبد العلیخان ذمی احترام نوازش فرمایان بے ریا کی تقریر یہ غالب باطن عاصی ان منصفون سے انصاف کا طالب کہ صاحب گلشن بیخار جو صاحب انکے مخلص یا ہموطن یا ہمتاش ہین اونکو نہایت توقیر اور حرمت سے یاد کرتے ہین علاوہ اونکے اور وںکے نہ دوست نہ کچھ علاقہ تو یہ حضرت پھر از دست داد راست وغیرہ پر عمل کرکے دلکو شاد کرتے ہین چنانچہ مبین اس قول کا یہ کہ میان بیتاب صاحب جو شاگرد مومن ہین تو کسطرح کی صفت انکی بیان کرتے ہین خدا جانے وہ اس تعریف کے لائق تھے یا نہین اس عبارت سے انکے نسبت نشان کرتے ہین **بیتاب** تخلص عباس علیخان صاحب بن نواب عبد العلیخان غلام محمد خان بن نواب فیض اللہ خان مرحوم والی رام پور جوانیست نیکو منظر زیبا شمایل مہذب الاخلاق پاکیزہ سرشت ظاہرش چون باطن و باطنش چون ظاہر آراستہ مدتے در لکھنؤ گذرانده اکنون چند سال ست کہ مایہ نازش جہان آباد ارم تزیین ست و باعث زینت این فرخندہ زمین از تلامذہ خان والاشان مومن خان ست این ابیات ازوست الہیان نہ لکھا جیسے اوروںکے نسبت لکھتے ہین کہ بناچاری نوشتہ شد باطن این مضمون بہوشیاری نوشتہ شد خیر بہرحال انکے کلام سے اضطرابی دل بیتاب مکشوف شاہد ان مضمون کی بیتابی یہان سے معروف ہے

آخر فریب کھاکے کیا اوسنے مجھکو قتل — مین نے کہا تھا تم سے اوٹھائینگے مر گئے ہا
پیدا ہوا رقیب کا غم دل مین اندنون — بیتاب غم بھی کھانے مین اب کچھ مزا نہین
سحر نہ دیکھنی ہم کو نصیب ہو یا رب — شب وصال بھی اپنی یہی دعا ہوگی

ابشیر تخلص میر بشارت علی نام رئیس جہان آباد بادیہ پیمائے اودہ بھی ہے

عرصہ منزل مین سیاح روح نے بستر بمقام منزل اول جمایا بشارت سخن میر نظام الدین ممنون سے لیکر شاہد سخن شایقان وفا فہم سے یون ہم آغوش ہوکر اشارت کرنے کو آیا

دل بیتاب پہ ہم ہاتھ دہرے بیٹھے ہین	دیکھتے ہین تجھے حسرت سے بھرے بیٹھے ہین

بیتاب تخلص لااعلم ایک مرد گروہ تلامذہ شاہ حاتم طبع بیتاب تسکین وہ لعبتان مضمون ہر دم

بیتاب بھی گیا جوان تھا الوداے	ہو خانہ خراب اس اجل کا+

بیتاب تخلص لالہ سیوک رام نام گلشن بہجارت سے معلوم ہوا سر طبع انکار وبرو صنم سخن اسطرح جھکا

محبت کی بھی کیا ہوتی ہین کچھ ای ہمنشین ہم رسم	کہ خوبان ہمکو یون کچھ دین ہم ونکو اسطرح چاہتے ہین

بیتاب تخلص خداوردیخان نام برادر عزیز سعادت یار خان رنگین شاخ سخن بہر حال میر نظام الدین ممنون سے چمن کاغذ پہ تضمین

مجھسے وہ ہر دم کہے ہے اپنا خنجر دیکھکر	قتل کیجے تجھکو جی چاہے ہے اکثر دیکھکر

بہادر تخلص راجہ بینی بہادر رساری والد جسونت سنگہ ساکن صوبہ بہار ۱۲ پروانہ بل مزاج بزم کاغذ مین شمع سخن کا پروانہ

سیاہی منہ کی گئی دل کی آرزو نہ گئی	ہمارے جامۂ کہنہ سے مے کی بو نہ گئی

بیتاب تخلص لااعلم از متاخرین سخن مین نہایت متین

گلہ خون کی گلی مین اے بیتاب+	خاک پا ہے گلال کے مانند+

بشیر تخلص سید محمد علی نام خلف حافظ قادر بخش صاحب مغفور جو بگروہ صوفیہ چار دانگ عالم مین مشہور شاہجہان آباد مین صد ہا شریف ونجیب نے حافظ صاحب کے پاے مبارک کو دست ادب سے مس کیا ہزارون نے انفاس متبرکہ اونکے سے شرف حفظ قران مجید بیک نفس کیا ہرچند کہ بزرگی اور اوصاف حمیدہ ذات ستودہ صفات اونکے اس قدر ہین کہ اگر حوالہ قلم کیجیے تو بس ایک نسخہ

مطول تیار کیا اور یہہ بھی بسبب مختصر لکھا ہوا کہ ملاحظہ فرمانے والے صاحب ایسا
نفرماوین کہ اپنے بزرگ کی کتنی تعریف اور طول کرتے ہین جبر اختیار کیا اصل رئیس
شاہجہان آباد انقلاب زمانہ سے بادیہ گرد ہوکر انکے بزرگون نے سلون کو
اپنے قدم کی برکت سے سرافراز کیا وہ مکان لکھنؤ سے قریب بست کروہ دور ہے
اپنی ریاست کا پا انداز کیا بہرحال حافظ صاحب نے نوری دروازہ مین جو فخر
دہلی کا ایک محلہ ہے ریاست قبول کی اور بہت اہل اعتقاد نے اون سے بیعت
حصول کی میر محمد علی بشیر نے جو عاصی سے قرابت قریبہ رکھتے تھے سن صغیر سے روزگار
عالی وقار بزمرۂ متوسلان میان منو صاحب جوکہ خسرپورہ نواب محمد میر خان صاحب
بہادر تھے گئے بعدہ سلسلہ روزگار انگریزی مین بداروغگی ہاے اضلاع
جد دہلی مختار رہے پھر بعہدہ داروغگی ضلع علیگڈہ مین حکام ہونکے محکوم ہوکر جیئے بعمر
سنی ۵۲ و سنہ ۳ سال تھانہ پہڑ ضلع کول مین بعارضہ ہیضہ سن بارہ سو تریسٹھ ہجری مین
انتقال پایا اور اونکے قبر کا نشان اوسی قصبہ کے تکیہ مین اونکے ورثا نے بنایا جوان
جسیم گوندہ سیہ فام فکر خوش کلام اور یہ حضرت بشیر شاگرد میر گلزار علی اسیر ایسا فرمایا
جو زبان قلم پر آیا

دام الفت مین پھنسانے کا قصور اچھا رکا
برق ہے شعلہ ہے انگارا ہے اخگر ہے کہ کیا
ورد اسم اللہ تھا یان تک کہ از بہر شمار
یقین جان دل اسکو کہ بحر ہستی مین
نکہ غم بشیر اب شفاعت پہ تیرے +
قید اس بہار مین اگر ایکی برس رہے

آنکھ کا دل لگا ہنسی کا اور تری رفتار کا
حال کچھ کھلتا نہین میرے دل افگار کا
آفتاب چرخ سمرن کا مرے دانا ہوا
ہے زیست اپنی برنگ حباب ایک قلم
کہ حضرت مصطفی باندھتے ہین +
صیاد دیا تہ ہم ہی رہین یا قفس رہے

باطن تخلص حکیم میر قطب الدین نام راقم آثم مولف گلستان سخن ان پابند سلسلہ
شاگردی میان نظیر صاحب اور خواہان فیض صحبت بدل وجان انکی تعلیم کے
استفادے سے حرف شناس سخن ہو جائیگا گل سخن اسکا رنگین تر از چمن ہو جائیگا

اگرچہ کلام قابل گذارش نہین تو کیا بزرگون کی اس حقیر پر نوازش نہین امید کہ سب ناظرین نقص پر نظر نفرماکر بچشم اصلاح ملاحظہ کامل فرماین بلکہ اس کمترین خلایق کے انکسار پر رحم کرتے آئین کیونکہ مانند صاحب گلشن بیخار اس پست ہمت نے سر غرور بلند نہین کیا کیا اوہون نے اپنے نسبت ازراہ تبختر فخر چند در چند نہین کیا یہ نالائق تو امیدوار عفو کریمانہ ہے اور مستدعی عنایات بزرگانہ ہے سب سامعین و ناظرین قول شیخ سعدی علیہ الرحمتہ پر عمل فرماین اور اس ناچیز کی گذارش کو ازراہ کرم خاطرین لائین

مرا پیر دانائی مرشد شہاب ۔ دو اندرز فرمود بر روے آب
یکے آنکہ بر خویش خود بین مباش ۔ دوم آنکہ بر غیر بدبین مباش

بالجملہ چند اشعار سے سمع خراش ہوتا ہے امید ہے کہ بچشم اصلاح ملاحظہ فرماین حضرات ناظرین بگوش توجہ سن لین سامعین سے التماس ہے اگر خاطر عاطر مین لائین جناب باریک بین اور عاصی تو سراپا عیب ہے اسمین کیا شک و ریب ہے پدر بزرگوار سید محمدی متخلص بظاہر تو مفصل حال عاجز کا حرف ظا مین بنام ظاہر ظاہر ہے

یہ کثرت ہے ہزارون رنگ مین ہی جلوہ گر اک تو ۔ یہ وحدت ہی کہ جو انگارہ ہی وہ اک ہنقل کا
ترے صحرائے الفت خیز مین ہے لعد کیا کیجے ۔ مقام بے نیازی ہے پہونچنا تیری منزل کا
یہ چارون یار حضرت کی ہین رکن اک چار اسلامی ۔ وجود انکا مگر جوہر شریعت کے سجنجل کا
روندا قدم سے خاک مین یکسر ملا دیا ۔ پائی صبا نے کون سے تقصیر نقش پا
جو کچھ دیکھا سو دیکھا کیا بیان معراجکی شب کا ۔ تقرب عرش اعظم پر محمد کو ملا رب کا
حقیقت کھل گئی ذرہ سے خورشید درخشانکی ۔ پتنگے سے مجھے یاد آگیا شعلہ جہنم کا +
کھوج ملا منزل مقصود کا + ۔ خضر مجھے نقش قدم ہو گیا +
جس جا ترا قدم ہے مدینہ کی راہ مین ۔ خط جبین ماست ہم اغوش نقش پا
واسطے سر کے مرے پتھر بنا + + ۔ واسطے پتھر کے میرا سر بنا +

تیرہ بختی اپنی یہ چمکی ہے باطن کیا کہین
کسکی ہون برق تجلی کا دیوانہ باطن
ہو مجھ سے مقابلہ سخن کا
آوازہ ہون اک مرغ خوش الحان کی گویا
شرم گنہ پہ دھیان کیا جب خیال کا
قضائے خلد میدان حور و غلمان اپنے ہم جولی
مجھسے تو ہوئے پر بھی حسینون کو ملا فیض
آسودہ رہروان عدم کسطرح سے ہون
جی گیا مرنے سے مرنے نے جلایا مجھکو
آہو نین اپنے آتش یاقوت کا تھا رنگ
سوجھا نہ یاد جنبش ابرو مین زلف کو
کیا اعتماد خواب کا کیون ہو گئے یہ محو
آنکھون مین رہتے دلین جگہہ کہ ذی حجاب
وہ ظرف ہے خم وحدت کو مین چڑھا جاتا
قفس مین آتی چمن کی مجھے جو یاد کبھی
یہ عشق و حسن مہرویان فلک ہمسے علاقہ کیا
گنہ سے توبہ کرا یدل سمجھتا ہے نہین الا
چاند پہ شیشہ شیشہ پہ پنجہ پنجہ مین قطرہ زیب فزا
فوج دعا کا عرش پہ لشکر پڑا کیا
آئینہ کو مہتاب بنایا ترے رخ نے
فنا کی راہ مین کب گرم رو ہوا سقدر غائب
کون سے گل کی تمنا مین تو آیا خورشید
دود سہ شمع تجلی وہ ہو + +

مہر ہے سایہ ہمارے اس شب دیجور کا
سنگ جو سر پہ لگا وہ جبل طور بنا
منہ ہے کہین بلبل پہ چمن کا +
گلشن کا گرفتار نہ پابند قفس کا
دریا بہا دیا عرق انفعال کا +
گھروندا گلشن جنت تھے جن ورد بچھاڑ کا
گلگونہ بنی خاک مری روے حسین کا
تکیہ کہین سلے ہے نہ سایا درخت کا
ملک الموت مرے حق مین مسیحا آیا
شعلہ تھا کسی مین کسی مین دھوان تھا
تلوار کی بھی آنچ کو دیکھا دھوان تھا
بچہ نکچھہ زلیخا تھی یوسف جوان تھا
پردہ نشین تھے آپ تو پردہ کہان تھا
ترا جمال جو اس جام مین سما جاتا
وہ نالہ کرتا کہ صیاد بلبلا جاتا +
کہین مین قیس کسکو اور ہے لیلی کا ناقہ کیا
حمیما اور غساقا جزا اور وفاقہ کیا
تکیہ پہ زانو زانو پہ ہاتھ اور ہاتھ مین دامان کا سر
گردون پہ اپنے آہ کا جھنڈا گڑا کیا
عکس اوسمین جو سورج کا پڑا اور بھی چمکا
برنگ شمع اپنا یان گریبان سے ہی سر نکلا
صورت موج نسیم سحر اتنا بیتاب
رشک لب حضرت عیسی وہ لب +

کس ماہرو نے دھویا ہے دریا پہ آج منہ
ہوش مین آگیا خیال خام ہوا اے پختہ مغز
سبکرو نکو مضرت نہین ہے طوفان سے
ترے در سے خالق انس و جان جو ملا تو لو نہین بلا طلب
زندۂ جاوید ہین تیرے شہیدان سب کی سب
طرح طرح کے دکھاتا ہے اب زمانہ روپ
تو نہ بد وضع ہے ایجان نہ بد فعل ہون مین
حضرت یعقوب کی خدمت مین یوسف کو لگا
بعد مردن بھی رہین گے مرے آنسو جاری
جو بد وجو رین ہون و نو کہ وٹون مین رات بستر پر
مثال زخم تو چرخ کہن اس دور مین تو نے
عشق لو ہے کہ جسے ہین خلق دندان کندہ ہے
بس مٹایا غفلت دنیا نے باطن آخر ش
یہہ دیر کے رستہ سے وکعبہ کی گیا راہ
قفس مین دام مین پھندے مین تیرے جھوٹی مین
پھنسایا گھر کے قسمت نے دام مین ورنہ
روش پہ قمری و بلبل مین بحث ڈہوا کر
پھنسایا دام مین دانا نے دل کے روغن قاف
دم نہین مجھہ مین ہوا رنگ رخ فساد زردہ
ذقن کو دل گیا ہرگز نہ رکھا کان بیچ بیچ پر
تمھارا حسن ہر عالم مین اک دور قیامت ہے
انھین رونا مچلنا بس کلید قفل مطلب ہے
وہ گریان ہون کہ برسون مین خیال خندہ گر آتا ہے

سے ہے رشک برق طور رتبا شیر موج آب
غفلت ہستی سے ظاہر دیدۂ بیدار خواب
کر رہا ہون جون کف دریا مین خواب بر سر آب
نہ چلی یہ پای ہوس طلب نہ بڑھی یہ دست دعا طلب
پی گئے شمشیر سے یہہ آب حیوان سب کی سب
بدل رہا ہے یہ بہروپیا بھی کیا کیا روپ
ایکدن آنکے رہیجا مرے گھر رات کی رات
سا تارو ہن بن گئے ہین گرگ پیراہن امیت
گھر کو ڈھاکر بھی نہین جائیگی گھر سے برسات
تو دنیا مین سدا ایدل ہے جنت ہمکو ہر کر دو
ہنسایا اسکا کیا باعث رولایا اسکا کیا باعث
سیری کب بھوکھے کی ہو زنجیر کے دانے آج
دشمن تعبیر ہستی ہے اجل کا خواب آج
ان برہمن و شیخ مین اک راہ کا تھا پیچ
سیئے پھری مری قسمت کہان کہان صیاد
کہان تھا کنج قفس مین کہان کہان صیاد
یہ لال بنکے لڑاتا ہے چڑیان صیاد
بنا رہا ہے ہمین اب رکھانیان صیاد
ڈوب کر نکلا رگ شریان سے جب نشتر سفید
گما اندھے کنوئین خضر اک بوسہ کے لالچ پر
جو اتنے تھے تو فتنے تھے ہوئی آفت جوان ہوکر
زبان بوڑھون کی کھلواتے ہین بچے بے زبان ہوکر
اٹک جانے گلیمین قہقہا بھی ہچکیان ہوکر

تیر مژگان سے چھدے کیونکر نگہ کا طائر
مہمان گیا مین اکیلا چھوڑا وان اسنے
نسیم حال خزان کا جو سن گئی ہوگی
ہوش کیون کھوئے گئے دیکھکے جاؤ الہی
مدعا طول وہ کج فہم تقاضا دل کا
الجھانا پھر اوسکا درمیان سر پیچ یہہ گیا ہے
جوانی مفلسی مستی بہار و جوش مہرہ یان
عروس گور سے ہونے کو ہمکنار آئے
اندھی سی بھی ضرر نور روشن لونکو کچھ
ہمیشہ گوہر ابر کرم سے ++
ہو رہے ہین وام ہاتھون کی لکیرین +
یعقوب اپنے جامہ سے باہر نکل پڑے
طلب بھی بوسہ کی دشنام کا سوال بھی ہے
خیال آیا جو باطن کو دفور فسق کا اپنے
گذشت از سر چو آب غم چہ یکدست وچہ یک نیزہ
گرتا نہین ہے بخت سیہ اون سے کو بھی
شیر گردون کو نہ لون مین اسد اللہ کی قسم
سن سنکی تری بندش اشعار باطن آج
اک پل کی نتھی چار پہر رات عجب سے
راحت ہستی موہوم ہوا خواب عدم
جو ایک اشک بھی آمیرے چشم تر سے پھرے
شیرین زبان ہے جو محمد کے نام سے
کب قطع حرص ہوتی کب ملتی یان فراغت

کام کرتا نہین کچھ مرغ ہوا گیر پہ تیر
اجل وبائے اجل مین کفن گئی ہوگی
وہ باد وبی سی تو سے تنکے چمن گئی ہوگی
ارنی پھر کے نواسے حضرت موسیٰ کبھی
آرزو کبھی طلب کبھی تمنا کبھی +
وہ ٹپکا تھا کہو کس پیچ کا کیسی کمر ہوگی
مرے اس غم کدہ مین کسطرح باطن گذر ہوگی
اکیلے چار پیادون پہ ہم سوار آئے
میرے چراغ قبر سے بجگر ہوا اسے
تھی بھر دیتے ہین کشتی گدا کی ++
تڑپتی رہگئی مچھلی حنا کی ++
لائے جو گرگ جبہ یوسف اوتار کے
جواب دے ارے مسک تو کچھ سوال بھی ہے
و تو یکسر شرم کا پانی ہوں سر سے بڑا پانی
بلائے جان ہوا جب سر سے اونچا ہو گیا پانی
پروردہ ہین جو سایہ زلف دراز کے
سگ اصحاب رسول عربی کے بدلے
حیرت مین رہگئے ہین عدو منہ کو پھاڑ کے
آئی تھی شب وصل کہ وہ ہین سحر آئی
نیند آئی مجھے یہین کے افسانے سے
تو پانی اتنا ہوا اونچا کہ عرش پر سے پھرے
ہمسر درد چاہیے میرے کلام سے
کب ہاتھ کھینچ لیتے بیاپا دراز کرتے

اسنے مٹا دیا مجھے اکدم مین جون حباب
پائین سے بھی چلے پچکے سرہانے والے
دیکھہ باطن کو چھڑتی شعبدہ بازین نیچہ بہ
رکھا فرعون نے موسی کو بصد ناز و نعم
گلی بہشت جو اس رشک ماہ کی ہوگی
نیبا اکا کا ہاپچان مین چرخ کبود کے
جلوۂ نور الہی رنگ آب و گل مین ہے
ضبط کے معنی مین یہ کرتے نہین ہم منہ سے اف
عصمت لیلی کی کس صورت نگہبانی نہو
سطر خط کی نہ فقط آیۂ رحمت ہوتی
عقل کل طفل دبستان ہے وہ کیا سمجھے گا
خوف گلچین قضا ہے دل صیاد سے خون
بزم ہے خاموش روشن کسکی شمع نور ہے
نہ پوچھو کچھ ہماری کسطرح اوقات کٹتی ہے
خدا کی حمد ہے وصف بتان سے
فسردہ دل سے زلف آشوب جان سے
ہزارون رنگ سے کرتے مین نغمہ +
بڑی دقت سے گذرا رستم دل +
ہے باطن آج خورشید سر کوہ +
دہان انکا تو یان شوق دیدار جانی ہے
ہر اک جانب ظہور نور روے یار جانی ہے
ہوا سے بھی ہے ہلکا جسم ایسی ناتوانی ہے
زلیخا خواب یہہ بیدار بختی کی نشانی ہے

خنجر کی دہار موجۂ سیل فنا ہوئی
کاندہے دیجاتے ہین نعش کے اوٹھانے والے
صورت زخم ہین ہنس ہنس کے رلانے والے
دست دشمن سے خدا دوست ہین پائی جانے
تو نور صبح جنان گرد راہ کی ہوگی
دہوئین اوڑا دئیے ہونگے جو آہ کی ہوگی
جو رگ گردن سے ہی نزدیک تر وہ دلمین ہے
شورش ہنگامۂ محشر ہمارے دل مین ہے
قیس کی آنکھونکی پتلی پردۂ محمل مین ہے
مہر خاتم بھی ہمین مہر نبوت ہوتی
جو کچھ اس خاک کے پتلے مین بھی حکمت ہوگی
نہ سنا نالۂ مرغان سحر امیر بھی +
جنبش بال پر پروانہ برق طور ہے
غضب مین دن گذرتا ہے قیامت رات کٹتی ہے
بس اک دو کام کو منہ مین زبان ہے
تعجب ہے کہ بے آتش دھوان ہے
ہمارے منہ مین بلبل کی زبان ہے
ترا کوچہ بھی راہ ہفتخوان ہے +
چراغ صبح دم کا میہمان ہے +
ادہر سے رب ارنی ہے ادہر سے لن ترانی ہے
کہان ارنی کہان موسی کہان کی لن ترانی ہے
اوڑ ہے کیا رنگ کیا آواز ہو سب لن ترانی ہے
تجھے زانوے یوسف پر کسی دن نیند آنی ہے

گرین مین قطع منزل گرم اشکونکی روانی ہے	بہ رنگ شمع آتش سے ہماری زندگانی ہے
ایدھر دیکھا تو باقی ہے اودھر دیکھا تو فانی ہے	حباب آسا کوئی ایک آدھ دم کی زندگانی ہے
غضب ہے گورا گورا چہرا اور اوٹھتی جوانی ہے	گرے گی کس پہ یہ بجلی بلا یہ کس پہ آنی ہے
جدھر دیکھو اودھر کو سون تلک پانی ہی پانی ہے	زمین کوچہ قاتل کی اتنی خاک چھانی ہے
بنایا تو نے حکمت سے اسے موتی اوسے انسان	گہر اور آدمی دونو کی اصل اک بوند پانی ہے
مین آتش سے مقابل ہو کے کرتا گفتگو تو یہ	مجھے اے باطن عاجز طبیعت آزمانی ہے

بہار تخلص لا اعلم نسیم تلاش و صبا تجسس اونکی گلشن سے خوشبو نہ لائی تو نسیم بہار سخن نے لشکر خزان قتل کر کے کلام کی گلی تختہ کاغذ مین شاخ قلم سے اس آب و رنگ پر کھلائی

بہار اب تو قسم کھائی ہے ہمنے زندگی بھر کی	اوٹھاوینگے نہ ہر گز سر صنم کے آستانے سے

بہجت تخلص لا اعلم شاعر با وقار و ذی کرم قدما سے ہین بہار ہی پیشوا سے ہین

جنبش اوس کاکل کی جب یاد آئے ہے	سانپ سا چھاتی پہ کچھ پھر جائے ہے

پیام تخلص شرف الدین علیخان نام مرد شریف و نجیب جد و ہلی سے تھے جیا شتہ شکر فارسی بجلاوت قریب اتفاقاً نمک کلام ہندی سے بھی ذائقہ کام سخن کا درستہ کیا لباس بندش کو قامت معشوق مضمون پہ موزن قلم شکستہ سے چست کیا راست غلطی صاحب گلشن بیخار کی کج روی اونکی طبع کج رفتار کی کہ ہنگام تلاش دیوان مرشد شعرا مین یہ شعر دیکھا اور بھی مولف گذشتہ نازنینان نے اس شعر کو بنام مرشد شعرا لکھا

ایک عاشق نظر نہین آتا + +	ٹوپی والون نے قتل عام کیا + +

پروانہ تخلص لالہ جسونت سنگہ نام معزز امراے وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر مرد جوان وجیہ مہر لقا خورشید ضیا مشتری چہرہ سہیل پیشانی ہزارون خوبرو اونکے شمع رخ پر پروانہ وار قربان انکی صفت مین مرغ فکر کی پروانہ طائر خیال نازک مشغل نازک خیالی پر پروانہ

نسیم آہ نے شاید کیہ کی تاثیر ++	شگفتگی ہی ترے غنچۂ دہان مین ہے

۲۷ پروانہ تخلص محمد بیگ نام شاعر خیراباد جوار صوبۂ اودہ جنسے واقف ہر نیک و بد بلاجد و کد شعلہ اونکی شمع فکر کا زبانہ فروغ سوز کلام پراسی نزم مین ایک پروانہ

قتل کر ہان مت کسو کی قسم +	تجھے قاتل مرے لہو کی قسم +

۲۸ بسیط تخلص لالہ انند سروپ نام ساکن شہر بنارس از خاندان فخیم بعہدۂ تحصیلداری سرکار انگریزی ممتاز تھی بس

پہ پھنکتے ہین جو گل شمع کو گلشن مین بسیط	ہم لڑایا کیے ہین بلبل و پروانے کو

۲۹ بیدل تخلص خواجہ غلام حسین نام شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان بیدل انکے کلام کی بدل خواہان اگر از راہ الطاف مستفید کرین تو کمال احسان

بے جگر تو نہین بہت کون مگر اپنا سا	خشک لب سوختہ دل خستہ جگر اپنا سا
تو بھی تو اے کشش نالہ تماشا دکھلا	کر چکی آہ جو کرتا تھا اثر اپنا سا
راہ عدم کو توشۂ اعمال چاہیے +	مہلت دے ہمکو مرگ کہ زاد سفر نہین
قسمت کہ مجھہ تلک نہ وہ قاتل پہنچ سکا	مسدود کشتگان سے رہ قتل گاہ ہے

۳۰ بحر تخلص لا اعلم نام انکا مانند غریق دریاے عمیق نا آشناے گرداب تحقیق رہا ہر چند غواص دریاے عمان فکر مین جستجو کرتا تھا لیکن بتلاطم آب غریق ہا ہی تجسس نے ساحل مراد پہ لنگر نکیا فکر شوق طبع روان انکے قلزم سخن مین لو ان تیرا

اوس گل کی آرزو نگئی ہے نجائیگی	داغون سے دلکو باغ بنایا تو کیا ہوا

برق تخلص قاضی محمد نجم الدین نام برق کلام برق نظام مصرعہ ہے کہ شمشیر برق برق کیا برق مین اور اوسی مین سراسر فرق شعر پڑھا کہ بجلی چمک گئی رعد کے دل مین جسکی دھڑک گئی صفت ابرو مین جو مصرعہ ہوا انکو سے عشاق کو تیغ قضا ہوا بزم مشاعرہ دار القضا عاشق کیلیے مفت ہی قتل کا فتوی ملا

وہ اشک گیا ہے جسمین کہ لخت جگر نہین	کیا ہے وہ آستین جو لہو مین تر نہین
رشک عدو و حسرت وصل آرزوے مرگ	صدمہ ہے کون سا جو مرے جان پر نہین

پذیر تخلص میر نثار علی نام خلف جناب سید گلزار علی صاحب اسیر کہ ہنوز عمر انکی سترہ سالہ ہے مگر ذہانت و جودت طبع و ظرافت انکے فکر رسا کی مشیر چونکہ سن صغیر مین کبیر و بے نظیر روزگار ہین تو اسیر طرۂ معشوقہ سخن ہو کر پذیرائے روزگار ہین کلام دلپذیر ہے شائقین اسیر کو نظیر ہے

مضمون کمر کا اونکے کہان سے نکالیے	دل چھین لیے مگر رگ جان سے نکالیے
صورت سے بت کے اور معنی کو ڈھونڈھیے	رستہ حرم کا کوئی یہان سے نکالیے
بازار عشق مین ہے مزا اصم و بکم کا +	سنیے نہ کان سے نہ زبان سے نکالیے
جھگڑے مین مذہبونکے پڑے کون اے پذیر	اپنے کو آپ دونو جہان سے نکالیے

ت ۲

حرف التاء

تصویر تخلص لالہ اعلم ایک عورت کہ شکل حال انکی ہنگام نظارہ پردہ پوش مصور طبع صفحہ خیال پر حیرت سے ہمہ وش تفتیش حال مین جو باصورت آئینہ تصویر حیران ادراک خیال مین متفحص مثال زلف پریشان شعر کے مضمون پر دل کھنچا جاتا ہے غور کیجیے تو چہرہ کا رنگ اوڑا جاتا ہے

چل ہوا کھا نہ صبا اس دل دلگیر کو چھیڑ	کیا مزا پائے گی تو غنچۂ تصویر کو چھیڑ
محبت ابتلک رکھتی ہے یہ تاثیر مجنونکی	کہ بن لیلی نہین کھنچتی کہین تصویر مجنونکی

تراب تخلص مولوی تراب علی نام ایک صاحب دیکھنے مین آئے سیہ فام قوی تعریف اونکی بہت توصیف نہایت خداپرست بت شکن ذوق استماع سماع مین گوش ہمہ تن کبھی ذکر شغل و اشغال کا ہے شعر و شاعری کی قیل و قال ذکر خدا مین ہمہ شب حال ماضی واسطے استقبال فرض خدا کے راضی عمر عزیز قریب پنجاہ سال ہر فن مین صاحب کمال رونق افزاے جد دہلی ہوئے اب حال معلوم نہین کہ کہان تشریف لیگئے طرز سخن خاصی وضع فکر اچھی مضامین ازبس مرغوب ترکیب بندش نہایت خوب

ڈوب کر دل مین مرے تیر کا پیکان رہا	او کمان دار ترا مجھ پہ یہ احسان رہا

آفرین ہے تیری ہمت کو تراب شیدا	عشق کافر کا کیا آپ مسلمان رہا

تمکین تخلص میر رضا علی نام عرصۂ انتقال کو شمارہ بموج سے حساب کر لیجیے دستگاہ قرعہ زنی اور شمار نجوم مین اونکو اوستادیکا خطاب دیجیے بارہا بھلا مشاعرہ مہاراجہ صاحب بہادر شریک ہوئے اور اشعار طرح و غیر طرح مین بہت ٹھیک ہوئے عمر قریب شصت سال کاغذ کے چوتھے گھر مین ہجوم جماعت سخن کا یہ حال

ساقی یو نہین رکھہ سینہ سے تو پشت برابر	مدہوشی مین سمجھا ہون مین رو و پشت برابر

تسلی تخلص لالہ ٹیکارام نام آشنائے بحر فارسی چاہ طرف آبحیات ہندی فارسی مین اوستاد انکے فاخر مکین ہندی مین میان مصحفی جیسے خوبین مولد لکھنؤ اناوہ مسکن قدیم کلام انکا تسلی بخش مضطر و سقیم

اب بھی اس نیم جان مین کچھہ ہے	فائدہ امتحان مین کچھہ ہے ++

تنہا تخلص محمد عیسیٰ نام مولد شاہجہان اباد امتیاز لکھنؤ مین پایا نظم ولسق سخن میان مصحفی مرحوم سے ہاتھہ آیا سخن عیسیٰ انفس مردگان مضمونکو زندگی کی ہوس

غیر سے شکوہ مرا بس دیکھی دانائی تری	مین ہوا رسوا تو کیا ہوگی نہ رسوائی تری

تابان تخلص میر عبد الحی نام گل ولاے جسم انکے نے بیچ خاکدان دہلی کے صورت آب و رنگ پائی انھون نے قرابت اپنی تا بحضرت علی موسی رضا رضی اللہ عنہ پہونچائی باوصف خوبرو ئی شیرین عشق فرہادی دکھاتے اور باوجود وجاہت لیلی محبت مجنونی جتاتے غلطی حساب سخن کی خامہ سجدہ گاہ شعر اسے درست ہوئی فرد اربع بتناسبہ شکستہ رقم مضمون کی چست ہوئی مرزا جان جانان مظہر علیہ الرحمتہ مجروح خنجر نازاسی محبوب رشک غلمان کے مانند عندلیب دور افتادۂ گلشن ہزار جان سے تابع فرمان کے عہد شباب مین اختر تابان عمر انکا آسمان زندگی سے برج قضا پنہان ہوا استارۂ مضمون

بالاے چرخ کاغذ اسطرح درخشان ہوا

ہی سوز عشق مجھہ مین یہان تک کہ بعد مرگ
پروانہ مرغ روح ہو شمع مزار کا

کس کسطرح کی دلمین گذرتی ہین حسرتین
ہے وصل سے زیادہ مزا انتظار کا

حرم کو چھوڑ رہون کیون نہ بتکدہ مین شیخ
کہ یان ہر ایک کو ہے مرتبہ خدائی کا

صاحبو عجب تماشے کی بات ہے صاحب گلشن بیخار کی نہ تحقیقات صحیح نہ تلاش مین راستی اختیار کی ہوشیار ہو کے ایسی غفلت کی صحت سے بالکل نفرت کی چنانچہ اس جگھہ ایسا سہو فاش سرزد ہوا کہ جسکا بیان بیرون از حد ہوا یہہ شعر جو بنام تابان چمکا یا وہ کلیات منجود شعرا مین نظر آیا راقم نے دیکھا معتبرون سے سنا وہ شعر ایک یہ ہے فقط جیسا انکا گمان ہے غلط

گل نکلتا ہے زمین سے جو برنگ شعلہ
کون جا سوختہ جلتا ہے تہ خاک ہنوز

آتا ہی فاتحہ کو بھی لگرو رقیب ساتھہ
لاتا ہے خار قبر پہ میرے بجاے گل

بیان کیا کرون ناتوانی مین اپنی
مجھے بات کہنی کی طاقت کہان ہے

کرون دعوی خون مین قاتل سے اپنے
کب آئے گی یارب قیامت کہان ہے

تمنا تخلص محمد اسحاق خان نام ایک فصل مین جو ہر دماغ سودا پذیر ہوا اور ہر خلط معتدلہ اپنے قوام سے متغیر ہوا مرد عشق اندیشہ زخمی تیغ معشوقان نازپیشہ جویاے مرہم وصل خواہان اندمال جراحت اصل باوصف اسکے پھر سپر سینہ روبروے خدنگ ناز مژگان جگر خراش ناوک غمزۂ لعبتان سحر طراز کی تلاش الحق حکما نے عشق کو قسم مالیخولیا سے لکھا ہے اور جو نسخہ مجرب تجویز کیا درست و بجا ہے باوصف اس شوریدہ سری کے مزاج وحشت انگیز طرف صحراے شعر آیا ہر چند اطبا مانع آئے الا دیوانہ لکار خود ہوشیار پایا یہہ شعر انکا کسی زمانے مین کمال مطبوع طبیعت اس کشتہ انداز محبت رشک ماہ تھا اور لیصہ شوق ہردم ورد زبان اندوہ گزین وجان کاہ تھا

اپنی تو یہ صورت ہے کہ جون بلبل تصویر
پرواز کی طاقت نہین اور پاس چمن ہے

یہ

۸ ترقی تخلص مرزا تقی خان نام امیر بلند خاندان از نام آوران فیض آباد والا دودمان سخن کو حضیض تنزل سے اس طرح ترقی بخشی انکے خیال نے مضمون کے ستارے کو آسمان فکر پر ایسی بلندی عنایت کی

تجھے ترقی دیکھیے کتنی ہو تجھکو اب | پہلی غزل مین میر سے تو ہم سبق ہوا
ساکنان کعبہ نے کی بت پرستی اختیار | وہ صنم نام خدا کیا ان نون جوبن پہ ہے

۹ تاب تخلص لالہ مہتاب رائے نام جائے تولد دہلی بنیاد کشمیر مہتاب سخن جانکی خامہ جادو طراز سے صحن کاغذ مین روشن ضمیر

الفت مین لگو نا کبھی اے فتنہ گر ایسی | خو ہوتی ہمیشہ سے تمہاری اگر ایسی
یا تنگ نکر ناصح نادان مجھے اتنا + | یا چل کے دکھادے دہن ایسا کمر ایسی

۱۰ تحیر تخلص غلام مصطفی نام برادر زادۂ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب گلشن بیخار کی کیا کیا شوخیان گزارش ہون جنکو نہ بھلے کی سمجھ نہ برے کی تمیز انکے نسبت کیا عبارت تحریر کی جسکی تردید کو بندے نے یون تقریر کی اگرچہ از علم بہرہ ندارد اما بفحوائے الولد سر لابیہ الخ گوکہ یہ بقول راوی اول شاید ایسے تھے مگر یہ غلط محض انھون نے ہیچ جھوٹ اونکو عیب لگایا یہ کیسے تھے فیضان صحبت صرافان سخن سے انکے نقد فکر کو رواج حاصل بلکہ کترین کی فہم ناقص کے نزدیک عیار کامل گوکہ حسب ایمائے متوفی الیہ بے علم ہے مگر کمال ذہانت حاصل باوجود بے علمی صاحب علم کہنے کے قابل حقیقت یہ ہے کہ کوئی کیسا ہی برا ہو مگر بھلائی اسی مین ہے کہ اپنی تحریر و تقریر سے برا نکہے عیب گوئی و غیبت جوئی بڑا عیب ہے جو کوئی اس لکھنے والے کی عبارت دیکھے اچھا نکہے مشورہ سخن کا بہ شناء اللہ خان فراق شعر گوئی کے دقائق مین شہرہ آفاق

نکلا اطفال کو ہے سنگ اوٹھالانے کی | آمد آمد ہوئی شاید ترے دیوانے کی

۱۱ تمکین تخلص صلاح الدین نام مجنون صفت شہریون کی صحبت سے کنارہ مانند سرو آزاد تجرد کو بہتر سمجھکر اوس مین گذارہ حاکم سخن انکا مسند کا نشین

کس تمکنت سے متمکن ہوا جسکا مداح آج روبرو سامعین کی باطن ہوا

عشق اور حسن کو جس روز کہ ایجاد کیا — مجھکو دیوانہ کیا تجھکو پریزاد کیا

تجمل تخلص لاعلم لکھنوی صاحب گلشن بیخار انکے نسبت کیا فقرہ جماتے ہین اور کس کس طرحکے اعتراض اوٹھاتے ہین کہ لکھتے از علم بہرہ نداشت الخ اتنے فقرے فقرے دیتے ہین اونکی کم علمی مشہور کردی خدا جانے یہ کیا عادت انکی ہے کہ ساری خوبی دور کر دی کسی کے برا کہنے سے کوئی برا نہیں ہوتا الا نا واقف کے نزدیک اچھا نہیں ہوتا بلکہ دلیل کرتے ہین کہ فلان شخص نے فلان کس کو ایسا لکھا تو وہ ایسا نہوگا نہین تو ویسا تھا اور ایسا لکھا

جسکے گھر لیکے ہین بچھ دیدہ تر بیٹھ گیا — اوٹھتے اوٹھتے مرے آخر کو وہ گھر بیٹھ گیا

تپش تخلص لاعلم انکے حال سے بندہ نامحرم سوز دل نے تپش کی تلاش مین ہر زنش کی سراغ نپایا پتا ہاتھہ نہ آیا

کہا مین دل سے چل تجکو تماشا ایک دکھلاؤن — لگا کہنے تپش کیونکر بھلا اب گھر سے مین نکلون

نہ کاکل عرق آلودہ وہ گردن جھلکتی ہے — اندھیری رات ہے برسات ہے بجلی چمکتی ہے

تپش تخلص مرزا محمد اسمعیل نام عرف مرزا جان انکا سلسلہ نا بحسب حضرت سید جلال الدین بخاری پہنچتا انکے نہال عمر نے گلستان دہلی نشو و نما پایا اصل انکی بخارا انکے آئینہ فکر کو خنصر شعر انے چمکایا

کچھ تیرے سلیقہ سے پھنسنے ہم نہین صیاد — لائی ہے ہمین دام مین تقدیر ہماری

ہمین تو اشک کی قطرہ کا بھی ہو روکنا مشکل — بھلے وہ لوگ ہین جنکے تئین دل تھام آتا ہے

تعشق تخلص لاعلم مرتبہ شاگردیکا میر عزت اللہ عشق سے حاصل کیا اپنا نام اون کے شاگردون کے زمرے مین داخل کیا

سامنے دیکھہ کہ آتا ہے تعشق وہ کون — بارے کہ ابتو ہوا خوش دل محزون تیرا

تجمل تخلص محمد عظیم نام قلندر بخش جرات سے حاصل تعلیم تمام

کتاب قصہ فرہاد و دفتر مجنون — یہ دو ورق ہین مرے عشق کی کہانی کی

تجلی تخلص محمد حسین نام عرف حاجی پسر میر محمد کلیم دہلی مین جو باغ چاندنی چوک مین ہے وہان کے مقیم مرد حریف وقیقہ رس آگے مین کیا عرض کرون بس صاحب گلشن بیخار یون کہتے ہین بتکرار مثنوی لیلی مجنون بزبان ریختہ از خیالات او بنظر رسیدہ پذیرا ے دل انشد اور بیت الخ بجز بدگوئی او عیب جوئی کوئی خلط انکی سرشت مین خمیر نہین انکو سواے ایسے اعتراضون کی یاد کوئی تدبیر نہین جسوقت سامعین نے اوسکو زیب گوش کیا برق تجلی فکر نے مثال موسیٰ بیہوش کیا

یہ شوق دیکھو پس مرگ بھی تجلی نے — کفن مین کھول دین آنکھین سنا جو یار آیا
تر دامن آگیا جو مین روز حساب مین — کہنے لگا بٹھا دو اسے آفتاب مین
جب رات تھی درازہ ملاقات کم ہوئی — ملنے کے دن جو آئے تو پھر رات کم ہوئی

تصور تخلص حیدر حسن نام نژاد انکے اولاد امام زید شہید بجرات تمام قلندر جرات کے ادب سے مستفید متوطن قصبہ پنکواڑہ موخامہ بہزاد طبع چہرۂ تصویر سخن کو بغازۂ جودت یون تاب دیتا ہے مصور فکر مانی طبع سے کار صورت گری اس شکل سے لیتا ہے

تصور گر مجو شی یار کی مجکو رولاوے گی — بہت گر ہیکا ہونا مینہ برسنے کی علامت ہے
لیگئے یون ترے کوچہ سے تصور کو لوگ — جون اوٹھا دین کسی بدمست کو میخانے سے

تجلی تخلص تجلی شاہ نام مولد انکا حیدرآباد سننے مین آتا ہے موسیٰ فکر دیدار شاہد مضمون سے طور کاغذ پر یون غش کھاتا ہے

دامن کا عکس کسکے پڑا ہی کہ آج تک — پھیلا رہا ہے سرو لب جو بہار ہات

تسکین تخلص میر حسین نام صاحبان والاشان جاے غور ہے کہ یہ تسکین جو صاحب گلشن بیخار کے دوست اور مومن کے شاگرد ہین تو انکا یہ طور ہے اپنی کتاب مین انکی بہت صفت کرتے ہین انکی محبت کا دم ہر دم بھرتے ہین تشفی سخن مومن خان سے پائی تسکین شائقین اسطرح فرمائی

بے بال و پری کھوئی ہے توقیر اسیری	صیاد کبھی لیکے یہان دام نہ آیا+
ہر صبح وہ ڈھونڈے ہو کوئی تازہ خریدار	صورت مری ہر روز بدل جائے تو اچھا
بیچ لگی مجلکو تو پھر چاہیی پھر وہان ہوگا	راز اپنا نہ خموشی سے بھی پنہان ہوگا
وحشت اب لاش کو لے بھاگے گی+	تنگئے گور سے گھر یاد آیا+
نام تسکین یہ مضمون تپش نازیبا	تھا تخلص جو سزاوار تو بیتاب مجھے

تسکین تخلص سعادت علی نام عنایت فرمایان رفیع الشان غور کا مقام دہی تسکین تخلص کا امتحان نہ صاحب گلشن بیخار کے دوست نہ مومن خان کے شاگرد تو اس سبب انکی دیکھی کس طرحکی عبارت کے بلاگرد تسکین تخلص سعادت علی نام یکے از تلامذہ قمر الدین منت ہست اور راست اور یہی ایک شعر لکھا مجھے بہت افسوس آیا کہ وہان تسکین کی تسلی یون کی اور یہان تسکین کو بیقراری یون دی فکر طبع سے شائقین کو تسکین دل بیتاب سامعین پر صد آفرین

کیا خاک ہو صفائی بھلا ہم مین یار مین	خط بھی لکھا جو ہمکو تو خط غبار مین

تجلی تخلص میر غلام علی نام تصنیف جنکا قصہ لیلی و مجنون تمام کوئی شعر ہم نہ پہونچا اسے ڈرتا ہون ناچار دو شعر داستان کے عرض کرتا ہون بیدا قلم وادی ایمن صفحہ کاغذ دشت روشن

تجھے بھیج مکتب مین پچھتائے ہم	ترے لکھنے پڑھنے سے باز آئے ہم
تجلی دل ازاری عشق دیکھ+	بہار جفا کاری عشق دیکھ+

تنہا تخلص میر کفایت علی نام ولد سید الہی بخش برادر مولوی عمر دراز علی لاکلام قصبہ میرٹھ من مضافات دہلی وہان کے یہہ رئیس عالی سن بارہ سو اکسٹھ مین یہ جلد دہلی مین رونق افروز بندہ انکی خدمت مین بہرہ اندوز بعہدۂ سررشتہ داری محکمہ استیصال ٹھگی اور ڈکیتی مختار محفل مشاعرہ مشفقی مرزا مغل جانصاحب تمنا تخلص ہمراز جوان خوشرو اچھا انداز گفتگو

تنہا سے شبکو ملتا ہے وہ ماہرو مدام
ان روزون اوسکے بخت کا ہی اختر آفتاب

رحم کرتے ہین مری حال پہ سب ان روزون
ملک الموت بھی آیا تو مسیحا ہو کر

وطن تھا رشک چمن آسمان نے چھڑا دیا
بسان سبزۂ بیگانہ کھینچے دور مجھے

ہر گھڑی مجکو ترقی و تنزل ہے نصیب
درد سر کم ہو تو درد جگر افزون ہو جائے

کیون منہ پہ یہ لگاتی ہین دھبے خضاب کی
پیری نہ رنگ لائی گی عہد شباب کے

کمظرف ہین جو بکتے ہین می پیکے ساقیا
منہ اپنا بند رکھتے ہین شیشہ شراب کی

زلف کا سودا ہے عشق سبز رنگ یار ہے
ساتھ ہے داغ جنون کی مرہم زنگار ہے

دور ہے چرخ ظلم پرور کا +
کون اس غمکدے مین خورم ہے

تپش تخلص میر محمد علی نام اصل انکی ایران مولد شریف جد دہلی سلسلۂ نسب حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے پہچان لطائف طبع گوہر فشان نظر الطف ذہن فیض نشان ہنگامہ آرائے بزم نظم گستری رونق افزائے مجلس ہنر پروری شیرازہ بند مجموعۂ سخن نخل پیوند مضامین نو و کہن نشاط بخشائے غمزدگان انبساط پیرائے دلشدگان مبدع قوانین نکات بدیع مجمع دقائق صفات بدیع منبع فیض کن فیکون مرجع اسرار بارگاہ بیچون مقبول ازلی شاگرد رشید گلزار علی متخلص باسیر صاحب حسن و تدبیر نظم فارسی مرجع سخن ہندی مسجع

کیا ترے غمزدو انکا ماتم ہے +
تہ و بالا جو عرش اعظم ہے +

دیدۂ دل عشق مین کھو بیٹھے تھے ہم برسون سے
طاقت و صبر بھی جاتی رہی کل برسون سے

اشک باران کی بھی ہو قلت و کثرت نہ ابر
چشم تو روئے ادھر ابر ادھر سے برسے

تری ہے عفو کی عادت مری ہی عصیان کی
گیا ہے کس لیے پھر مورد قصور مجھے

فراق دوری و الم غم ستم فغان و تپش
یہ ساتون گھیرے ہین ہفت سپہر قصور مجھے

تمکین تخلص محمد یوسف نام یہ عزیز مضمون کا دم بھرتے ہین زلیخائے سخن کو کنعان کاغذ مین کس تمکین سے جلوہ گر کرتے ہین

تھا دم لبو نپہ اور کبھی دل سے آہ تھی
فرقت کی رات کیا مری حالت تباہ تھی

حرف الثاء

ثنا تخلص ثناء اللہ خان نام فرخ آبادی ایک صاحب سبزہ رنگ گداز طبع انداز شعر خوانی نہایت وضعدار عرصہ پانچ سال کا ہوا کہ عاصی سے مقام علیگڈہ مین بمکان شفیقی منشی شیخ نبی بخش صاحب سررشتہ دار اتفاق ملاقات ہوا ورہیولا جد دہلی مین اونکا مقسوم لایا بمحفل مشاعرہ منشی ابو الحسن صاحب اور محمد امیر خانصاحب تشریف لائے سامعین کو مضامین نادر سے ایما بتائی شاخ بنفشہ اونکی زلف سخن پر پیچان لچو نیتی) اونکی شعر کی ثنا خوان

خود آرائی مین بھی دیکھو ستم ایجاد ظالم ۔۔۔ پڑا ہو باف بھی تو اطلس چرخ جفا جو کا
یہ گویا ونکی تفنگ نگہ نے کی بوچھار ۔۔۔ کہ بنگیا ہدف چرخ چاند تارے رات
تھا جیسے شام شب قدر و صبح عید کو رشک ۔۔۔ وہ دن کدہر گئے یارب کہ ہر سے ہمارے رات
کیا ثنا شعر لکھین دست مُلاکت کی سبب ۔۔۔ سر کو پا باندھتے ہین پانون کو سر باندھتے ہین

ثروت تخلص سید درویش نام آزادانہ وضع مجردانہ انداز گنج طبع اونکا درِ بہا کے مضامین سے دکان کاغذ مین سرمایہ ناز

قابل نتھے جفا کے اوٹھانے کے ہم ذرا ۔۔۔ ثروت نباہ ہے یہ اوس آفت پناہ کی

ثابت تخلص میر معز الدین نام کہین برادر مرزا احسن بخت ثابت ہے کہ سیاران سخن حافظ عبد الرحمن احسان سے قابل فلک تخت

ہم ہین کسی چشم مفتن کا ہون مائل ثابت ۔۔۔ کیونکہ محکوم مراابلق ایام نہو

ثنا تخلص میر شمس الدین نام کشمیری شاگرد شاہ مشتاق طالب گل سرخ مضمون شاخ طبع پر رشک رنگ بنت العنب

چمن ہے خندۂ گل ہے مے و مینا ہے اور تو ہے ۔۔۔ فغان ہے نالہ ہے فریاد ہے زاری ہے اور مین ہون

ثاقب تخلص لااعلم متقدمین سے ہین بےپرواہانہ بسر کرتے شاگرد ہی شاہ مبارک ابرو پر مرتے ستارۂ مضمون فلک کاغذ پر روشن انجم ثاقب سخن چرخ قرطاس پر پرتو افگن

مرے ادب نے رکھا مجھکو یہان تلک محروم	کہ بعد قتل بھی دامن تلک لہو نہ اوڑا
ثابت تخلص اجابت علیخان نام مضمون شعر اسطرح سے عیان تمام خاطر شکستہ بر ثابت مقرر کہ یہ مذاق سخن سے بہرہ ور	
وقت مرنے کے مرے پاس وہ موجود ہوا	اپنے ہی جی کا زیان اپنے تئین سود ہوا

حرف الجیم

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش نام نظر ایسا آتا ہے کہ انکی آنکھین نور بینائی سے محروم مزاج انکا طرف علم موسیقی کے رکھتا ہے وہ موم آہنگ سازو برگ اس علم کا مسلم علم احکام انجم شمار یسی محرم خوشہ چین خرمن مرزا سلیمان شکوہ مولادر جیسے عیان شکوہ ہمعصر غلام ہمدانی مصحفی و میر انشاءاللہ خان اکثر مشاعرات مین اون سے ہم ردیف رہے تخمیناً چالیس برس گذرے کہ ہوئے اس جہان سے روان طرز کلام خوش اسلوب انداز سخن نہایت مرغوب رسوخ شاگردی انکے سے جعفر علی حسرت نازان طبع متین و مستحکم و صاحب دیوان صاحب گلشن بیخار ان سے یون کرتے ہین تکرار وہ کہ چون از اصول و قوانین این فن بہرہ نداشتہ نغمہ ہاے خارج از آہنگ میسر و آوازہ اش کہ چون طبل دور تر رفتہ از انست کہ پذیراے خاطر و گواراے طبع او باشد و الواط حرف میرزہ معتذ ابیاتش لغایت خوش ادا و دلربا آمدہ بالجملہ ہر انچہ از دیوانش بطریق اہل فن بود انتخاب و درین اوراق ثبت افتاد الخ تو کیا جو اشعار داخل گلشن بیخار ہین وہی قابل دید و مشاہیر دیار ناپائدار ہین لیکن قیاس مین نہین آتا کچھ کہا نہین جاتا مگر یہ کہ انسان ہے کیونکر اسکے کلام ہین خطا سرزد نہین کون ہے جسکے سخن مین رطب و یابس و نیک و بد نہین بہر حال ثابت ہے کہ صاحب گلشن بیخار کو ہر ایک شاعر کا نقصان بیان کرنا اور رہبر کسی کے سخن مین دل توڑ کر نقص کامل پہ دھیان دھرنا چشم نابینا سے مبصران سخن کو نور کلام دکھایا اور دیدہ و دانستہ عین الطاف سے سوجھایا

رتبہ گل بازلیکا دلا کاشش تو پاتا
داغ بر دل جو ترا جاننے والا نکلا +
صورت رشتۂ سلک گہر اہی سوز فراق
ہوا ہی اب تو یہ نقشہ ترے بیمار ہجران کا
نہون خود بخود کیونکہ تحلیل ہین
کہ مجھسے وہ رشک مہ چار دہ
بلائین ہاتھون نے میری جو لین تمھاری رات
چرخ نے خار بیابان پہ پھرایا اونکو ہاسے
خدا ہی ہے کہ اب دل لیکے یہ پیغام ہوئی ہین
قدم ہین ناتوان جب اوسکے کوچہ سے اوٹھاتا ہون
کیونکہ تم پاس سے جاؤن ہین بھلا اور کہین
آنکھہ اپنی روتے روتے نہ شب تا سحر لگی
الغرض ناز کی کہ اوٹھا اوسنے ایک پھول
آزردہ پھر پھر آنے سے جرأت کے تو نہو
وعدے پہ تیرے کوئی کل شام سے سحر تک
گل جو کھلتا ہے تو غنچہ کا چٹکنا جرأت
غم سے گھٹنا یہ مرا سب ہین بڑھاتا ہی اوسے
اب گھٹائی سمجھے یا اسکو جرأت جانیئے
زلفین جو کھل گیئن تو خجل رات ہوگئی
بزم تصویر ہے جرأت یہہ بزم +
خموشی کی ہمارے ہی جا بجا اب قصہ خوانی ہی
لے آئینہ مانگ اوسنے جو ایکبار نکالی
رکھی نہ پروا وہ مجھسے کیونکہ ذات ہی حجاب ہے

ہاتھون سے جو گرتا تو وہ پلکون سے اوٹھاتا
تو چراغان دیوانی کا دوالا نکلا ++
تن زار اپنے یہ کس جا نہین چھالا نکلا
کہ جس نے کھول کر منہ اوسکا دیکھا بس وہین ڈہانکا
تعجب مجھے اسپہ آنے لگا ++
بڑہا کر محبت گھٹانے لگا +++
بلائین ہاتھون کی لیتا رہا مین ساری رات
سرخ ہو جاتے تھے جنکے بستر گل سے قدم
تمھارے روز کے آنے سے ہم بدنام ہوتے ہین
تو شکل نقش پا ہر ہر قدم پر بیٹھ جاتا ہون
دل تو لگتا ہی نہین یان کے سوا اور کہین
کیا جانے وصل یار مین کسکی نظر لگی +
سر پر جو رکھہ لیا تو لچکنے کمر لگی ++
ہوتی بری ہے اے بت بیداد گر لگی
آہین بھرا کیا ہے گھڑیان گنا کیا ہے
کوس رحلت وہین گلشن مین بجا دیتا ہے
جو مجھے دیکھے ہے وہ دیکھنے جاتا ہی اوسے
آنکے جی آئینگے اب تو طبیعت آگئی ++
چہرا جو کھل گیا تو سحر بات ہوگئی
بات بھی یان نہین کرتا کوئی ++
برابر سوز بان کے ایک اپنی بے زبانی ہے
ظلمات مین ایک راہ نمودار نکالی
یہ اوسکا مکھڑا نہین ہے گویا خدا کی قدرت لقا ہے

تری پسینہ کی بو کا عالم بیان کرنے سے بیخودی ہو	نہ لطف یہ بوئے عطر میں ہے نہ یہ لطف گلاب میں ہے
لب وہ کہ لعل کے بھی نگینہ پہ حرف ہے	سبزہ وہ پشت لب کا کہ مینہ پہ حرف ہے
ہو کیوں نہ تختہ مشق اطبا ترا مریض	جون لوح مشق اوسکے پسینہ پہ حرف ہے
جرأت اوس بن بقول حیران آہ	نہ لگی آنکھ جب سے آنکھ لگی +

جنون تخلص مرزا نجف علیخان نام لخت جگر مرزا محمد علیخان ملک مالوفہ بنارس عرصہ ہوا کہ حسب اتفاق آب و خور انکو ہوئی جد دہلی کی ہوس مجنون مزاج لیلاے سخن کا دم ساز دماغ مختل سوداپرداز

دلکو شاید کوئی ستاتا ہے ++	قاصد اشک تیز آتا ہے ++

جعفر تخلص میر باقر علی نام برادر زادہ میر نظام الدین ممنون نور چشم میر قمر الدین منت ادب یافتہ برادر کلان خود عرصہ قریب ہوا کہ ہنگام بازگشت سفر حجاز ہوئے قضا سے رہین منت توشہ راہ عدم سفرہ کاغذ پر اس مرثیے چنا ہر ایک خویش و اقارب کا دل آتش حسرت سے بھنا

تیغ یوں دل میں خیال نگہ یار نہ کھینچ	ناخدا ترس تو کعبہ میں تو تلوار نہ کھینچ

جام تخلص لالہ کنور سین نام شاگرد شرف الدین سرور پسر غلام محی الدین عشق تمام زمانے میں مشہور رنگتے مضمون ساتگین کاغذ میں اس کیفیت سے چھلکی شراب سخن جام طبع میں یوں ڈھلکی

چڑھی ہے بادہ کے گھوڑے پہ گو موج ہوا لیکن	نہ دعوی کر سکے گلگون سے تیری ہمعنانی کا

جانی تخلص بیگم نام نور چشمی نواب قمر الدین خان مرحوم زوجیت نواب آصف الدولہ اونکی نسبت مفہوم عین شدت علالت میں اس مطلع بدیہہ سے مطلع کیا جو زبان زد عالم و مشہور زمانہ ہوا

کیا پوچھتے ہو ہمدم اس جسم ناتوان کی	رگ رگ میں نیش غم ہے کہیے کہاں کہاں کی

جھمن تخلص لالہ جھمن ناتھ نام سواے دہلوی ہونے کے اور مضمون سے ہے بندہ ناکام

دل جون سپند عشق کی آتش سے جل گیا	ایک آہ کھینچتے ہی مرا دم نکل گیا +

جانؔ تخلص جانعلی نام سر ادب آگے مرشد شعرا کے جھکایا سلسلہ یک جہتی نواب بیرم خان سے ملایا

ذکر اوس زلف کی درازی کا +	صبح سے تا بشام ہوتا ہے ++

جہاندارؔ تخلص مرزا جہاندار شاہ عرف مرزا جوان بخت ولی عہد فردوس آشیانی حضرت شاہ عالم یک لخت سن بارہ سو ایک مین لشہر بنارس جہاندار روح اونکی نے بیچ فردوس کے علم فنا نصب کیا خنجر زبان واسطے قتل اعدا کے بادیہ کاغذ مین یون تیز ہوا

آخر گل اپنی صرف در میکدہ ہوئی	پہونچی وہان ہی خاک جہان کا خمیر ہوا

جہانگیرؔ تخلص مرزا جہانگیر نام آب و ہواے لکھنؤ پذیراے خاطر بہت رہا مرد مجنون مزاج بہ نیروے سودا عبث ہر کسی کو زخمی کیا خود بھی زخمی ہوے پھر دہلی کو گئے عارضۂ لاحقہ نے سر شوریدہ مین شورش زیادہ کی پیر شاہ علی درویش تخلص کو مجروح کرنے کو طبیعت اپنی پھر آمادہ کی بعوض اس خطا کے محبوس ہوئے تیر قضا کا نشانہ ہو کر زندگی سے مایوس ہوگئے قیدی زندان تن سے رہا ہوا طائر جان قید خانہ بدن سے چھوٹ گیا وحشی طبع خشت زن سودا ہیونکا یہ سخن

وہ کافر مرا درد کیا جانتا ہے	جو گذرے ہے مجھپر خدا جانتا ہے

جلالؔ تخلص لا اعلم فیض آبادی عجب کمال ہوا آنکھون سے پنہان صورت حال کا جمال ہوا

کیا ہوا مین نے جو ٹک جانب ابرو دیکھا	اتنی بس بات پہ تم کھینچنے تلوار لگے

جولانؔ تخلص میر حسن علیخان نام وطن دکن عیان ہوا سمند خامۂ دلکا عرصۂ قرطاس پر اس شادگامی سے جولان ہوا

کنج قفس مین دیکھ کے ذبال و پر مجھے	اے ہمصفیرو چھوڑ گئے تم کدہر مجھے

جنون تخلص شاہ غلام مرتضی نام ستودہ ہاے آلہ اباد ہے مین خضوع وخشوع زہد وعبادت مین معروف گو نہ شوق شاعری تھا تو مزاج سودائی اونکا سمت وادی مضامین اسطرح مصروف رہی

تیری چشم مست سی ساقیا دہ سیاہ مست جنون ہوا
کہ مئی دوآتشہ طاق پر جو دہری تھی وہ وہین دہری رہی

جنون تخلص فخر الاسلام نام استفادہ سخن میر نظام الدین ممنون سے پایا گروہ صوفیان دہلی سے تھے وحشی مزاج نے صحراے کاغذ مین زمین شعر کی خاک کو یون اوڑایا

اوٹھی جو شرم تو دونونکے دل ملے نکلے
بجز حجاب یہان کچھہ نہ فاصلے نکلے

جوشش تخلص محمد روشن نام عظیم آبادی طرز گفتار رنگین وضع تحریر مین مستحکم علم عروض مین تعمین جب جنون کی جوشش ہوئی تو سخن کی اسطرح کوشش ہوئی

سفید ہوگئین آنکھین ہوا گریبان سرخ
اوسکا خدنگ داغ جگر سے نکل گیا
وہ زمانہ کیا ہوا جو مری گریہ مین اثر تھا
اوسکی آنکھونکو دیکھین اے جوشش
دیکھی ہم مین اور اون آنکھونمین کیا بنتی ہی

ہمین تو رونے نے آخر یہ رنگ دکھلایا
ایک تیر تھا کہ صاف نظر سے نکل گیا
یہی چشم خون فشان تھی یہی دل یہی جگہ تھا
منہ تو دیکھو شراب خوارون کا +
لوہو کے پیاسے ہین وہ تشنہ دیدار ہین ہم

جوان تخلص مرزا نعیم بیگ نام ذلہ رباے خوان مرزا سلیمان شکوہ جوش طبیعت سے اس سن مین مضامین کا انبوہ

دیوار در کی چھاتی سوراخ ہوگئی ہے
کیا روزنونسے اوسنے آنکھین لڑائیان ہین

جوش تخلص رحیم اللہ نام دہلوی مقلدی بانوایان مین اوستاد اور غلام ہمدانی مصحفی کی شاگردی سے انکا دل نہایت شاد بانواے فکر انکا لیلی لطف سخن گلوے طبع مین حمائل کرکے اس جوش سے یا فقیر کہتا ہے فکر کے تکیہ مین مضامین کی صورتون کے آگے اس مشکل سے گویا رہتا ہی

مین نے جو کہا تجھہ بن کیا کیا نہ الم گذرا
بولا کہ ابے تیرا روتی ہی جنم گذرا

جذب تخلص میر بہکاری نام ایک عزیز سکناے بریلی سے تھے مرد شایستہ علم وادب سے آگاہ کسب جہل دریا سے ناواقف زمین بہت ملکو نکی و سیتاری جریب پا سے ناپتے خواہ نخواہ آخر بجوار یا قرب بخار اپنی بستر فنا جمایا مزاج جہان گرد نے مجمع شائقین مین حال ملک سخن یون سنایا

وان صفائی و خود نمائی ہے + +		یان مری جان کی صفائی ہے +

جوہر تخلص مرزا احمد علی نام قوم تعنہ لباش جوہر تیغ طبع اونکا اسطرح فاش

آتش وہ چمن ہو یا برق آشیان ہو		اے مرغ نالہ کچھ ہو ایکشب تو پر فشان ہو

جراح تخلص غلام ناصر نام اصول کشمیر مولد انکا دہلی مقام ملاحظہ فرمایان گلستان سخنوران کی خدمت عالی مین گذارش ہے کہ خامہ صاحب گلشن بہار کے انکی نسبت کی عبارت مین کیسی خصومت کی تراوش ہے زخم تیغ زبان لگاتے ہین پھل مین یہ پھول کیا کھلاتے ہین یہ عبارت انکی نسبت اسپر دعوی صداقت بتیش جہت ثبت نامش درین عجالہ بناچاری حوالہ قلم شد الخ مقام انصاف ہے اسمین کیا کچھ لاف ہے ایسا کیون جبر اختیار کیا نشتر تیز آبدار کیا اور جب لکھا تو ناچاری کیا اختیار مین بے اختیاری کیا انکے حرف حرف سے غرور پایا جاتا ہے نت شکل آینہ زنگ آلود دکھایا جاتا ہے عاصی کے تو سب مخدوم ہین یہ کلام عالم کو معلوم ہین انکا جراح طبع بانکا جن سے مضمون کا زخم یون ٹانکا

جراح ٹانکے دینے مین مت کر درنگ کچھ		اسواسطے نہ زخم مرے یار گرم ہے

جوشش تخلص محمد عارف نام سخن کے محکمہ مین انکا انتظام انکی طبیعت کی جوشش دیکھیے اور میری طبع کی کوشش دیکھیے

جون آینہ کچھ ستم رسیدہ +		رہتا ہے مدام آبدیدہ + +

چھپیا تخلص چینا بیگم دختر مرزا بابر اور کیفیت پوشیدہ تر منہ بخرت پناہ عاصی انکے حال سے گمراہ چینا مرنا اختیار بخدا بندہ نہ فنا جانے نہ بقا انکا فکر شعر پر بہت جی نہ پر شوق سخن کہتا ہے اجی نہ ایسا کچھ فرمایا کہ جوہر دل مین دلکو بھایا ۱۱

یہ کسکی آتش غم نے جگر جلایا ہے / کہ تا فلک مرے شعلہ نے سر اوٹھایا ہے
تو بدبابی آنکھہ آنسو تھم رہے / کاسۂ نرگس مین جون شبنم رہے

٢٢ جولان تخلص الف شاہ نام خبط کے حال پر نظر شفقت تمام عمر قریب تیس برس لباس گیروا لالا غریب الوطن سن بارہ سو چونسٹھ ہجری مین شہر دہلی مین تشریف لائے عاصی نے اونکی خدمت سے بہت فیض اوٹھائے اکثر مشاعرے مین تشریف لاتے ہین اور غزلیات طرح و غیر طرح سے سامعین کو خوش کر جاتے ہین سو کیا کہے اور یہ عقیدت کیش + برگ سبز است تحفہ درویش + عاصی پر نہایت نظر عنایت ہے نیازمند کو اون سے بدل محبت ہے شاگرد خواجہ حیدر علی آتش فیض تعلیم سے انکے مضمون دلکش انکی فکر کا مقرر محلہ کاغذ مین یون گدائی کرتا ہے آزاد طبع بازار سخن مین اسطرح نعرہ بھرتا ہے

سیر جہان مضایقہ جولان نہین مگر / لغزش نہونے پائے تو گل کو دیکھنا
گیسو سے سیہ بڑھ کے شب تار نہین ہے / آنکھو نسے جھڑی نرگس بیمار نہین ہے
کرتا ہے سدا شور و فغان باد صنم مین / ناقوس برہمن سے دل زار نہین ہے
ہر اک کو تمنا ہے ترے وصل کی ایجان / کس کس کو تری خواہش دیدار نہین ہے
یوسف سے کہو یار کہین اس جا پہ سمجھکر / یہہ کوے صنم مصر کا بازار نہین ہے
کر دیتا ہے نالونسے دل مردہ کو زندہ / اعجاز سے کم یار کی گفتار نہین ہے

٢٣ چرکین تخلص لا اعلم وبرہ اور شعر اسکے اسلئے گل کلام کی بو سے دماغ سامعین پریشان جمیع حاضرین کو یہہ خطرہ کہ اس بدبو کی تاب کہان گل مضمون گندہ بہار سر ہلائے مضامین رنگ برنگ سے بوے بہاری آتی تھا کر وب فکر سخن طبع کو جاروب شعاعی سے یون صفائی بناتا ہے صحت خانہ کاغذ مین حاجت مند مضمون کہہ کہہ آتا ہے

عجب کیا دشت وحشت مین اوٹھا دے گر بگولہ میرا / سعادت مند لڑکے خدمت استاد کرتے ہین
ہگتے ہین جو زلف کا بند ہا دھیان / ہیچش رہی شام سے سحر تک

ہگایا خون مدت تک خیال روئے رنگین نے ۔۔۔ فرو ڈرا پیٹ مین اوٹھا جو دیکھا زلف پیچان کو
وہ مضمون گھٹکا پیدا کیجیے طبع گرامی سے ۔۔۔ جیسی انت یا چرکین کا عمل ہو گو رجامی سے

۲۴ جان تخلص جانصاحب نام لکھنوی طبیعت انکی طرف فکر ریختی مالوف دیوان ریختی مضامین زنانہ کے تزئین مین معروف انکو کچھ زنانی گفتگو پسند ہے جنکو ایسی باتون سے نفرت ہے اون نیک مردونکا دم بند ہے کلام زنانہ گفتار زندانہ

اگر دوزخ نہوتا قدر کرتا کون جنت کی ۔۔۔ ہے رتبہ سوم کی خست سے حاتم کی سخاوت کا

۲۵ جوش تخلص شیخ نیاز احمد نام تعلیم یافتہ شیخ ابراہیم ذوق شاعر طبع کو مضمون شعر سے اسطرح شوق

غش آئے ہر کیا سنتے ہی فکر اوسکے جفا کا ۔۔۔ در پردہ مزا چکھتے ہین ہم روز فنا کا

۲۶ جان تخلص جان صاحبہ فیض آبادی صحبت ذائقہ یاران ذی علم رہا شعر گوئی کی طرف انکو یون حلم رہا نازنین سخن عشاقان جان باختہ کو دریچہ کاغذ مین اشارہ بتاتا ہے دل طالبان انکے ناز و غمزے کی گرمی سے پگھلا جاتا ہے

جان و دل بیچتے ہین ہم اپنا + ۔۔۔ ایک بوسہ کو لیلو سستا ہے +

حرف الحاء

۲۷ حقیر تخلص شیخ نبی بخش نام انکے خاندان عالیشان کا ذکر انکے والد ماجد کے حال مین بیان ہو چکا انکے خصائص جیسے انکے والد کا معاملہ تھا اوسی طرح پر بخوبی نشان ہو چکا عرصہ دراز سے بسرکار انگریزی بعہدۂ سرشتہ داری فوجداری ضلع علیگڈہ تشریف رکھتے ہین ہم اور یہ آپس مین آبا و اجداد سے ایک عرصہ دراز سے ملاقات و انس کی توصیف رکھتے ہین شعر گوئی مین تلمیذ پذیر میر گلزار علی اسیر یہہ کلام حقیر با توقیر

سایۂ قصر ترا یاد آیا + + ۔۔۔ پھر ہمین ظل ہما یاد آیا + +
ید بیضا کا جو ندکور ہوا + + ۔۔۔ اونکا نقش کف پا یاد آیا + +

آج پھر اوس بت کافر نے حقیر	وہ ادا کی کہ خدا یاد آیا ++
عین نور نظر گبر و مسلمان ہو تم +	چشم بد دور ہتو قدرت یزدان ہو تم
مجھ مین اور قیس مین ہے فرق حقیر	وہ مقید ہے اور مین وارستہ

حسرت تخلص لالہ ذوقی رام نام دہلی انکی جاے مولد فرخ اباد مین قیام سامعین کو انکے نغز گفتاری پر حسرت ناظرین کو شیرینی خط سے حیرت

ہر رنگ آبلہ ایواے یہہ کیا زندگانی ہے	کہ جسکے پانون پڑتا ہون وسیکو سر گرانی ہے

حسن تخلص میر غلام حسن نام خلف میر غلام حسین ضاحک مولد دہلی اصل ہرات سجدہ گاہ شعرائے ہجو ہاے نادرہ انکے والد کی نسبت لکھین اونکی کیا بات ایام شباب مین سمت طلوع آفتاب یعنی فیض آباد کے جمہور طنازیان نواب سردار جنگ پسر نواب سالار جنگ ملازم اور فخر شاگردی نسبت میر ضیاء الدین ضیا کی انکے مزاج نازک خیال خوش مقال پہ قائم تا در طبع عدیم المثال بدیع فکر ندرت کمال انداز تحریر مثنوی بطرز شایستہ طرز تقریر بنوع بایستہ مثنوی سحر البیان مشہور بہ بدر منیر اس متانت و فتانت سے لکھی کہ جسکے ہر ایک شعر کی صفت باہر تقریر سے اوسکی ہر بیت کا وصف و حسن معانی لطافت و شوخی خارج تحریر سے صاحب گلشن بیخار کی انکی نسبت کیا شوخی کی عبارت ہی جس سے ممدوح کی توقیر و بزرگی اور ہجو ملیح کی اشارت ہے بخدمت انصاف فرمایان عصر کہ سخن عرض ہے اور اسکی منصفی حاکمان سخن پر محکمہ مشاعرے مین فرض ہے لہذا بعض فقرات محررہ انکے درج گلستان سخن ان کے منصفان سخن کے روبرو بیان کیے منصفی کیجیے داد دیجیے حقیر سچ عرض کرتا ہے یا غلط ہنگام تحقیق جسکا قصور ثابت ہو تو بموجب حکم شرع شاعری وہی مستوجب سزا ہو جو عدول حکمی کرے تو حکامان اقالیم سخن کے موافق امر ناقص بدلا ہو کہ جان وقت طرفداری نفرما کر حق الله فیصلہ کرین جیسی جسکی کیفیت اظہار ہو معاملہ کرین یہہ اونکی عبارت ہے جسکی بندے کو شکایت ہے ہر اصناف سخن فی الجملہ قدرتے

داشتہ لاسیما مثنوی اینکو میگفت مثنوی سحر البیان کہ مشہور بہ بدر منیر است شہرت تمام وارد و قطع نظر از پالغزی ہاے شاعری بمحاورۂ عوام بد نگفتہ بلکہ داد بلاغت وادہ الخ لفظ پالغزیہاے شاعری کو غور کیجیے خیال انکے بد طور تبجیے حرف فی الجملہ کو ملاحظہ فرمائیے داد معرکہ کی دلائیے و بمحاورۂ عوام بد نگفتہ مطلب یہ کہ خاص لوگونکو یہہ طرز خاطر پسند نہین کچہ انکے دلبند نہین عیب لگانا ہر شخص کو انکی عادت ہے نزدیک رہنے والے ہون یا دور سکے یہی نیت ہی حسن شاہد سخن حسن ابو جہ احسن یون جلوہ گر ہوا جسکی لطافت و متانت پر حاسد کا ٹکڑے جگر ہوا

اظہار خموشی مین ہی سو طرحکی فریاد
ظاہر کا یہہ پردہ ہے کہ مین کچہہ نہین کہتا

مین حشر مین کیا رہ وہان کہ اوٹہ جائے تیرے
برپا ہوئی ایک مجھہ پہ قیامت تو یہین اور

دامن صحراسے اوٹھنے کو حسن کا جی نہین
پانون پھیلائے دیوانے نے بیابان دیکھکر

دروازہ گو کھلا ہے اجابت کا پر حسن
ہم کس کس آرزو کو خدا سے طلب کرین

تیرے ہمنام کو جب کوئی پکارے ہے کہین
جی وہ ٹرک جاتا ہے یہ اکہ کہین تو ہی نہو

شب وصل صنم سے آج ایہمدم کسی ڈوبے
گریبان سحر کو ٹانک دیجو دامن شب سے

حسرت تخلص لا اعلم عظیم آبادی شاگرد مرزا جان جانان مظہر شوخی و ذہانت و طبّاعی انکے کلام سے اظہر

فرہاد سے ہمسری کرے کون
یہ کس کا پتھر اہے یون مرے کون

حسرت تخلص جعفر علی نام لکھنوی پیشہ آبائی عطاری جب شدہ شدہ ایکو وقت مین انکی آئی باری عرصہ قریب تک عطاری کی بعدہ یہہ بردباری کی ہمنشینی امرا شروع کرکے اونپر بھی ورگذر کر دنیا کو چھوڑا اور اہل دنیا سے اپنا صاف منہ موڑا گرم و سرد زمانہ اور سفید و سیاہ روزگار سے علحدہ و بالعلم کی گنبد مین بیٹھے فرزانگی یہہ کی کہ درستی سخن سب سنگہ دیوانہ سے سیکھی

آشیان چھوڑ چلے اے چمن آرا ہمتو
تو ہی بیجا ہیو سر پہ گلستان اوٹھا

ہے غبار آلودہ یان تک اشک اس غمناک کا	دست مژگان مین سدا رہتا ہے سبحہ خاک کا
ساقی مے دے کہ اہل مجلس ++	پانی پانی پکارتے ہین ++++
نازک دلون کے زخم کو مرہم کبھو نہو	پیراہن حباب پھٹے تو رفو نہو +

حجام تخلص عنایت اللہ نام سہارن پوری از تلامذۂ مسجود الشعرا حصول بیعت مولانا و مرشدنا جناب حضرت مولوی محمد فخر الدین محب نبی رحمت اللہ علیہ سے کیا موتراش فکر بمقراض زبان سے ریش سخن کو اصلاح دیتا ہے شانۂ ذہن مین زلف مضمون کو اس پیچ مین لیتا ہے

خط آنے سے بھی اپنی رسائی نہین ہان	حجام کسطرح جسے بلین کیا ہنر کرین +
یہہ جی مین تمنا ہے کہ اون انکھو نسے پوچھون	نبچتے نہین کسو اسطے بیمار تمہارے

حسین تخلص نواب غلام حسین خان نام از زمرۂ افغان و رئیسان شاہجہان پور علم مجلسی معقول میدان کربلا کے کاغذ مین یون جھلکی انکی زبان کی ساطور

تشنۂ آب دم خنجر ہے بسمل اور بھی	دست نازک کو ذرا تکلیف قاتل اور بھی

حنیف تخلص میر چراغ علی نام چراغ طبع میر شیر علی افسوس جیسے روشن ضمیر سے انکی طبع منیر مصباح فکر بزم شعرا کے لیے فانوس خیال مین مثال شمع پر تنویر لکھنؤ کے رہنے والے ہین جنکی شمع فکر کی یہہ اوجالی ہین فتیلہ فکر سخن چراغ کاغذ مین مانند سراجاً منیرا منور تجلی شمع وادی ایمن سے روشن تر

ہے اپنے تو نزدیک وفا خوب ولیکن	ہے لطف جو تیری بھی طبیعت ادہر آئے

حاتم تخلص شیخ ظہور الدین نام از نو فکران کہن جوانی مین سیکھا سپہ گری کا فن پھر دست ہوس کھینچکر پاے توکل دراز کیا دہلی مین فقیرانہ اپنا انداز کیا صاحبان فکر سے بہتون نے فائدہ حاصل کیا مسجود شعرا نے اپنے کو انکی طرف مائل کیا حاتم طبع یمن کاغذ مین اسطرح سخاوت کو طے کرتا ہے فیاض فکر شہر بیان مین السخی حبیب اللہ ولو کان فاسقا کا ذکر مضمون دور ہی کرتا ہے

نوازتا ہمیشہ دشمن ہے بغل مین دل نہین	دور رہو پہلو سے صحبت کم ہی قابل نہین

مفلسی اور دماغ اے حاتم + ‏ / کیا قیامت کرے جو دولت ہو +
بدیری مین آج یار مرے ہمکنار ہے / ساقی شتاب آ کہ خزان مین بہار ہے
بیخود اس دور مین ہین سب حاتم / اندنو کیا شراب سستی ہے +

حشمت تخلص میر محتشم علی نام اصل انکی شہر بدخشان پیدایش جہان آباد زبان فارسی مین نکتہ دان نگینہ نکلہ ثل ایفا معشوق سے شوخ تر یاقوت سخن عقیق شفق سے بہایت احمر میر محمد افضل ثابت اور عبد الرضا متین سے ہمر دایت مرد شریف چالاک نظر باز وحریف سخن کو انسے یون جاہ و حشمت معنی کو اسطرح مرتبہ و شوکت

گور کے سوتے دیوانون کو جگاتی ہی بہار / شور ہے غل ہے قیامت مست آتی ہے بہار

حیدر تخلص میر حیدر علی نام اصل لاہور ساکن پشاور نور چشمان حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا طور جذبہ طبع پیش بیان حال درویش

لے سنگ وخشت مجھپر ہر خاص و عام نکلا / بارے جنون کی دولت اپنا یہ نام نکلا

حافظ تخلص محمد اشرف نام علم موسیقی مین مہارت کامل صاحب گلشن بیخار کو انسے بھی خصومت حاصل یہہ اونکی ظرافت ہے عجب طرحکی فتانت ہے بعضے دہلی والے صاحبونکو حقیر لکھا کسیکو قابل تحریر لکھا تاکہ کوئی یہہ نجانے کہ اور دن مین سے سرگوشیان کرتے ہین لیکن نکتہ رس تو ایماد کنایہ پہ دھیان دہرتے ہین حافظ صاحب کی نسبت یہہ عبارت تحریر کی افسوس کہ حافظ کی بھی تحقیر کی اور فن موسیقی خود را یگانہ می داند شاعرے ممتاز از ایشان درمیان نیست لاجرم این بیت ثبت گشت الخ ماشاءاللہ کیون نہ آپ برا ذکر کرتے کسطرح عیب جوئی پر دھیان نہ دہرتے یہہ تو شاعر یا حافظ پر قدیح کا خدا حافظ بندے کی یہہ دھن ہے اونکا وہ سخن ہے کیا کلام ہے جس سے حاسد کا دل سی پارہ دل کیا بلکہ جگر سی پارہ

ابر مین مہی کیطرح زلفکے پردے مین آہ / تونے گو منہ کو چھپایا مجھے معلوم نتھا

حیدر تخلص حسام الدین نام استحکام کلام ظاہر چہ صاحب گلشن بیخار باوصف متانت تحریر تعریف سے قاصر

ملک خصال پریوش فرشتہ خو کہتا | مجال تھی کہ سگ یار کو میں تو کہتا

حشمت تخلص میر محمد علی نام شاعر قدیم تتابع نکر سالی بظاہر و باطن فی الحقیقت سلیم

خط نے تیرے حسن سب گنوایا + | یہہ سبزہ قدم کہان سے آیا +

حالی تخلص میر محب علی نام مرشد آبادی اور کیفیت حالی سے اطلاع کیا دی

عوض مین بوسہ کے دی ہی گالی سوال دیگر جواب دیگر | یہ طرز تو تو نے نکالے سوال دیگر جواب دیگر

حبیب تخلص ملا اعلم مراد آباد وطن دوست کے دوست دشمن کے دشمن

خانہ ویرانی مری گرچہ کی اس نے حبیب | پر خدا حشر تک آباد رکھے خانہ دل

حضور تخلص لالہ بالمکند نام زانو ادب کا آگے خضر شعرا کے تہ کیا قوم سے کھتری کام و زبان مین چاشنی قند عربی رکھتے تھے شاعر ہین اونکی طبیعت کو بہر حال برتری

یہ جو چشم پر آب ہین دونو + | ایک خانہ خراب ہین دونو +
جفا کو تم وفا سمجھے ستمگر ہم کرم سمجھے | ادھر کچھ دل مین تم سمجھے ادھر کچھ دل مین ہم سمجھے

حیران تخلص میر حیدر علی نام پیدایش دہلی شاگرد میر سنگہ دیوانہ جنگلی ہوش کا گوش ہوش عالم مین مشہور افسانہ دیار طلوع شمس مین اکثر فروغ اندوز صاحب گلشن بیخار انکی نسبت گفتہ گویند غرور شاعری دماغش را مختل کردہ بود الخ اس عبارت سے کیا حاصل جو یون ہوئے ناقل اضلاع بہار مین کسی جگہہ جان فروش ہوئے اور قاتل کے خود بھی قاتل ہو کر ہمدوش ہوئے

گذر کرتا ہے بھولے سے ہماری خاک پر گر وہ | اگر ہوا سے دو دو پہر دامن جھٹکتا ہی

حیرت تخلص پنڈت اجودھیا پرشاد نام لکھنؤ مسکن کشمیری نژاد علم شاعری مین قلندر بخش جرات جیسے مشہور زمانہ انکے اوستاد جامع مثنوی نامے کثیر بعلم موسیقی دلپذیر تیر اندازی مین قدرت قوی خوش گلوئی مین رشک حنجرۂ داودی

دہلی مین بعمر سی و پنجسال آئینہ ہستی سنگ قضا نے چور کیا طے مرحلہ دہلی تا مقدور
کیا حیرت کے اوستاد جرات کے شاگرد حیرت

بہ شکل نقش پا اوسکی گلی سے اوٹھ نہین سکتا	ہوا ممنون احسان خوب اپنی ناتوانی کا

حزین تخلص لا اعلم طبع اندوہگین اردو مین یون بیتین کہین

ویران ہوا خزان سے چمن یان تلک کہ ہم	چاہین کہ جل مرین تو کہین خار و خس نہین

حفیظ تخلص محمد حفیظ نام ساکن دہلی لوح مشق سخن کے مصلح حکیم قدرت قاسم
قطع نظر شاعری مرثیہ گوئی کے بھی ناظم

رہو ہو غیروں کے شکوہ کیا کرون مین آپکا	ہو رہینگی پھر کبھی باتین ہمارے آپ کی

حکیم تخلص محمد اشرف نام بعلاج امراض مہلک مسیح زبان نسخہ کتاب طبع شفا بخش
مریضان سخن مطب گاہ کاغذ مین عیان

کیون کیا مین ہر رنگ زخم ناسور	ہنسا ایک بار تو سو بار رو دیا

حقیقت تخلص میر شاہ حسین نام حقیقت حال یہ کہ قلندر بخش جرات اسکے
اوستاد سخن اصل بلخ مولد بریلی لکھنو نشاد مسکن کلمہ کلام یون زبان پہ آیا
جو صحیفہ مین درج کیا گیا

دلا اب دونوں کاٹینگے اوقات آہ و زاری مین	ہوئے بیمار بس ہم بھی تری بیمارداری مین

حیرت تخلص غلام فخرالدین نام صاحب فن انکے بیان سے صورت مجلس حیران
ہے اہل انجمن

ہم اوس بزم سے یون پر ارمان نکلے	جوانی مین جسطرح سے جان نکلے

حلیم تخلص محمد پناہ خان نام خلف سید شریف خان فخر شاگرد دتی خضر شعراے
حاصل بعلم موسیقی اور موسیقی مین دخل کامل پہلے تخلص نشاد تھا معلوم نہین
بدلنے مین کیا اسرار تھا بنا بر حسن خلک شریان سخن کا حال امتلاء و خلو سے قرابادین
قرطاس پر بایں حکمت بیان کرتا ہے لقمان طبع نسخہ معتدلہ امراض مختلفہ کی
تشخیص مین ادویہ مفردات سے ترکیب دیکر ایسا نشان کرتا ہے

کہتے ہین حکیم آیا بتخانے سے مسجد مین	ہمکو تو تعجب ہے وہ گبر مسلمان ہو
ہم بھی صنم کے غم مین نہ ایمان سمہ گئے	کتنے ہین بندگان خدا جان سے گئے

حیرت تخلص میر مراد علی نام مرادآبادی تجار طرف کوہستان مینای عمر سنگ سار کلام صاف آئینہ کاغذ مین اس شکل سے منہ دکھاتا ہے سننے والے کی یہہ صورت ہے کہ مارے حیرت کے سکتے کا عالم ہوا جاتا ہے متاع سخن کاغذ کی الماری مین دھری ہے اقمشہ مضامین سے دوکان فکر بھری ہے

کہان ہے شیشہ می محتسب خدا سے تو ڈر	مرے بغلمین جھلکتا ہے آبلہ دل کا

حقیر تخلص میر امام الدین نام متوطن جہان آباد مرد شایستہ نیک نہاد خجستہ بنیاد

ہون ہست و نیست عالم تصویر کیطرح	گویا ہون اور خموش ہون زنجیر کیطرح

حسن تخلص خواجہ حسن نام گداز دل رحیم طبع خجستہ اوضاع شاگرد جعفر علی حسرت علم موسیقی مین رشک نکیسا لکھنؤ مین ایک معشوقہ خراب آباد کنندہ دل عشاق مسماۃ بخشی سے کمال محبت سامعین و ناظرین فرمائینگے کہ یہہ ایسا ہی ذکر لاتا ہے اور تقریر مناظرہ کو تا مقدور بڑھائے جاتا ہے مخدومان بندہ جاے غور ہے انکے نسبت صاحب گلشن بیخار کی عبارت کا یہہ طور ہے بعلت دروغگوئی باعتبار می زیست یہہ تو وہ نقل ٹھری کہ خدا تو جواب دیچکا نگوڑے ہمسائی سے جلتے ہین اونکی تحریر سے معلوم ہوا کہ درویش تھے اور باختیار خود خرقہ عمر سیتے تھے بھلا یہہ بیہودہ شوخیان ہماری وہ آنکھہ کہان کہ ہم جیسے برے اچھونکو دیکھین تحقیر فقیر بے مناسب بر عنوان

خاکساران جہان را بحقارت منگر	تو چہ دانی کہ درین گرد سواری باشد

اگر اس راست گوئی پر کوئی صاحب کج مزاج ہون تو مرضی الله کی بندے کے نزدیک تو قدر و منزلت یکسان ہے گدا و شاہ کی ایسا فرمایا بدگو کو جلایا

امنڈ کے آنکھون سے اکبار بہہ چلے آنسو	ہنسی ہنسی مین جو ذکر وداع یار ہوا
یہ طفل اشک کی میرے عجب پڑی ہے خو	کہ ایک بات سنی اور گلے کا ہار ہوا

قمار محبت مین بازی سدا + وہ جیتا کیا اور مین ہارا کیا +
کیا قتل اور جان بخشی [illegible] کی + حسن اوسنے احسان دو بارا کیا

حسن تخلص مولوی ابو الحسن نام میرٹھ انکی سیرگاہ قصبہ کاندہلہ مسکن
کیفیت تحریر نظم سخن سب پر ہمسر ہین

منفعل ہون دست و پا بھی مارنے سے [illegible] کیون مین تڑپا جو ترے دامن پہ چھینٹا پڑگیا

حسن تخلص مرزا احسن نام پسر سیف الدولہ عالی مقام جب سخن کا تذکرہ
آیا تو ایسا کلام فرمایا

دلکو دیکر اوس بت کافر کو ہمنے اے حسن جسقدر ناحق یہ کھینچے تھے ندامت کیا کھینچ

حسین تخلص سید غلام حسین نام اور کیفیت سے بندہ نا کام ایسا فرمایا جو
لکھنے بین آیا صفحہ کاغذ میدان کربلا نیزہ فکر یون چمکا

تھا عش سے بڑہ کر جو دماغ اپنا وہی ہی یون چرخ نے گو کر دیا مجمرہ کسی کا

حسن تخلص حسن علیخان نام کشمیر اونکا مقام حسن کلام تو دیکھو نہ اس
آغاز کا انجام تو دیکھو

آنکھو نمین مرے قطرۂ خوناب نہ ٹہرا کشتہ بھی ہوا تو بھی یہ سیماب نہ ٹہرا

حکیم تخلص نہال الدین نام علم طب اونکا پیشہ اور کام اونکی فکر کے مفردات
جسکے یہہ کل کائنات

مرے پہ بھی نگئی میرے گھر کی تاریکی رہا خموش چراغ مزار ساری رات

حیا تخلص مرزا رحیم الدین نام صاحب عالم سن بارہ سو پینسٹھ ہجری مین
جدہ ہلی کا تشریف لانا مقدم محفل مشاعرہ منشی ابو الحسن صاحب تشریف لاتے
سامعین کو کلمات متبرکہ سے شرف اندوز فرماتے صاحب گلشن بیخار اسکے
حال سے بیزار انکی فکر کا ذکر نہین کیا یہہ قابل ذکر و فکر نہین تنہا یدبیان موجب
شرم ہے اسی سبب ک نظم ہے

کوئی بشر مجھے ایسا نظر نہین آتا + کہ تیرے کوچہ سے تھامے جگر نہین آتا

نہیں ہیں قابل لطف و کرم تو اے ظالم — ستم بھی مجھ پہ نہ کر رحم گر نہیں آتا
جمال یار نہ دیکھا تھا جب تک آتا تھا — اور اب تو حشر تلک نامہ بر نہیں آتا
مریض درد محبت کا دل نہ توڑ اپنے — نہیں تو منہ سے نکل تو اگر نہیں آتا
ہوا ہوں بیخودی عشق سے یہاں تک محو — کہ یار سامنے ہے اور نظر نہیں آتا
ہوا ہے یہ غم ہجر بتان سے حال حیا — کہ اپنے سامنے دو دو پہر نہیں آتا +

نشان ہے دل میں اپنے ناوک مژگان جانان کا — مداوا ہو سکے کیا چارہ گر سے زخم پنہان کا
نہ پوچھو مدعا ہوگا شب تاریک ہجران کا — دم شمشیر تھا گردن پہ ہر دم خم گریبان کا
شگاف سینہ کا سینا بھی ہے اشکال اے ناصح — نہیں یہ چاک دامن کا ادھر ادھڑا ادھر ٹانکا
کبھی شگفتہ ہوتا ہے کبھی پژمردہ ہوتا ہے — الہی یہ کوئی دل ہے کہ غنچہ ہے گلستان کا

جگر دو پارہ ہے چاک سینہ ہے چشم پر گوشہ آستین کا — برا ہو یارب بنایا جن دکھ ہے یہ عالم دل حزین کا
زبان آگے گویا نون ہرگز گلے سے او نا کسی حزین کا — اثر ہے صحرائے کربلا کا جو نکلے کوچہ کے سبزہ زمین کا
جگر ہے دو ٹکڑے ہوں گر ایک نالہ تو دو نو عالم ہوں زیر و بالا — زمین الٹ ہو وہ آسمان کی اور آسمان ہو طبق زمین کا
درے جنازہ پہ ہو نمایان نہ کسی کیونکہ ہو گئیں کشتہ — نگاہ پر سحر و فتنہ انگیز و غمزہ آمیز و شرمگین کا
ہزار جا سے جگر سلایا اور اسپہ چاک میں خدایا — تین دل کے جینے سے باز آیا کہیں یہ پیوند ہے یہیں کا

یہ ناتوان دل بیتاب اور یہ صدمہ ہجر — یہ دن پہاڑ سا بار گران یہ بھاری رات
برا ہو ہجر جان کا ادھر ہوا اوسے رنج — ادھر ہوئی مجھے قاتل سے شرم ساری رات
نشان گور مٹانے کو آن کے اغیار — مرے مزار پہ کرتے ہیں اشکباری رات
یہ ناتوان ہوں کہ آیا نظر نہ موت کو میں — قضا پھری مرے بستر کے گرد ساری رات
جگر کو تھام کے دلکو دیا جو صبر تو کیا — تڑپ تڑپ کے گذاری تو کیا گذاری رات
پس وصال میسر مجھے وصال ہوا — مرے جنازے پہ بیٹھے رہے وہ ساری رات

حزین تخلص میر بہادر علی نام ادب یافتہ نواب زین العابدین انکے شاعر ناکا
نالہ حزین جنان میں

کر دیا شوق نے خوبان جوان کو اوسکے — آشفتہ دل سوختہ جان خستہ جگر اپنا سا

حشمت تخلص مرزا فخر الدین نام انکے شاہ سخن کا باین شوکت احتشام

تیرے بیمار ہجران کا ترے بن ۔۔۔ یہہ عالم ہے کہ عالم نوحہ گر ہے

حرف الخاء

خالق تخلص عبد الخالق نام جد دہلی مین مرزا سلیمان شکوہ بہادر مرحوم کی سرکار کے ملازم جوان جسیم چیچک رو اکثر بمحفل مشاعرات مہاراجہ صاحب تشریف لانا قایم ہنگام گفتگو زبان مین لکنت وقت بیان کلام مین متانت

مین نے رنگین نکیا اوسکا ترپ کر دامن ۔۔۔ سر جلاد پہ احسان نہوا تھا سو ہوا

خالق تخلص خالق بخش نام پنجابی الاصل ہمشیرہ زادہ شیخ نبی بخش حقیر مولد و منشا جد دہلی کرہ ابریشم محلہ تاجگنج مین سکونت پذیر جوان نوعمر خوش خلق لباصی الصفات کامل شعر و شاعری پر انکا دل اوستاد کیطرف سے بندے کے پسرد ترکیب سخن مین ہین اور وہ بزرگ و خورد خالق فکر انکا مخلوق مضامین پیدا کرتا ہے خلقت شائق کو عالم عالم جہان چاہے شیدا کرتا ہے

وصلین گر ہو شکر بجیے جانان پیدا ۔۔۔ نخل امید مین ہوئے گل خرمان پیدا
اوڑ گیا دست نگارین سے جو اوس شوخ کے وہ ۔۔۔ طایر رنگ حنا مین بھی ہوئی جان پیدا
زخم کھلتے ہی ہو گیا بیہوش ۔۔۔ تھی خدنگ نگہہ کی بھال شراب
نہین ساغر تو جانے دے ساقی ۔۔۔ مین کرون اوک اور توڑ ہال شراب
کیا کیا نہ ہمی سر وجہکائے ہین فلک نے ۔۔۔ کس کس کو بنایا نہ کمان تیر بنا کر
قریب کسکا بہت دور تم تو ہو صاحب ۔۔۔ کہ میرے پہلو مین ہو خواب مین رقیب کے پاس
فراق یار مین جین نے کہا یہہ نیند سے رات ۔۔۔ غضب ہے تو بھی نہین آتی ناشکیب کے پاس
تو چونک کر وہ یہہ کہنے لگی کہ سن کمبخت ۔۔۔ مین تیرے پاس ہون یا تیرے نصیب کے پاس
سرو قد زلف بنفشہ گل نرگس آنکھین ۔۔۔ تن سمن غنچہ دہن اور گلستان عارض
پھر ہوس آئی بیابان کی خدا خیر کرے ۔۔۔ پھر جنون آگے ہوا دست و گریبان ہمسے
ہمسے اور اوسنے شمع روشن ہے ۔۔۔ نور او انکا شعر رہما ہوا ہے + +

خلیل تخلص سید ابراہیم علی نام خلف سید محمد علی بشیر مرحوم جنکا حال حرف الباء مین بہ تخلص بشیر مرقوم سبزہ آغاز جوان وجیہ ایام عنقریب سے گلچین باغ سخن اور حضرت اوستاد کیطرف سے بطور خالق سپردمن بیرا حقیقی ہمشیرہ زادہ بشوق طبع تحریر غزل پر آمادہ آذر طبع کی بتخانہ کاغذ مین اصنام مضامین اس شکل سے تراشے اور خلیل نکتہ نے بتان مضمون اس صورت سے توڑے

ناتوانی سے ملے زور نقاہت مجھکو
بال بھر بھی سے نہین ہلنے کی طاقت مجھکو

تیرہ بختی کی شب آئی ہے بس اندھیر ہوا
زلف کے پیچ مین لائی مری شامت مجھکو

مرے دلکے مکانکا ہے مکین محبوب نیر دلکا
یہ کاشانہ ہے منزل گاہ نور شمع ایمان کا

ہے جو ابرو کا تصور مجھے مضطر مین ہون
یہہ تڑپتا ہون کہ گویا تہ خنجر مین ہون

منتشر رہتا ہے مجموعۂ خاطر اپنا
ہر ورق جسکا پریشان ہو وہ دفتر مین ہون

خدا کریم ہے کچھہ معصیت کا خوف نہین
کرم کے آگے نہ پرسش گناہ کی ہوگی

آئے تھی روتے ہوئے جاتی ہین رلواتی ہوئے
یان تو رونا ہی رہا آغاز کیا انجام کیا

صنم بے نقاب اپنا مکھڑا دیکھا دے
تجلی کا موسی کو نقشا دیکھا دے

ہیر ارشک یوسف مرے ہاتھہ آئے
مقدر جو خواب زلیخا دیکھا دے

یہان تاب امروز فردا نہین ہے +
مجھے تو ابھی اپنا جلوا دیکھا دے

یہ آنکھین ہین طالب ترے دیکھنے کی
انہین جلوۂ روے زیبا دیکھا دے

کرین کیون نہ سیراب پانوکے چھالے
جو سوکھی زبان خار صحرا دیکھا دے

رہیگا نہ یون رنج فرقت ہمین
کبھی تو طبیعت سنبھل جاے گی

کبھی تو یہ عاشق مزاجی کی خو + +
بدلتے بدلتے بدل جاے گی

رہیگا نہ بیتاب سینہ مین دل +
تڑپ اسکی اکدن نکل جاے گی

ہمارے صنم کے مقابل خلیل
خدائی بتون کی نکل جاے گی

خندان تخلص لاعلم حال انکا کیا کیجیے رقم شاہد مضمون چندان خندان کہ چشم عاشق مضطر جب سے گریان

گردش چشم پر ترے جبکہ نگاہ کیجیے ‌ ‌ ‌ خانہ دل کو اپنے ہاتھہ آپ تباہ کیجیے

خیال تخلص غلام حسن خان نام برکت اللہ خان برکت فارسی گو سے جو انکے چچا تھے مشورہ سخن حاصل صاحب گلشن بیخار ہر ایک کے برا کہنے کو مستعد رہتے ہین چنانچہ یہہ تحریر اونکی انکے قابل کہ دو دیوان دارد قریب صد ہزار بیت و انچہ ما ازوی گزیدہ ایم اینست آفرین ہے کیا خوش پسند ہین آپ ہمہ تن خرد مند ہین آپ کہ لاکھہ بیت مین سے چھہ شعر پسند آئے جنکو وہ زبان پر لائے آہ انکے نسبت اونہین بڑا خیال آیا جس سے سامعین کے دل کو ملال آیا

جھلک ایسی کوئی دکھلا گیا مہ پارہ غربی مین ‌ ‌ ‌ کہ جون چلمن مشبک رہ گیا نظارہ غربی مین

پھرائے سر سے ہوا خانہ مجنون آباد ‌ ‌ ‌ پانون جب ہمنے دھرا آنکے ویرانے مین

حاضر ہین ہم تو آہ شمشیر کین نکالو + ‌ ‌ ‌ جو دلکی آرزو ہے اوسکو کہین نکالو +

جرعہ افشان ہو ہمارے خاک پر غافل کبھی ‌ ‌ ‌ ہم بھی ائے ساقی تری مجلس کی ہیخوارون مین تھے

مژگانکی یہ کاوش نہین ناوک فگنی ہے ‌ ‌ ‌ ابرو کی اشارت نہین شمشیر زنی ہے

ہے تیر اشگفتگی پہ جو آیا ہے دل خیال ‌ ‌ ‌ اے غنچۂ فسردہ تجھے بھی ہوا لگی +

خاکی تخلص حیدر بیگ نام معدن مولد دہلی اصل بدخشان کان دکن مین انکا لعل جان پنہان جوہری طبع انکا مرصع رقم جسکے رشک سے رنگ رخ حاسد پارہ نیلم

ہم عشق بھی سیکھین اگر اوستاد کوئی ہو ‌ ‌ ‌ دل تو ہی بتادے تجھے گر یاد کوئی ہو

خادم تخلص لاعلم کہلی خادم مزاج مخدومان محفل مشاعرہ کی خدمت مین اس ادب سے مصروف ہوا جسکے انکا کلام کا شہرہ رفتہ رفتہ یہان تک مشہور و معروف ہوا

اسکے ہاتھون ایک جہان ویران ہے ‌ ‌ ‌ چشم بھی میری کوئی طوفان ہے

خلق تخلص میر احسن نام نور چشم میر حسن مصنف مثنوی بدر منیر تعلیم پدر والد خود بوجہ احسن

دل لگاتے تو لگا یا یہ نتھا کچھہ معلوم ‌ ‌ ‌ جی یہ کیا گذرے گی اور جان پہ کیا ہووے گا

خلیق تخلص میر مستحسن نام چھوٹے بھائی میر احسن کے فن شاعری مین

برادر کلان سے ادب پایا غلام ہمدانی مصحفی نے اپنے تذکرے مین شاگرد اپنا بتایا خلیق یہہ ایسے جنکے مداح ہمہ جیسے

اشک جو چشم خون فشان سے گرا ۔ تھا ستارہ کہ آسمان سے گرا
غفلت مین فرق اپنے ایکدم کبھو نہ آیا ۔ ہم آپ مین نہ آئے جب تلک کہ تو نہ آیا
کسکے خرام ناز کا پامال ہون خلیق ۔ لگتی ہی چوٹ دلکو مری ہر قدم کی ساتھ

خادم تخلص خادم علیخان نام ساکن فرخ آباد نواب ناصر جنگ بنگش کے یہہ اوستاد انکے نمک بندی کا شور حلاوت فارسی مین یہہ زور

مجھکو کہتے ہو کہ چل باہر ہو ۔ آپ کے کہنے سے کب باہر ہون

خان تخلص اشرف خان نام لکھنو مامن دہلی سکونت کا مقام جب سفر سے وطن کو آتے محفل مشاعرہ ترتیب دیجاتی غلام ہمدانی مصحفی سے اصلاح سخن وضع خوش اچھا چال چلن

ایجان غم فراق مین تم زہر کھاؤ ۔ اسکے سوا نہین کوئی تدبیر دوسری

خستہ تخلص غلام قطب نام حضرت سلطان المشایخ نور مرقدہ کے خادم اولاد حضرت سید محمد کرمانی قدس سرہ سے سلسلہ باہم شاگرد بھورےخان آشفتہ سخن انکا شستہ ورفتہ خستہ خاطرون کا دل شاد کرتے ہین ہم اونکو اسطرح یاد کرتے ہین

جلوہ اوس مہ نے جو ناگاہ لب بام کیا ۔ روز خورشید درخشان کو وہین شام کیا

خرد تخلص نواب فخرالدین خان دست زمانہ سے خط کافی اور عیش وافی پایا آگے ہمت بلند انکے طلا مثل خاک زر دلپسند ہاتھہ آیا خرد دقیقہ سنج شایستہ فکر سخن نادر ربالیستہ مدت سے تیغ زبان بہ نیام کام ہے شاہد مضمون وصل سے ناکام ہے فکر سخن مین کمال ذہی شعور عقل کلک دو زبان مشہور کلام وہ دقیقہ رس ہے جسکی ہر کسی کو ہوس ہے

لبو پہ جان ہے جلدی پہونچ کہین ظالم ۔ یہ آرزو ہے کہ دم تیرے روبرو نکلے

خان تخلص محمدی خان نام ذکی دہلی مین گذر اوقات شیرین اوستادان حضرت کے سعادت یارخان رنگین

یاد جسوقت تیری آتی ہے ++
مجکو ہچکی وہین لگ جاتی ہے ++

خاکسار تخلص محمد یار نام دہلوی ساکن قدم شریف صاحب باطن روشن ضمیر طبع لطیف

ترے باغبان کا یہ دیکھا سلیقہ
کہ نرگس کو بویا نہ بوئین یہ آنکھین +

خادم تخلص لااعلم پانی پتی سخن انکا خادم یہ مخدوم باقی اور ادراک کیفیت سے بندہ محروم

رات بھر ماتم پروانہ مین روتی ہے شمع
اشک سے داغ جگر اپنے کو دہوتی ہے شمع

خستہ تخلص محمد عبد اللہ خان نام اصل انکی بزرگونکی کشمیر جائے تولد شاہجہان آباد انکا سخن خستہ خاطرونکے یون دلپذیر

سایہ سان پہونچے تو تھے پانون تلک گر پڑکیا
اوس نے دامن کو بھی پر ہات لگانے نہ دیا

خلق تخلص رائے جادون رائے نام حیدر آبادی خلق آزادگان طبع انکے سے شہر کاغذ مین یون آبادی میان فیض حیدرآبادی انکے اوستاد جنکی انکے ہر شعر پر بچشم توجہ صاد

کنج قفس مین کب مجھے اے عندلیب زار
بادِ بہار صدمہ صرصر سے نہ غرض
غم مین شیرین کے کٹورہ شیر کا
ہے بعینہ کھوپری فرہاد کی +

خوشنود تخلص لااعلم اور معاملات سے عاصی نامحرم انکے کلام سے سامعین خشنود آزردہ خاطر حسود

ہو غریق رحمت پروردگار ++
آج ساقی کا پیالہ ہوگیا ++

حرف الدال

درد تخلص خواجہ محمد میر نام طور الشعرا ولد خواجہ محمد ناصر عندلیب تعداد بزرگی وکرامات خارج ہے دایرہ تحریر سے خامۂ سحر کار جادو نگار کو باوصف جوہر

دو زبانی قدرت تسوید صفت تو کیا بلکہ عاجز ہے تقریر سے اگر ایک وصف ہو
تو بہرحال حال اوسکا ضبط تحریر میتوان بس شرح اخلاق یا محاسن اشفاق
یا توصیف زہد و صلاح تقویٰ اسکا کیا بیان زہد شب عبادت روز اورادِ شام
وظیفہ نیم شبی دلفروز فن شاعری مین شہنشاہ طبع نے کوس لمن الملک بجایا
شاہان ملک سخن نے غاشیۂ ارادت کندہے پر اوٹھایا مطلع اوسکا مطلع خورشید
سے روشن دوچندان ذرہ مضمون چرخ کاغذ پر مانند ستارہ سحری درخشان
نیسان طبع سے گوہر مضمون صدف کاغذ مین پیدا جنکی آب و تاب سے لمعہ نور
ہویدا نہنگان آہو گیر نشانہ تفنگ خامہ سے دریاے خنا مین غرق صیادان حوت
معانی جسکے رشک سے آب خجالت مین تا فرق علی ہذا القیاس ہر علم سے بہرہ مند
ہر فن سے خورشید علم موسیقی مین حنجرۂ داؤدی جسکی آواز سے سامعین کو سدا
خوشنودی دیوان جادو بیان سے اُحقر فیضیاب ہوا حاسد پرکین کا دل آتش
حسرت پر کباب ہوا سبحان اللہ صاحب گلشن بیخار چونکہ ذوفنون ہین تو ہر جگہہ
اقرا پردازی کرتے ہین اپنے تذکرہ مین انکی صفت جو اسقدر کرتے ہین تو ایک
سبب سے ڈرتے ہین اوستاد انکے مومن خفر شعرا کے قرابت دار اور کتاب
بمشورۂ اونھین کے ہوئی ہے تیار کیونکر انکے وصف مین قصور کرتے توصیف
پر دل کسطرح نہ دہرتے اسپر بھی جس غزل مین جو شعر اچھا تھا اوسے چھوڑا
انکی تعریف سے اس پردہ مین منہ موڑا اب عاصی شعر عرض کرتا ہے بیان
اوسکا اپنے اوپر فرض کرتا ہے

سینہ و دل حسرتون سے چھا گیا	بس ہجوم یاس جی گھبرا گیا
گو نالہ نارسا ہو نہو آہ مین اثر	مین نے تو درگذر نکی جو مجھسے ہوسکا
اے درد یہ درد دل سے کھونا معلوم	جون لالہ جگر سے داغ دہونا معلوم
گلزار جہان ہزار پھولین لیکن	اس دل کا مرے شگفتہ ہونا معلوم
جب عشق مین تیرے مرگئے ہم	پھر تو ہی رہا جدہر گئے ہم

تیرے ہی گلی مین راہ نکلی +
کرتا ہون موے پر بھی ردا خلق کی حجت
نے گلکو ہے ثبات نہ ہمکو ہے اعتبار
گلیم بخت سیہ سایہ دار رکھتے ہین +
ہمیشہ فتح نصیبی ہمین نصیب رہے
اگرچہ دختر رز کی ہے محتسب درپے
جہان کے باغ مین کچھ دل سوا نہ پھل پایا
ہمارے پاس ہے کیا جو فدا کرین تم پر
ہر طرح زمانیکے ہاتھون ہون ستمدیدہ
خدا جانے کیا ہوگا انجام اسکا
نظر میرے دلکی پڑی درد کس پر
روندے ہے نقش پا کیطرح خلق یہان مجھے
اے گل تو رخت باندہ اوٹھا دنین آشیان
ارض و سما کہان تری وسعت کو پا سکے
تیرے لئے دردی کسی سے نہ بنے
یہ خانہ خراب رفتہ رفتہ آخر
اے درد بہت کیا پر یکھا ہمنے
بینائی نتھی تو دیکھتے تھے سب کچھ
عشق اور حسن دونون ہین مید انین سے ڈ
دہڑکے ہے دل کہ دیکھیے دونو نین کیا بنے
درد اپنے حال سے تجھے آگاہ کیا کرے
درد جون نقش قدم تھا سر رہ مین آ د سکے

بھولے بھٹکے جدہر گئے ہم
بے حس ہون یہ ناخن کیطرح عقدہ کشا ہون
کس بات پر چمن ہوس رنگ و بو کرین
یہی ابساط مین ہم خاکسار رکھتے ہین
جو کچھ کہ آوے ہے دلمین سو بار رکھتے ہین
جو ہو سو ہو وے غرض ابتو یار رکھتے ہین
فقط یہی ثمر داغ ابر رکھتے ہین
مگر یہ زندگئے مستعار رکھتے ہین +
گر دل ہون تو آزردہ خاطر ہون تو رنجیدہ
مین بے صبر اتنا ہون وہ تند خو ہے
جدہر دیکھتا ہون وہی روبرو ہے
اے عمر رفتہ چھوڑ گئی تو کہان مجھے
گلچین تجھے نہ دیکھ سکے باغبان مجھے
میرا ہی دل ہے یہ کہ جہان تو سما سکے
بہتیرون نے چاہا پر سبھی سے نہ بنے
ایسا بگڑا کہ اپنے جی سے نہ بنے
دیکھا تو عجب جہان کا لیکھا ہمنے
جب آنکھ کھلی تو کچھ نہ دیکھا ہمنے +
ہر ایک اپنے کام مین مرد نبرد ہے
ہم اہل دل ہین ہمکو تو دونون کا درد ہے
جو سانس بھی نہ لے سکے وہ آہ کیا کرے
مٹ گیا اپر ون ہین ذ پانون کے دہر دہرتے

درویش تخلص میر شاہ علی نام آبا انکے صوفی علوم تبت اور میتنا ی روزگار

کاسہ گدائی سخن نغمہ خوان نعمت میر نظام الدین ممنون سے تیار دریوزہ گر طبع انکا دروازہ کاغذ پر سایل ہوا نعمت سخن کیطرف اس سوال سے مائل ہوا

اس مملکت عشق مین سلطان سمجھکر	درویش کو مجنون بھی لکھا کرتا تھا غنی

داغ تخلص میر محمدی نام خلف رشید میر سوز جوان خوبصورت زیبا منظر بادب معشوقی بعاشقی دلسوز بمناسبت معشوق زیبا منظر بحسن وخلق وصورت سراپا بعمر بست سالہ پروانہ شمع رو ہوکر شبہاے دراز دل برشتۂ الفت بصد سوز برشتہ چونکہ خمیر مایۂ الفت ہے سوز غم جدائی سے برشتہ وسوختہ آخر شست بلاے غم فراق واضطرابی سے نے شکار کیا عنان صبر کف اختیار سے گئی اور شوق نے بیقرار کیا قریب تھا کہ ساغر عمر لبریز بادۂ فنا ہو ایک دوست یکدل نے جانا کہ خدا جانے کیا ہو اوس حور شمائل کو بصد حیلہ و تدبیر شوق وصل دیا ہنوز وقت آنے کا نہ آیا تھا کہ محبت نے اوس کے دل مین دخل دیا واسطے تشفی وحشے وسودائی اپنے کے عہد آنے کا کیا اور وعدۂ وصل لبشوق اتم عنقریب دیا چونکہ عاشق مضطر پر دار یک لمحہ کار عمر خضر کرتا ہے طاقت انتظار کہان جال مین پانی کو اور دل عاشق مین صبر کو قرار کہان بتوقع اسکے کہ اس حادثۂ جانکاہ سے تن زار کو بچا دے اور اس برق خرمن دلسوز سے خس وخار تن کو جلاوے مرغ روح کو قفس تن سے اوڑایا قبر مین درد جدائی لیکر سمایا عاشق بیدل و مضطر کو نہ وہ تاب کہ سنگ تحمل وعدہ سینۂ مشتاق پر لائے نہ وہ طاقت کہ تیر بلاے ضبط شوق سینے سپر سینہ کو بجائے دم واپسین یہ شعر پڑھا اور طائر روح ہوا ہوا ؎ از جان رمقے بود کہ مکتوب تو آمد * دیگر چہ نویسم خبر زود گرفتی * دیکھیے عشق فتنہ پرداز کو نہ کہ جاگیر مایۂ ناز کو اوس شعلۂ شمع حسن کو بھی پروانہ کے مرگ کی خبر دی ؎ آئی سر نعش کشتۂ غم * وہ سرو روان ونخل ماتم * جراح طبع انداد خون کے لیئے نشرایین سخن کو داغ دیتا ہے عاشق جانباز کو اس رنج وغم سے فراغ دیتا ہے

اسی کے پاس ہی دل کیا ہوا ای ہمنشین دیکھو	ایدہر دیکھو اودہر دیکھو یہین دیکھو کہین دیکھو
پکڑنا چور کا مشکل نہین گر کچھ سمجھ ہووے	ہوائی رنگ دیکھو ماہتابی سے جبین دیکھو
اسیکے پاس ہے رہ رہ کی یہہ جو مسکراتا ہی	اسیکی جیب دیکھو ہات دیکھو آستین دیکھو

دلبر تخلص چھوٹی بیگم طرز تحریر محکم نظر باندہون تے اشارے ہین وہ اس کلام کے مارے ہین

دلبر مجھے اسواسطے کہتی ہے یہ سب خلق	ہنا مجکو نہ دلبر ہی سمجھکر کبھی آوے

دانا تخلص میر فضل علی نام عاقل و فہمیدہ مرد دقیقہ شناس نکتہ رس و سنجیدہ تیز طبیعت کی عقل ہی جسکی یہہ نقل ہے

دل نہین ہر ایک کے سودا ہی خریداری کا	یوسف مصر تو ہی ہے مگر اے یار عزیز

دریغ تخلص سید زین العابدین نام اوستاد انکے شاہ نصیر دردمندان جگرسوز کے روبرو بصد دریغ یہہ فقیر

یون وہ بولا دیدۂ تر دیکھکر دو چار کے	ڈوبتے مجکو نظر آتے ہین گھر دو چار کے

دارا تخلص مرزا دارا بخت نام خلف الصدق حضرت ظل سبحانی مرزا ابو ظفر بہادر عالی مقام قیصر بخت قابل تخت شمشیر لہراسپ سخن سر دشمن کی کھلیان پر برق تاب سکندر فکر دارائی مضمون پر ظفر یاب تخت سخن پہ حکومت ہے کلام مین بھی ایک صولت ہے

کیسکی چشم میگون کا تصور ہمکو ہے دارا	قدم اوٹھتا نہین ہی لغزش مستانہ رہتے ہین

داود تخلص لا اعلم آہن سخن کف طبع مین موم معجزۂ شاعری یون مرقوم

چاندنی کی سیر کو کسطرح نکلے وہ صنم	دیکھنے مہ کا تماشا آفتاب آتا نہین

دلخوش تخلص لالہ بہادر سنگہ نام بزرگ انکے عہد محمد شاہی مین نامی شاہد سخن محفل شعرا مین بند بیرادی گرامی انکے کلام سے ہر ایک رنجیدہ دل خوش دل خوش کیا بلکہ جگہ جی جان متصل خوش

ہون ترے ہجر مین جون دیدۂ نرگس حیران	چشم پوشی نکر آ اپنے گنہگار سے مل

دردمند تخلص کریم اللہ خان نام دردمندان سخن کے روبرو انکا یہہ کلام

کنارے سے کنارا اب ملے ہے بحر کا یارو
پلک لگنے کا مضمون دیدۂ پر آب کیا جانے

دل تخلص آزاد خان نام اصل قوم ہنود جب ہوا انپر فضل رب المعبود تو انکے دلکا ایمان طرف اسلام آیا درگاہ رب العالمین مین برائے سجدہ سر جھکایا الحمد اللہ ہادی مطلق یہ تصدق عنایت ہر کافر کے دل سے ظلمت کفر دور کرے چراغ ایمان اونکے دلون مین پر نور کرے اب یہہ انکا دل گروہ کہ دل زندہ اور نفس مردہ شاہد سخن پر دل دیا ہوش و خرد متصل دیا

یہہ تماشا ہے کہ قاصد کو ملے ہے دشنام
خط کا انعام گیا نامہ و پیغام گیا

دل تخلص مولوی شمس الدین نام دہلی کے متوطن انکی متانت فکر پر طبیعت ضامن انکا سخن بدل سنئے بلکہ متصل سنئے

صبح ہو آئی ہے اور رات چلی جاتی ہے
تیرے ابتک بھی وہی بات چلی جاتی ہے

دلسوز تخلص خیراتی خان نام ساکن قصبہ ٹپل جو علیگڈہ کے بعد سخنی مین اول جیپور مین انتقال کیا اسطرح بیان حال کیا سخن انکا دلسوز طرز کلام آتش افروز

جگر فراق کے صدمون سے لالہ زار رہا
یہان خزان مین سدا موسم بہار رہا

سب سہین گے ہم اگر لاکھہ برائی ہوگی
پر کہین آنکھہ لڑائی تو لڑائی ہوگی

دولہن بیگم تخلص نواب بہو بیگم صاحبہ نام دختر نواب خان خانان بلند عصمت کہ اور حال بھی کسی نے نجانا ان کیا عروس فکر سے ہے جسکا شوہر معانی کے ساتھہ ذکر ہے

بہاہے پھوٹ کے آنکھون سے آبلہ دلکا
تری کی راہ سے جاتا ہے قافلہ دل کا

اتنے کمظرف نہین ہین جو بہکتے جاوین
گل کے مانند جدہر جائین مہکتے جاوین

دل تخلص زور آور خان نام ساکن کول صاحب دیوان سامعین کو لازم ہے کہ انکے کلام کو سنئے بدل و جان

گیا سینے کو داغ کس نے لگائی آگ گلشن مین	عیان ہین داغ حسرت لالۂ صحرا کی چھاتی پر
فاتحہ کو عربستان سے جو زوار آئے	لائے تربت پہ مرے وادیے مجنون کے گل
ساقی نے جو پلایا مجھے مین نے پی لیا	زاہد تجھے خبر ہے حرام و حلال کی

دل تخلص لاا علم مرشد آبادی شاہد مضمون پر جان جلادی

امید وصل اوس سے عبث کو رکھے ہی دل	جس سے کہ رسم نامہ و پیغام بھی نہین

دلگیر تخلص میر حمایت اللہ نام عقل و ہوش مین شگفتہ خاطر علم رمل مین شکل سعد سے چشم قرعہ کے ناظر

دلگیر سے تم چھپکے اگر آن کے ملتے	رسوائی ہر کوچہ و بازار نہوتی +

دیوانہ تخلص رائے سرب سنگھ نام شاعر مستغنا سے روزگار علم عروض و قوافی مین بہت دانا و ہوشیار فکر اشعار فارسی مین دیوانہ کیا بلکہ فرزانہ نظم اردو کی تحریر مین یکتا سے زمانہ ہر چند گفتگو وحشیانہ لیکن انداز تحریر ہوشیارانہ

دل ہے کہ تیرے تیغ کے آگے سے ٹل نجاے	رستم کا کب جگر ہے کہ زہرا پگھل نجاے

دوست تخلص لاا علم فرخ آبادی ہر دشمن و دوست کے دلکو اوس سے شادی

روش گریہ مرے چشم سے سیلاب نے لی	بیقراری دل بیتاب سے سیماب نے لی

دیوانہ تخلص مرزا محمد علیخان نام ساکن بنارس بندہ ہر چند ہوشیار رہے پر زیادہ انکے حال سے واقف نہین بس

چلتے چلتے ایکدن دیوانہ بس اوٹھ جائیگا	جون چراغ مضطرب ہم سینہ سوزان سمیت

داغ تخلص میان ہدایت علی نام وطن حیدرآباد میان فیض صاحب کے اوستاد کی تعلیم سے دلشاد مضمون فکر فراغ دل بہار لالہ رخان داغ دل

گہ کعبہ گاہ دیر کے پتھر سے ہے غرض	اک بت کے واسطے مجھے ہر ہر سے ہم غرض

حرف الذال ۸

ذوق تخلص شیخ محمد ابراہیم نام دہلی وطن قدیم شاعر مسلم الثبوت جنکا خطاب خاقانی ہند خاقانی کے ندیم خامۂ جادو نگار رو کش سحر سامری

مصرعہ برجستہ رشک خنجر ابروے پری بیاض رشک بیاض گردن محبوبان
سواد نظم روکش سیاہی چشم مہوشان متانت و فتانت کا کلام عاصی جسکا
مشتاق لاکلام لبسہ کار دولت مدار کیوان بارگاہ سپہر احتشام حضرت ظل سبحانی
مرزا ابوظفر بہادر ردام سلطنتہ جمہور شعرا مین ممتاز کسی کا کیا لب و لہجہ جو
بمقابلہ کلام فصاحت نظام اوس اوستاد زبان کی کرے زبان دراز شاگرد
شاہ نصیر نصیر اوستاد سے بہتر تحریر انکے کلام کا شایق ہر صاحب شوق ہر
صاحب شوق کو سننے کا ذوق

ہم ہین اور سایہ تری کوچہ کی دیوارون کا
کام جنت مین نہین ہمسے گنہگارون کا

بعد مردن بھی خیال چشم فتان ہی رہا
سبزۂ تربت میرا وقف غزالان ہی رہا

کب لباس تنہ یمین چھپتے ہین روشن ضمیر
پردۂ فانوس مین بھی شعلہ عریان ہی رہا

مجھمین اوسمین ربط تھا گویا برنگ بو و گل
گو رہا آغوش مین لیکن گریزان ہی رہا

نیمچہ جب میرے قاتل نے بغل مین مارا
جو چہرا منہ اوسے میدان اجل مین مارا

حال جب اوسنے بہت ردو بدل مین مارا
ہمنے دل اپنا اوٹھا اپنے بغل مین مارا

دل کو اوس کاکل پیچان سے نہ بل کرنا تھا
یہہ سیہ بخت گیا اپنے ہی بل مین مارا

مر گئے پر نہوا میر کا انداز نصیب +
زور یارون نے بہت فن وقت غزل مین مارا

کہے ہے خنجر قاتل سے یہہ گلو میرا +
کبھی جو مجھسے کرے تو پیے لہو میرا

تامل کیجیو ذوق طپیدن دیکھیے کیا ہو
کہ ابتک ذبح کرنے کا نہین قاتل کو ڈھب آیا

ایک دن بالکل نہ مین اے چارہ گر اچھا ہوا
داغ ادھر تازہ ہوا گر زخم ادھر اچھا ہوا

نخل گل جھنڈی نہ بو نصف سبو مین ہے لگا
تو کٹا ہو رکھہ کے میرا کاسۂ سر زیر پا

وہ کون ہے جو مجھ پہ تاسف نہین کرتا
میرا ہی یہہ جگر ہے کہ مین اف نہین کرتا

لکھے اوسی خط مین کہ ستم اوٹھ نہین سکتا
پر ضعف سے چٹکی مین قلم اوٹھ نہین سکتا

بلبل ہون صحن باغ سے دور اور شکستہ پر
پروانہ ہون چراغ سے دور اور شکستہ پر

لب جو ہین غنچہ کی وا کیا جائے گیا کہنے کو مین
شاید اوسکو دیکھکر صل علی اکثر کہہ نہین

وہ جنازہ پہ مرے کسوقت آئے دیکھنا
جبکہ اذن عام میرے اقربا کہنے کو ہین

عبث تم ایسا رکاوٹ سے منہ بناتے ہو
وہ لب پہ آئی ہنسی دیکھو مسکراتے ہو

آچکی ہے سر گرداب فنا کشتی عمر
ہر نفس باد مخالف کا ہے جھوکا مجھکو

تنگ کیا اور مزہ کیا ہمتو دونون کو بلا سمجھے
اسے تیر قضا اوسکو پر تیر قضا سمجھے

زخم دلپر میرے کیون مرہم کا استعمال ہے
مشک اگر چھنکا ہے تو کیا لون کا بھی کال ہے

ہو دیوانون گو حق نہ ہو آنکھین کہ لادین بہنہ بلا
عین حکمت تھی جو معدوم البصر عقرب ہوئی

سر لو وقت ذبح اپنا اوسکے زیر پای ہے
یہہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جاے ہے

رخصت اے زندان جنون زنجیر در کھڑکائے ہے
فرد وہ خار دشت پھر تلوا میرا کھجلائے ہے

ہان مدد طاقت کہ ہے ضعف سے سینہ مین دم
دیکھیے لب تک خدا کیونکر مجھے پہنچائے ہے

واہ رے شور محبت خوب ہی چھڑکا نمک
استخوان میرے ہما کس کس مزے سے کھائی ہے

بس کرم سوز جنون بھن جائینگے دل اور جگر
رحم جوش گریہ چھاتی پھر ابھی بھر آئی ہے

قطرہ قطرہ آنسو جسکے طوفان شدت ہے
پارہ پارہ دل ہے جسمین تو وہ تو دہ حسرت ہے

وہ اپنے سینہ مین ہے آہ آتشین ای ذوق
کہ برق دیکھے تو فی النار والسقر ہو جاے

ذرہ تخلص لالہ رام ناتھ نام خاور کاغذ مین خورشید مضمون درخشان ذرہ فلک صفحۂ بیاض روشن یہ یون تابان

ترے کوچہ مین روز و شب پڑا پھرتا ہے یہہ ذرہ
بجا ہے ایسے دیوانے کے مطلب کو روا کرنا

ذوکا تخلص لالہ خوبچند نام ساکن دہلی شاگرد شاہ نصیر اصلاح سخن مین موافق انکی رائے اور رتبہ ہیر

نقش پا خالق گیتی نے بنایا مجھکو
جسکے قدمون سے لگا اوس نے مٹایا مجھکو

شرم سے ہم ہوگئے پانی تری دولت سے جنون
موج دریا بھی ترے پانو کی زنجیر کو دیکھ

ذوق تخلص ذوقی شاہ نام ایک فقیر لکھنؤ وطن گدائی فکر کا محلہ کاغذ مین ہر ایک دانا سے یہہ سخن

رکھہ ہات وہ قبضہ پر بہم ہو لگا کہنے
اب تو ہی ترا سر ہے شمشیر ہے اور مین ہون

ذاکر تخلص مرزا احمد بیگ نام وطن شاہجہان آباد مرزا رستم بیگ انکا استاد ورد سخن کے شاغل ذاکر طبع یون ناقل سخن مین زور اور دستے کشتی ہے کیونکہ مرزا رستم بیگ کی پشتی ہے

چھوڑا اسلام کو اور کھینچی کے قشقہ ذاکر	طالب کفر ہوا اوس بت عیار سے مل

ذوقا تخلص ذوقا شاہ نام متوطن بنارس مرد فقیر سر اونکا برہنہ مانند خورشید پر تنویر موے سر شاک خطوط شعاع تکیہ بجدا انکے متاع فقیر سخن کے ہاتھہ مین قلم کاغذ کا جھڑا اردو بال سابقان سخن سے اسطرح سوال

نے بام کے ہین زیب نہ زینت کسی سر کے	ہم باٹ کے روڑے ہین ادہر کے نہ ادہر کے

ذکا تخلص ذکا اللہ خان نام سلسلہ نسبت تا حافظ رحمت خان شاعر فکر اپنا انکی بیاض سے اسطرح شعر خوان

آہ کسطرح سے اوس پردہ نشین کو دیکھون	اوسکے گھر مین تو کوئی روزن دیوار نہین

ذوقی تخلص لالہ ذوقی رام نام مرادابادی شاخ سخن باصلاح شجرہ فکر شیخ مہدی علی زکی پیوند عمر گرانمایہ بذریعہ عطر فروشی بسر کرکے ایام ہوئی مین مقلد گروہ بانوایان ہوکر خورسند عطر سخن شیشے کاغذ مین دماغ افروز سامعین خط الف اللہ سے روشن اونکے جبین مجموعہ سخن عنبر بیز چیلا مضمون کا بہت تیز

ملنے سے تصور مین کچھ کم نہ مزا دیکھا	گر وہ نہوا اوسکے تصویر ہی اور مین ہون

حرف الراء

راسخ تخلص ظفریاب خان نام از فروغ اندوزان نواب منصور علیخان پسر خلف حافظ رحمت خان جسکی شرح بیان کی حاجت کالک دو زبان کو صفحہ کاغذ پر کہان حریف وظریف طرار وجرار استعداد علم کلام سے ظاہر فن شعر مین یہہ صاحب ہنر لکات سے ماہر عرصہ دراز سے فکر سخن کرتے ہین اور بعقر اخص زبان سے چمن کاغذ مین سخن کے پھول ایسے کترتے ہین کلام مین ہمسر شیخ امام بخش ناسخ

و خواجہ حیدر علی آتش جنسے راسخ الاعتقاد خوش اور کاذب بدعہد مشوش صاحب گلشن بیخار تمام زمانیکے شعرا کی صفت سے بجز اپنے دوستونکے تحریف کرتے ہین ہم جیسے عاصی سب صاحبون کے وصف خواہ دوست آشنا یا ناآشنا ہون تالیف کرتے ہین صاحب گلشن بیخار نے تذکرہ کیا لکھا نوابی کی ہر ایک شاعر کی یہان خانہ خرابی کی اگر منصف ہوتے تو ایسے حرکات سے ہر ایک کے سانحہ پیش آنے سے سکون کرتے جو زیر و زبر ہونا نہ پڑتا اسی طرز تحریر تذکرہ سے ڈرتے بلکہ حبل المتین انصاف کو مستحکم پکڑ کر خدا دی کیطرح ہونا تھا صراط المستقیم انصاف پر چل کر اپنا عیب کھوتا تھا اگر اب بھی منصفی کو کام فرماوین تو اپنے حرکات سے باز آوین بندہ صواب پر ہے وہ بر سر خطا کیتے ہین کا اعتراض بجا اونکا عذر بیجا کلام راسخ انکا سخنان عدد کا ناسخ وہ منسوخ ہے اور ناسخ راسخ

بار ور تجرید سے ہوتا ہے پتلا خاک کا ۔ قطع دنیا کاٹنا اسجا ہے نخل تاک کا
کب سہی ضرب سخن راسخ کیسی طبع تیز ۔ یاد بھی ہے تازیانہ توسن چالاک کا
بندہ خط و خال کا عنبر ہوا + ۔ مشک کب اوس زلف کا ہمسر ہوا
منزل مقصود کا پایا سراغ + ۔ خضر میرے پانون کا چکر ہوا +
بے خم ابرو تری یہہ ماہ نو + ۔ دیدۂ مشتاق مین خنجر ہوا +
راسخ اب اوسکے لب میگون بغیر ۔ گور کا لب یہان لب ساغر ہوا
جوشن ترک فلک کو بھی ہوا ڈر پیدا ۔ تیغ تیری نے کیئے اور ہی جوہر پیدا
سختی دہر نے رکھا ہے گران بار مجھے ۔ لون درم ہات مین تو ہوتے ہین پتھر پیدا
گو نگو اوس شوخکا اقرار ہے بھی اور نہین ۔ میرے ملنے سے اوسے انکار ہے بھی اور نہین
لاغرے ضعف ایسا ہے کہ شکل عکس خس ۔ بستر غم پر ترا بیمار ہے بھی اور نہین
خاموشی سے دل جلے کہنے سے جلتی ہے زبان ۔ حال اپنا قابل اظہار ہے بھی اور نہین
گہ اوٹھا لیتا ہے گہ سینہ پہ رکھتا ہو وہ ہات ۔ سانس لینا اب ہمین دشوار ہے بھی اور نہین

چین بے دیکھے نہین از بسکہ جاتی ہے جان
عکس عینک کیطرح نکلا سبکہ وجی سے وہ
اوس آب حیات سے جدا ہون
اوس بت کو کہونگا رام راسخ
گنج غم میرے تن پہ داغ سے روشن ہوا
مصحف روئے صنم کار در روشب کہتا ہون گر
وحشیان خط سبز اے راسخ +
ملی نہ کرہ ناری سے عشق کی آتش
اے نخابدہ گلشن یہان اپنا آشیان ہے
ایک شور الامان ہے ارض و سما سے پیدا
خیال زلف پیچان شام غربت کی سیاہی ہے
ٹپکتی ہے سراسر حسرت دیدار نامہ سے
ابتو بیدار ہوا ے طالع خفتہ میرے
کمال راحت دل رنج دنیا کو سمجھتا ہون
دل وحشی کو ہے خار غم ہجر انسے آسایش
عبور بحر آفت خیز ہستی ہے تجرد مین
مفتون صنم یہ دل دیوانہ ہوا ہے
میل آہن ہے میرا مصرعہ بچشم قبح مین
خوش ہون مین تصور مین یہ جیسے کوئی طفل
بے دیدہ گریان ہو کہان دلکی صفائی

وہ تجلی قابل دیدار ہے بھی اور نہین
دہر مین اب راسخ بیمار ہے بھی ور نہین
مچھلی کیطرح تڑپ رہا ہون +
ایک مین بھی تو بندہ خدا ہون +
خانہ تاریک مین اپنے مہ تابان ہون مین
گرچہ کافر ہون ولیکن حافظ قرآن ہون مین
تنکے گلیون مین چنا کرتے ہین
مرے نہاد مین ہے جاے آب و گل شعلہ
اسکے نہ فصل گل مین زنہار توڑ ڈالے
دنیا مین تو نے ظالم کیا مار توڑ ڈالے
تصور روے تابان کا دعائے سحر کاہی ہے
سواد مردم دیدہ سے ترکیب سیاہی ہے
آج سونا ہے نہ دامن جلا دے مجھے
دہان اژدر طول اہل آغوش مادر ہے
علاج خون فاسد رنگ آخر نوک نشتر ہے
سبکدوشی تعلق سے مرے کشتی کا لنگر ہے
یہان کعبہ نثار در بتخانہ ہوا ہے
بیڑیان اعدا کے پا کی بندش اشعار ہے
پستان جو نیا دے تو وہ انگشت کو چوسے
روشن لغان رہتے ہین ہر وقت صومعے

راجہ تخلص مہاراجہ بلونت سنگہ صاحب نام فلک مرتبت گردون صولت والا احتشام زینت افزاے جدولی خامہ عاصی کو وصف تحریر سخنا مین بجاے نقطہ گوہر بے بہا نیسان طبع سے صدف کاغذ مین ٹپکانے کی ہوس

علم درسی مین ہادی شعرا مرحوم سے بہرہ وافی اوٹھایا اور لفکر سخن سید
گلزار علیصاحب متخلص باسیر پسر ہادی شعرا سے استفادہ پایا اور سن
سن بارہ سو پینتالیس ہجری مین بزم مشاعرہ ببارگاہ فلک اشتباہ مہاراجہ
صاحب ترتیب پائی اور شعراے نامدار سے مثل خلیفہ گلزار علیصاحب وغیرہ
کی خوش بیانی سنے مین آتی شعراے اطراف صادر وارد بھی آتے نقاد
سخن زر مضامین محکِ امتحان پہ دار العیار مشاعرہ مین دکھاتے تو اس
مشاعرہ کا شہرہ مشہور ہر بلاد مثل لکھنؤ اور شاہجہان آباد صاحب گلشن بیخار
نے اپنے تذکرہ مین مذکور نکیا انکا بیان حال لکھنا منظور نکیا یہ بھی اونکی
خود آرائی ہے اور اپنے نزدیک بڑی بے پروائی ہے ازانجا کہ کلام الملوک
ملوک الکلام قول بزرگان ارقام دیوان ذخیم نے ترتیب پائی اور طبع ہوکر
سبکی طبع مین اپنی محبت جتائی راجہ صاحب کا کلام مسند کاغذ پر یون
حکمرانی کرتا ہے ہر ذی شعور کی عقل کو اپنی کچہری مین دیوانی کرتا ہے

خانۂ دلمین خدا داخل ہتو نکا نکلا
کعبہ ہم سمجھے تھے جسکو وہ کلیسا نکلا

چتر ہے داغ جنون سر پہ تو نالا ہے نقیب
دشت وحشت مین عجب دہوم سے راجہ نکلا

اے جنون عریان تنی مین ہی تجمل ہو گیا
بال سر کے بڑہ گئے یہان تک کہ کمل ہو گیا

خاکساری مین ہے نقش نعل طوق بندگی
دلسے مین راجہ غلام شاہ دلدل ہو گیا

اے شعلہ طور اپنے ترے ہات مین ہے دل
کیون داغ سویدا ید بیضا نہین ہوتا

غیر کے ہات مین وہ ہات دیئے بیٹھے ہین
دست فرعون مین ہوا بھی یہ بیضا پیدا

صاف قاتل سے ہون اتنا کہ یقین ہے دم قتل
میرے خون کا بھی نہو تیغ پہ دہبا پیدا

دہوکا ہو سرخ انگلیون پر شمع طور کا
دیکھے کبھی جو موسیِ عمران کسیکے ہات

کیا جانے کہان قافلۂ ہمسفران ہے
یاران عدم کی نہین آئی ہے خبر بھی

اب دیکھیے کہ کیا ہو یہان یک نشہ دو نشہ
اوس خوش نگہ کو نرگس شہلا کی ہے تلاش

ناتوانی سے نے بنایا عنقا +
گویا تیرا ہی دہن مین بھی ہون

حسن بازاری کہو کیا مال ہے	ماہ کنعان ہو تو اوسکو لیجیے
کیا جانے ہمدم ہمین کسوقت ہو وحشت	ہر وقت رہے طوق و رسن ساتھہ ہمارے
روائے روے لیلی جاکہ دوڑا عبث مجنون	بھلا کب چادر مہتاب راجہ ہاتھہ آتی ہی
زلف کے یاد حکایت آئی + +	اور شب بڑہ گئی شامت آئی +
وہ پیام یار لایا اس ڈ کھولی فال نیک	پاے قاصد چومی اور دست عامل چومی
یہہ سچ ہے کہ تلوار کی ہوتی ہے بری آنچ	کیا قہر ہے تیغ نگہ یار مین گرمی +
فقر مین بھی دوستونکی دشمنی مجھسے رہی	میرا گھر ڈہانے کو نقش بوریا آنے لگے
قیس کو مکتب مین ہتی تھی یہی لیلی سے بحث	اے مری جان غم جو علت ہے تو دل معلول ہے
بت اگر سنگدل ہے اے راجہ +	کہ لے باتو نہین اوسکو تو پانی +

رقت لااعلم طفل سخن آغوش دایہ کاغذ مین مچلتا ہے خامہ انکی صفت مین خوش بیانی سے چلتا ہے

بلبل سے کہے تھی رو رو ہمدم یہی قفس مین	کیجو نہ تو کسیکو یارب کسیکے بس مین

رسا تخلص لااعلم قلم کے بخت نا رسا جو ایسی رسائی کیفیت حال کو نہ پونہچا

ہم بھی ہین رسا وقت کی گیا اپنی سلیمان	ہے قید مین ہر ایک پریزاد ہمارے

رضا تخلص لااعلم نام انکا کچہ معلوم نہوا رام پوری طور کلام اس وضع کا سخن پہ راضی برضا ایسا فرمایا

اب کوئی لحظہ مین مجنون پہ بلا آتی ہے	جرس ناقۂ لیلی کی صدا آتی ہے

رستم تخلص سید رستم علیخان نام قلم کا یہہ حال ہے کہ انکی تحریر توصیف مین باوصف دو زبانی لال ہے انکے دبدبۂ سخن کے آگے رستم کا کلام زال ہے زور آور دن کا انکے رو برو یہہ حال ہے

کب تلک ہجر کے دن دیکھیے ہم دیکھین گے	آستین اشک سے ہم رانکو نم دیکھین گے

رسوا تخلص لالہ آفتاب راے نام بعہد سلطنت محمد شاہ فردوس مکانی جنھون نے مزاج دماغ سودا خیز کیا وحشت نے انکا دامن دل کھینچکر

سوے صحراے دیوانگی ذوق امیر کیا دختر رز سے اسقدر محبت رکھتے تھے کہ ایک لمحہ جدائی اوس معشوق کی شاق محو نظارۂ جمال یار ایسے کہ دیدار کے مشتاق ۞ میخانہ جہان سے وقت رخصت ہمچکان مدہوش بادۂ محبت کو جو انکے دور مین تھے وصیت کی کہ بعد انتقال لاش اس سرشار راوق عصیان کو مے سے غسل دینا اونھون نے ایسی ہی نیت کی دیکھیے قدرت خدا کہ کفن سے ہرگز بوے شراب نہ آئی معبود مطلق نے اسطرح بھی ہر مدہوش شراب غفلت کو اپنی قدرت دکھائی سبحان اللہ ذات غفار الذنوب وستار العیوب کا کس زبان سے شکر ادا کیجیے کسطرح اوسکی رحمت بیکران اور عنایت بے پایان پر جان ندا کیجیے گنہگارون پر رحمت ہے یہہ کمال محبت ہے اگر ہر بال ہمارے بدن کا زبان ہو اور عمر خضر میسر ہو اور ازل و ابد لاکھون بار شروع و تمام ہون تو بھی کم سے کم نعمت کا شکر ادا نکر سکین بجز بندگی و بیچارگی ہم جیسے عاجز عصیان شعار جنکے بے بسی کا کچھ ٹھکانا ہی نہین بھلا کیا کر سکین یا رحیم مجھ جیسے گنہگار پر تیری بخشش بے پایان یا اللہ ایسے عاصی بیمقدار پر یہ تیرا احسان شایان آمین رب العالمین جسکا شکر بہت چاہیے اسے کمترین شوق سخن رسوا کرتا ہے انکی بدنامی سے نہین ڈرتا ہے

کوے جانان نہین زمین پہ کہ اشکون سے نم نہین	رسوا ابھی اس زمانے مین مجنون سے کم نہین
ایام جوانی ہو نشا ہو سبز جو ہمدم	یہہ سب ہو پہ جانان میری آغوش مین تو ہو
ہے زندگی کا لطف تب اینحہ خوش اوقات	جب ہات مین ساغر ہو صراحی ہو سبو ہو
رسوا کو کہا دیکھکے گل شوخ نے گستاخ	چل دور ہو فی النار ہو کافر ہو جو تو ہو

رسا تخلص مولوی علیم اللہ نام وطن انکا مطلع خورشید عالم طبع کی بحث نفی و اثبات منطق شاعری مین طالب علم فکر سے مدرسہ کاغذ مین یہہ تکرار و گفت و شنید طبع رسا فہم ذکا

اب حوصلہ تھا دلکو ستمگر کی چاہ کا | خانہ خراب ہو نگہ رو سیاہ کا +

9 راقم تخلص غلام محمد نام راقم کو جب اور کیفیت اظہار نہوئی تو فقط اس مثل کو پیش کیا طبیعت ناچار ہوئی

جب مین نے کہا تمنے ملاقات اوڑادی | تو اوس نے ہنسی مین یہ مری بات اوڑادی

10 رضا تخلص سید محمدی نام شاگرد میر ضیا ذرہ فکر میر ضیا کے عکس سے یون چمکا

نقش شیرین کا مٹے پتھر پہ اوسکا خیال | ایہہ نہین ممکن کہ جائے خاطر فرہاد سے

11 رضا تخلص میر رضا علی نام لکھنؤ انکی سکونت کا مقام سخن سے راضی برضا ہو ایسا فرمایا

مت پوچھیو رضا کا کچھ حال غم تنہائی | ایکدل تھا سو کھو بیٹھا اک سر ہے سو سودائی

12 رضا تخلص میر محمد رضا نام عظیم آبادی قول بعضو نکا ہے کہ لکھنوی ایسا فرماتے ہین یہہ سخن زبان پہ لاتے ہین

اسکا کچھ انجام بھی سمجھا کہ تو نے اے فلک | حسن روز افزون وہان عشق شور افزا دیا

13 رضا تخلص مرزا جیون نام وطن شاہجہان اباد صاحب دیوان میر نظام الدین ممنون انکے اوستاد

کون ہے وحشی کی اسکو اسقدر ہے یاد آہ | سنگ ہے ابتک بہرا جو دامن کہسار مین

14 رضی تخلص سیف الدولہ رضی خان صلابت جنگ نام وطن شاہجہان اباد عرصہ قریب ہوا کہ رخت ہستی سرائے دنیا سے طرف منزل عدم باندھا رضینا برضاء اللہ تایوم تناد سخن ایسا زبان پر آیا جو مرے امتحان پر آیا

دیکھ ٹک شمع کو عاشق کے ستانے والے | کسطرح جلتے ہین اورون کے جلانے والے

15 راقم تخلص لالہ بندرابن نام ساکن جہان اباد یا متھرا معلوم نہین کہ شاگرد مظہر ہین یا مسجود شعرا راقم انکے ترقیم کو یون رقم کرتا ہے انکے مضمون کو کاغذ سے ضم کرتا ہے

۱۶ یہان تک قبول خاطر کیجے تری جفا کو
تا سب کہین کہ راقم رحمت تری وفا کو

رضی تخلص مرزا رضی خان نام مثنوی لیلی مجنون بزبان ریختہ اور احکام نجم شماری مین دستگاہ کامل سے طبیعت آویختہ خانہ ہفتم تختہ کاغذ مین شکل مضمون یون جلوہ گر ہوئی ناظرین و سامعین کو جسکے مضامین سے خبر ہوئی

۱۷ دلکی طلب ہے اور تمنا ہے جان کی
یہہ ہم پہ مہربانی ہے اوس مہربان کی

راغب تخلص مرزا سبحان قلی بیگ نام اصل انکی ایران تولد شاہجہان آباد مناظرۂ سخن بجو رکیک مقابل انشا اللہ خان طبیعت انکی سخن کے طرف راغب سامعین و شایقین مخاطب

۱۸ رشک چمن جو اوٹھہ گیا آج ہمارے پاس سے
اپنے بھی رنگ گل یہان اوڑ گئے کچہ ہوا اس سے

رغبت تخلص لا اعلم مرادابادی رغبت سخن مین ظاہر انکی اوستادی

۱۹ جسکو اپنی نہین پروا مے جگر سوزی کچہ
اوسکی ہر بات یہ کیون جیکو جلاتی پھر لیے

رافت تخلص روف احمد نام تلمیذ پذیرہ قلندر بخش جرات مولد لکہنو طبیعت طرف تجنیس لفظی راغب رام پور مکان سکونت

۲۰ یہ کسکی مژگان کی آہ یارب پہیرے ہین مین ہمارے تبر مین
کہ شکل غربال ہو گئے ہین ہزار روزن زدل جگر مین

راجہ تخلص راجہ بہادر نام خلف راجہ شتاب راے علم سخن انکا میدان کاغذ مین یون بہر رہا چمکائے

۲۱ یہہ زخم دل ہمارے مرہم تلک نہ پونہچے
ہم اون تلک نہ پونہچے وہ ہم تلک نہ پونہچے

رفیق تخلص امین اللہ نام آشناے سخن واقف دقایق ہر علم و فن سخن انکا رفیق انکو سخن سے محبت تحقیق

۲۲ رہ غم کی کچ روی مین جو رفیق تھے سو جدا ہوئے
مگر ایک نالہ واہ کو میرے دلسے ہمسفری رہی

راسخ تخلص غلام علی نام روش فقیرانہ فقیر راسخ الاعتقاد سخن کا عشق اللہ سے بیباکانہ مزاج مضمون کا چیلہ ہے شعرا کے صور تو نمین میلہ ہے

اب اور لگا ہونی ایجاد گلستان نہین | راتون کو لگا رہنے صیاد گلستان نہین

۲۳ رفاقت تخلص مرزا کین نام رفیق سخن شفیقان شعرا سے بزم کاغذ مین اس رفاقت سے ہم فن

برسون کی ایک دم مین رفاقت چھوڑ دی | کیا ایسی زندگی کا بھروسا کرے کوئی

۲۴ رغبت تخلص میر ابو المعالی نام وطن لکھنؤ طرز تحریر سخن مین یہ وضع ایسا کلام

یاد ہے راتونکو چپ چپ کے وہ آنا اپنا | چٹکیان میری وہ لے لے کے جگانا اپنا

۲۵ روشن تخلص روشن شاہ نام میرٹھ مین بلباس فقیرانہ بسر کرتے بریلی وطن حیلہ روشن چراغ طبع کا شعرا کے میلہ مین فرش کاغذ پہ صداے یا علی مدد سے ہم سخن

آپ کرتے ہین بار بار نہین + | ہمکو ہان کا بھی اختیار نہین +

۲۶ رفیع تخلص رفیع الدین خان نام شیو خان لکھنؤ سے ہین تمناے زیارت حرمین محترمین مین سر کو قدم کرکے اپنا کام کرتے ہین واسطے طواف کعبہ ابروے لعبت مضمون کے جہاز کاغذ مین حاجیان شائق کے رو برو سطح احرام کرتے ہین

ناتوانون کے ستانے سے حذر کر ظالم | عرش بھی آہ سے مظلوم کے ہل جاتا ہے

۲۷ رنگین تخلص لالہ پورن لعل نام قوم کایتھہ ساکن شاہجہان آباد ازم تزیین دست مزاج سخن حناے فکر شعر سے باین شوخی رنگین

رنگین نہین ہین قطرۂ شبنم یہ باغ مین | باد صبا نے مے سے بھرا ہے ایاغ گل

۲۸ رقت تخلص مرزا قاسم علی بیگ نام تلمیذ یافتہ شیخ قلندر بخش جرأت اور مہربان خان رند سے بھی فیض پایا مولد دلشاد دہلی ریاست بزرگان مشہد مطہر دم چشم سخن اشک مضمون رومال کاغذ سے یون پاک کرنے آیا

دیوار گلرخان کا سایا مگر پڑا ہے — زاہد بتا تو مجکو طوبےٰ مین شاخ کیا ہے
ہے خیال نگہ یار سے آہون مین اثر — کیا ہے پیکان نکیلا یہ مرے تیر مین ہے
حضرت ارندسے یہ فیض ہوا ہے رقت — دم عیسیٰ کی حلاوت مری تقریر مین ہے

رونق تخلص میر غلام حیدر خان نام ساکن عظیم اباد رونق اشعار رنگین مین انکی ایسی استعداد

رحم کر اے دست گاہ خاکساری پر مرے — نقش پا کیطرح تیرے راہ مین افتادہ ہون

رند تخلص مہربان خان نام علم موسیقی مین سازو برگ کامل امیر وقت ہمچشمون مین بترتیب مضامین سایل صاحب دیوان مرد خوش بیان کلام رندانہ طرز بے باکانہ یہ طور تقریر ایسا اندازہ تحریر

بہی کب تلک چشم تر جائیگی — یہ ندی چڑہی ہے او تر جائیگی
دلکا گھبرانہ کہون یا کہ نفس کی تنگی — دیکھیے کیا کرے صیاد قفس کی تنگی
ہے مری جان کا یہی دشمن — رند اس دل کو خوار ہونے دے

رضا تخلص حمید الدین نام رئیس چاندپور سخن گو و طباع مشہور

آہ کیا دن ہے کہ ہم ساتھ ترے او گلرو — دو قدم صحن خیابان مین چلے بیٹھ گئے
اب یہ حالت ہی کہین چھپ کے ترے کوچہ مین — ہم گنہگار جو دیوار تلے بیٹھ گئے +

رند تخلص لالہ گنگا پرشاد نام زلف سخن مین مشاطہ فکر جرأت کے ہات شانہ اصل لکھنؤ کشمیر زاد رند مشرب کلام رندانہ

نہین پیکان پہ جوہر نامہ اوس کے تیر پر لکھا — اشارا قتل کا قاتل نے کس تقصیر پر لکھا

رنج تخلص میر محمد نصیر نام سلسلہ نسبت بیرون سجادہ نشین خضر شعرائے ملا اوصاف حمیدہ صفات پسندیدہ علم موسیقی مین مشاق کمالات مین طاق فرمانروائے ملک خوف و رجا برکت انفاس متبرکہ بے انتہا شہسوار ابلق جذب و سلوک یکہ تاز اشہب الفقر فخری دو ٹوک سخن عاشقانہ دلپسند عشاق کلام مشتاقانہ زخم جگر خدنگ مژگان کا مشتاق دست فکر مین

قلم کے آرنج ثمر مضمون ہے یا ترنج رنج کے کلام سے جی کو راحت ہے کیا نادر فصاحت ہے

یقین ہو گیا دیکھکر اوسکا قامت — کہ بیشک قیامت مین دیدار ہو گا

رازؔ تخلص لا اعلم اسم مبارک پردہ دار راز سخن سے حاصل نیاز

رہتا ہے دہیان ایک قلم تار زلف کا — صفحہ کو دلکے رشتہ مسطر سے ہی غرض

۳۵

رنگینؔ تخلص سعادت یار خان نام شاگرد شاہ حاتم ذو الاحترام سیاح اشہار سیار ہر دیار عہد شباب مین سینہ محبت گنجینہ تودہ تیر مژگان دلبران ایام جوانی مین دل مشتاق منزل سپہ شمشیر لعبتان سمند خامہ بہ تصنیف رسائل فرستامہ عرصہ قرطاس پر جولان زاہد کلک بہ تحریر مثنویہاے معرفت آگین بزاویہ درعہ تسبیح خوان پھر صاحب گلشن بیخار کی کج طبعی اور شوخی کا بیان آیا دیکھیے ان صاحب کے حقمین اونہون نے اپنی کتاب مین کیا تحریر فرمایا "چون دواوین دیگر مبنی بر ہزل و ریختی وغیرہ است کہ ایراد آن باین ذخیرہ نمیساز د بنا بر آن از دیوان ریختہ و بیختہ بدقت تمام این ابیات گزیدہ شدہ الخ" مخدومان والاجاے غور ہے انکی تحریر کا یہ طور ہے انکے کلام کی اہانت کرتے ہین کس پردے مین فاش ظرافت کرتے ہین جو انکی تحریر کا حال ہے وہی انکے اوستاد و یاران ہم صحبت کا احوال ہے انکے اوستاد وغیرہ مانع نہوئے کسیکے اچھا کہنے پر قانع نہوئے انکے اوستاد اور انکے دماغ مین بخار بھرا ہے نہین نہین سودا ہے خام پک رہا ہے کلام میان رنگین بڑا رنگین کف کاغذ حناے عیش سے بکمال شوخی تضمین

دارہی مین ترے جا دون خالق ہی تو خلقت کا — کب ہو وے بیان مجھسے ذرہ تری قدرت کا
تو ہی وہ جوان جس نے پھر کو رکے زلیخا کو — یوسف کو کیا مفتون اوس چاندسی صورت کا
اور حضرت عیسی کو بن باپ کیا پیدا — مریم کا مرے والی شاہد ہے تو عصمت کا
بنہے گی اوس سے صحبت کسطرح کچھ کہہ نہین سکتا — وہ ہرجائی ہے اور بن شغل مین بھی رہ نہین سکتا

قیامت پر رہا موقوف پھر تو دیکھنا انکا | اگر ایکدم کے دم آنے میں وہ تاخیر کرتے ہیں
مسجد میں گئے کعبہ گئے دیر میں بیٹھے | یکچند سے اب سیر خرابات پہ جی ہے
اوسی میں چھپ کر دیکھوں ہم ملا وہ غیر کو دیکھے | بہلا یوں دیکھنا دیکھو تو دیکھا جائے ہے کس سے
یہ میرا جی ہی جانے ہے تری لکنت کی عالم کو | خدا شاہد ہے کچھ تقریر مجھسے ہو نہیں سکتی
دمبدم بسکہ ترا حسن فزوں ہے ظالم | روز جمین ہے کہ کھچوائی تصویر نئی +
یہی رونا جو ہے تو تم رنگین + | اوسکے کوچہ سے آج کل نکلے ++

رضا تخلص شیخ محسن رضا نام دہلی کے رہنے والے بذریعہ علم طب نواب فرخ آباد کے حوالے دیوان اونکا از مطلع تا مقطع وضع نظر عاصی سے گذرا یہہ مطلع سابق سے لذت بخش زبان و قلب احقر تھا لہذا اسی پر اکتفا کیا

کس چشم سرمہ گین پہ دل خستہ چور ہے | آہ شرارہ زن شجر کوہ طور ہے +

رمز تخلص مرزا محمد سلطان فتح الملک صاحب عالم بہادر مضمون طبع جنکا سمع شائقین کو بے بہا ور رمز سخن زیب انجمن

جگر غنچہ سے خون ٹپکے جو میری فریاد | دے ذرا نالہ بلبل کو اثر اپنا سا
یہہ آب جو ہے اسمیں سو دریا ہی قضا کا | ہے قہر خدا گھاٹ تری تیغ جفا کا
پھر رکھے پانوں کوئی دفا میں تو ڈر نہیں | جب یہہ سمجھ لیا کہ بس اب تن پہ سر نہیں
صیاد اب قفس سے ہمیں چھوڑتا ہی کیا | گلشن میں ایک گل نہیں یہاں ایک پر نہیں
جو چپ ہوں تو کہیں گونگا کہوں تو بکواسے | زبان خلق سے ہوتی کبھی نجات نہیں

رفعت تخلص مرزا پیارے نام صاحب عالم انکے رتبہ سخن سے آگاہ صاحب عالم

کیوں لب پہ تھک رہا ہے دم واپسیں عبث | آنے سے دو قدم کے مسافت ہوئی تو ہو
رفعت بزیر سایہ قد حسین سے ہے | پھونکا نے دو صور حشر قیامت ہوئی تو ہو
جنگل نے خار او گلے ہیں قسمت سے کن دنو | پہلے سے جب جنون کی وہ شدت نہیں ہی

رسا تخلص مرزا کریم الدین صاحب عالم عالم طبع انکے مضامین نادرہ
کا محرم طبع رسا ذہین ذکا

جاتے ہین کوے عشق ستمگر مین سینکڑ
ہم گرم یہان آج ہے بازار قضا کا

رجا تخلص میان غلام محی الدین خان نام ساکن حیدرآباد میان
فیض صاحب جیسے شاعر انکے اوستاد

عشق کمر مین ہست عدم کی ہون میان
ایدہر سے کام ہے نہ تو اودہر سے غرض

ربط تخلص راے بالا پرشاد نام حیدرآبادی نظم سخن مین جو انکو ربط
و ضبط ہے یہہ میان فیض صاحب کی اوستادی

باریک تر ہی راہ عدم سو ہین قبول
تیرے تو یار موے کمر سے نہین غرض

بیمار چشم ہون لب جان بخش کے سوا
عیسیٰ کی مجکو چارہ گری سے نہین غرض

رہا تخلص غلام محمد خان نام کہین برادر عنایت حسین خان مشیر متوطن
فخر دہلی شاگرد خلیفہ میر گلزار علی صاحب اسیر

شادی ہے کبھی غم ہے کبھی وصل کبھی ہجر
ہر روز نیا ڈہنگ ہے اس چرخ کہن کا

اللہ رہی بناوٹ کہ لگا پانے لگے سنگ
کچھ وصف کیا مین نے جو بیساختہ پن کا

شیر رو با ہون کہ ہم پہ کر دیا تو نے فلک
اب تو چیتا ترا اے گردون گردان ہو گیا

پیکان جو ٹوٹ کر مرے سینہ مین رہ گیا
کہنے لگے کہ مفت گیا تیر ہاتہہ سے +

قدمون پہ سر ہے آپکے صاحب معاف ہو
پانونکو چہو لیا ہوی تقصیر ہاتہہ سے

جلے ہین دل سلگتے یاد زلف شمع رویان مین
یقین ہے قبر سے اپنے دہوان محشر تلک نکلے

دامن نہین رکھتے ہین گریبان نہین رکھتے
ہم کچھ خلش خار بیابان نہین رکھتے

کس روز خیال مہ کنعان نہین رکھتے
کس روز ہم آبادیہ زندان نہین رکھتے

لکھا وصف کمر مین نے تو بولے +
تمہارے دام مین عنقا پہنسا ہے

جو یہان گوشہ نشینی سے ہین آزاد
او نہین شمشیر معجز بوریا ہے +

حرف الزاء

زکی تخلص شیخ مہدی علی نام مرادآباد وطن لکھنؤ جیسا شہر انکا اکثر مسکن ہو رخ بے بدل اچھی فکر غزل پیشکار تحصیل حضور مضافات سہارنپور شخص ضعیف اور سن رسیدہ سیاح اطراف جہان دیدہ مرد دانا و عاقل بندیکو سنہ اون سے نیاز حاصل

جمال یار پہ ہمنے یہ ٹکٹکی باندہی + کہ اپنی آنکھہ کا تل اوسکے منہ کا خال ہوا

وحشت ہے آشکار زلیخا کے حال سے
آنکھیں بیان کرتی ہین افسانہ خواب کا

نہ گرد راہ نہ بانگ جرس نہ نقش قدم
اوداس قافلہ جاتا ہے زندگانی کا +

غبار قیس مین جان آگئی لیلا کی ٹھوکر سے
اوڑا جاتا ہے مجنون سنکے ہر ذرہ بیابانکا

شعلۂ حسن کبھی برق جہان سوز نہو
آفت جان زکی دل ہی کا آجانا تھا

دہوم دیوانی اوڑاتی ہین پریزادون کے
شمع محفل کو لگا دیتے ہین پروانے بہم

یہہ جگر دلکا ہے اے سوز محبت ورنہ
پھینک دیتے ہین شرر سینہ سے پتھر باہر

یوسف کا اپنے دہیان ہے تحریر خط کی وقت
ڈر ہے کہ اونگلیان نہ قلم ہون قلم کے ساتھ

حسرت اے تازہ اسیران قفس آتی ہے
دہوم سے فصل بہار ابکی برس آتی ہے

پیارہ کی باتین غضب ترچھی لگا ہین ہمچھیان
مہربانی قہر ہے نا مہربانی قہر ہے +

زار تخلص میر مظہر علی نام ملازم احمد علیخان شوکت جنگ راز دلکا پردۂ سخن مین راز و نیاز ہو کر بیان کرنے کا آہنگ

اگرچہ لبس بھی ہوا اپنا تو کاہیکو یہ خواری ہے
تجاہین اوسکو بھی ناصح جو الفت اختیاری ہے

زینت تخلص از ارباب نشاط ایکصاحبہ شاہجہان آبادی ہین مرزا ابراہیم بیگ صاحب غریب مقتول شہید دشنۂ غمزۂ اونکے تھے شاہد وفا سے ترک انس نکی وطن سے جبرا غربت لکھنؤ کی حصول عاشقون سے اشارہ ابرو محبوبہ سخن کا چار سو سخن کو ان سے زینت ہے یاران شایقین کو صحبت ہے

شب مہتاب مین تا صبح زینت +
خیال ماہرو ہے اور مین ہون +

زائر تخلص میر برہان الدین نام ربط تحریر خط شکستہ درست دل راز کار زار سخن

منقلبان

محفلیان شائقین گشادہ خاطر کے روبرو چست

چرخ کے کیسے انقلاب ہوئے + | پھر کبھی ہم نہ کامیاب ہوئے

زائر تخلص میر جیون علی نام کشمیری یہہ بھی اونکی نظم تحریری

ایکدن پہلے ہی دنیا سے اوٹھانا ہمکو | یا الٰہی شب ہجران نہ دکھانا ہمکو

زمان تخلص سید محمد زمان نام امروہا وطن دیکھنے مین نہ آیا ان حضرت کا مجموعہ سخن کلام ایسا فرمایا جو لکھنے مین آیا

عارض ہے گل کا صاف ولیکن جھلک نہین | نرگس کے چشم ہے یہ نکیلی پلک نہین

زکی تخلص جعفر علی خان نام بندہ اور کیفیت سے محروم وقت ارقام کلام ایسا ارشاد کیا سامعین کا دل شاد کیا

عشقمین نسبت نہین بلبل کو پروانیکا تھا | وصلمین وہ جاندی یہہ ہجر مین جلتے رہے

زخم تخلص بسم اللہ خان نام حیدرآبادی دیکھی انھون نے میان فیض حسن کی اوستادی انکی تیغ قلم تیز ہے سیاہی فکر کا جوہر خونریز ہے زخم دل سخن مرہم اصلاح سے مندمل ہو جسکے سننے کے لیے ہر مشتاق کا بلبل دل ہو طبیعت کا شاعر بسم اللہ خوان جسکے صحیفہ کا یہہ عنوان

واہ واجیتے رہو اے شیر داہ + | تمنے آہوگیری اچھی یاد کی ++

حرف السین

سامان تخلص میر محمد ناصر نام ساکن کانپور معلوم ہوا انکا کچھ اور نہ مذکور ہر چند خامہ بے سروسامان ہے اسیر کیا تحریر ہے کیسی شان ہے

رقیب اسطرح جلتے ہین ہمین دیکھ | اگر رشتہ مین ہین اوس شمع رو کے

ساقی تخلص مرزا محمد جان بیگ نام ابتدا انکے قبچاق جو ایک صحرا ہے ترکستان مین شہرہ آفاق انکے والد نے کشمیر جنت نظیر مین ریاست اختیار کی یہہ دہلی مین رہے اور خضر شعرا سے بیعت ایکبارگی دونو زبانون مین شعر کہتے شاہدان مضمون سے خوش رہتے اصل ترک کشمیر زادگی دہلی مین

تر کی تمام ہوئی جسکے صفحہ کاغذ پر یون تحریر کلام ہوئی

مرغان قفس دنکو پھڑکتے ہین ولیکن
دن رات تڑپتے ہین گرفتار تمھارے

سبحان تخلص عبد السبحان نام سبحان اللہ آبرو انکے اوستاد کامل الحمد للہ

جان و دل ہے قبول سب جانا
پر گلی مین تیرے ہمین آنا + +

سائل تخلص مرزا محمد بیگ نام دہلوی نژاد پہلے شاگرد شاہ حاتم پھر حضرت سجدہ گاہ شعرا سے مشورہ سخن باہم سخن سے طبع سائل طبع پر سخن مائل

وہ حمایل ہو گیا دست شکستہ کیطرح
آہ اپنا جسکو مین نے قوت بازو کیا

سبقت تخلص مرزا مغل نام پسر مرزا علی اکبر پیدایش دہلی ابتدا ایران شاگرد قلندر بخش جرات نظارہ گیان وراز گلستان سخنوران سفینہ بے کینہ کی خدمت مین گذارش ہے کہ پھر صاحب گلشن بیخار کی دیکھیے حرکت یہہ فقرہ انکے نسبت ہے جسکی یہہ عبارت ہے ۵ فی الجملہ طبعش ہموار معلوم میشود انکی حجت یہہ ہے بندے کی نصیحت یہہ ہے کسیکو برا نکہو بلکہ اچھا کہو

ناقہ لیلی جو ٹہرا دیے مجنون مین آہ
بول گیا تیر ابھی یہان اے ساربان دل لگ لیا

سخن تخلص حکیم مرزا محمد حسین نام مولد دہلی اصل کشمیر علم طب سے آگاہ فارسی مین خاصی تحریر نسخہ شراب الصالحین سخن ظاہر ہوتا ہے مجربات کلام سے پیر مغان سخن کو میخانہ کاغذ مین سرور آتا ہے اسکی کیفیت تمام سے

جو ہین جان نکلی وہین آن نکلا
بھلا مرتے مرتے تو ارمان نکلا +

سرسبز تخلص مرزا زین العابدین خان نام نہال سخن کی چمن کاغذ مین نسیم لطف سے جھکتی ہین ڈالیان تمام سرسبز ہے حدیقہ سخن جس مین پھولا مضمون کا گلشن جسکے ثمر سے باغبان نہال ہے دور خزان پایمال ہے تختہ کاغذ مین یہہ گل ہے طاہر فکر جسکا بلبل ہے

مین سرسبز روتا ہون آتی ہے جب یاد
وہ صورت مجھے پیاری پیاری کیسی

سجاد تخلص میر سجاد نام مولد و منشا شہر دہلی عرصہ سے بسبب ذوق فن مین آ
شوق سخن یہہ تھا کہ تا قیام ہمیشہ مشاعرہ مین شعرا کو بلاتے اب یہہ انجمن
ہے اور یہہ سخن ہے

ایکدل رکھتے ہین جو چاہے سو لیجائے آوے	خواہ خط اور خواہ ابرو خواہ مژگان خواہ زلف

سخنور تخلص لالہ دیوانی سنگہ نام قوم کا کا یتھہ انکے سخن کی یہی ہے
بہرحال نہایت

گریان رکھے ہے جن ترے یہہ چشم تر مجھے	طوفان نوح آئے ہے اب پھر نظر مجھے

سراج تخلص سراج الدین علی نام مصباح عقل و دانش سے روشن ہوا
شعلہ عشق بت ترسا ختہ تن پہ شرر افگن ہوا دیر دلمین چراغ محبت اوس
بت کا روشن ہوا خدا کی شان صرف برق حسن انکا خرمن ہوا آخر الامر چراغ
دلبر دفع مضرت ہوا کو ترحم والہ کا دامن ہوا حکم بلاقات شمع و پروانہ کا دلمین
مسکن ہوا افراط الفت پدریسے اوس نور شمع دیر کو پروانے کو وصل کی پروانگی
کو ایما بالکل کردیا سراج نے مانند پروانہ اوس شعلہ شمع حسن پر تصدق ہوکر
اپنا چراغ ہستے گل کردیا عاشق کو نہ وصل کی توانائی نہ ہجر کی طاقت آزمائی بقول
شاعری سہ من شمع جانگدازم تو صبح دلکشائی ✣ سوزم گرت نہ بینم میرم چو
رخ نمائی ✣ نزدیک اینچنینم دور آنچنان کہ گفتم ✣ نے تاب وصل دارم نی طاقت
جدائی ✣ وہ شمع سر بشعلہ موحی سر مانند دود پریشان کرکے بخاطر جمع ساتھہ
چراغ روح سراج کے ہمجلوہ ہوئی آتش عشق نے دونو کو ایک آگ مین
جلایا اور درمیان سے اوٹھا پردہ دوئی معراج عشق حقیقی ہمہ اوست
جب وصل ہوا تو آپ دشمن آپ دوست عاشق کا چراغ زندگی باد اجل نے
بجھا دیا معشوق کی شمع عمر گداختہ دل سوختہ تن کو سوز عشق نے جلا دیا
معشوق مانند شمع اشک ریز عاشق صورت پروانہ جلنے مین تیز فکر ریختہ
مین سواے اس غزل کے اور کچھہ کبھی سمع عاصی مین نہین پہنچا سراج فکر

مجلس تاریک کاغذ کو اس سوز سے روشن کیا

چلی سمت عشق مین وہ ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا | مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہین سو ہری رہی

سرور[۱۱] تخلص اعظم الدولہ نواب میر محمد خان نام تلمیذ یافتہ محمد جان سامی فن شعر مین مشہور زمانہ تالیف تذکرہ مین نامی گرامی انکے کلام سے دلکو سرور بندش مضمون سے خاطر مسرور

ہم جانتے زمین سے تھی دور چرخ کو | دیکھا تو ایک عرصہ جولان نالہ تھا
ہات اپنے رہے زیر بغل بعد فنا بھی | تھی بسکہ ہم آغوشی دلدار کی حسرت
غیر لایا اوسے یہان پھر تماشا دم نزع | دوستون سے نہوا جو کہ ہوا دشمن سے

سراج[۱۲] تخلص لا اعلم ہر چند لولگانی نام اونکا روشن نہوا ہمعصر آبرو سراج سخن طاق کاغذ پر اس شرارت سے شعلہ انگیز انکے مشعل فکر سخن کی روشنی ہر سو

نہین سے ہے تاب تجھے تیرے سامنے جانا | کہان سراج کہان آفتاب عالمتاب

سرور[۱۳] تخلص مرزا رجب علی بیگ نام لکھنوی از تلامذۂ نوازش حسین خان نوازش مصنف فسانۂ عجائب ایک قصہ بطرز نادر بمحاورۂ روزمرہ بعبد نصیر الدین حیدر انکے قلم سحر نگار کی تراوش انکے کلام سے دلکو سرور ہو غم و کلفت جیسے دور ہو

عشرتکدہ جہان مین ہزار دن ہوئے وئی | ایکدل ہمارا تھا کہ وہ باتم سرا رہا
ہے شوق سرور ایسا غالب جو قاصد سے | کوسون ہین تلک حاجت کہتے چلے جاتے ہین
ایک وضع پر نہین ہے زمانے کا طور آہ | معلوم ہوگیا مجھے لیل و نہار سے

سلطان[۱۴] تخلص مرزا ایزد بخش نام عرف مرزا نیلی انکی بادشاہ سخن کا یہ حکم کہ تیغ زبان سے نیلی پیلی ہو کر عدو کا جی لے

دور رکھ دوران سے گردش دوران سے مجھے | مت رکھ اے دور خراب بادہ مردان سے مجھے

سعید[۱۵] تخلص قاضی سعید الدین خان نام کاکوروی انکی چشم نے وعدہ دیدار فردا کے شوق مین چشم پوشی اختیار کی چشم نابینا سے سخن نے

کحل دوات مین میل خامہ کو کحل الجواہر مضمون سے آلودہ کر کے واسطے حصول بصارت معنی کے یون چشم چار کی معشوق سخن سعید ہے عاشقونکو دید روز عید ہے

بید باغی اوسے ملنے سے میرے کیونکہ نہوا کہ پری کو نہین خوش آتی ہے انسانکی بو

۱۶ سکندر تخلص خلیفہ محمد علی نام پنجابی شاگرد محمد شاکر ناجی لاکلام مرثیہ کہنے کا شوق تھا پر شراب پینے کا بھی ذوق تھا پہر دہلی کر کے حیدر آباد پہنچے اور وہین انتقال کیا مین نے اونکا بیان تحریر حسب حال کیا سکندر فکر رہبری حقیر شوق سے طرف ظلمات مضمون کیا نیزہ فکر طبع سوے سینہ داراے مضمون پر خون کیا طبع نصیبی کی سکندر ہے ملک سخن پر زور آور ہے

سحر گذرا چمن مین کونسا خورشید رو یارب کہ شبنم گل کے منہ پر اب تلک پانی چھڑکتی ہے

سعادت تخلص سعادت علی نام امروہا کے ساکن اور کیفیت معلوم نہین کہ کیسے تھے اور کیا سن سخن کو سعادت ہے انکی نیک عادت ہے

یار سے جو رقیب لڑتے ہین + یہہ بھی اپنے نصیب لڑتے ہین +

۱۸ سلطان تخلص نواب نصر اللہ خان نام خامہ انکے بیان حال مفصل مین ناتمام مضمون اس سلطانکی رعیت ہے لشکر سخن پر نصرت ہے

اوس لب سے کیا لعل کا جب رنگ برابر دیکھا تو نہین اوسکے یہ یا سنگ برابر

۱۹ سلیمان تخلص لا اعلم یہہ انگشتری سخن براے تسخیر جنات مضامین لو و کہن

تجھسے ظالم سے بلا دیکھیو طراری دل کچھ بھی دھڑکا نکیا بلکہ جگر داری دل

سلام تخلص نجم الدین علی نام ساکن جد دہلی اور کسی حال سے عاصی کو آگاہی نہ ہلی شاہد سخن کو سلام کلام سے کلام لاکلام

حدیث زلف چشم یار سے پوچھہ + درازی رات کی بیمار سے پوچھہ +

۲۱ سرعت تخلص انکے احوال سنے سرعت کی تو بندے سنے یہی تفتیش مین نہ جرات کی

جو کہیے ترا عشق جاناں ہوا ہے	تو کہتا ہے چل بے دیوانہ ہوا ہے

۲۲ **سلیمان** تخلص مرزا سلیمان شکوہ بہادر مرحوم فرزند حضرت فردوس آشیانی شاہ عالم پادشاہ چندے جلوہ فرماے لکھنؤ رہے اور اکثر شعراے مثل قلندر بخش جرأت وغیرہ ذلہ رباے خوان نعمت سے آگاہ سلاطین سخن انکے محکوم افواج مضامین مرقوم رونق بخش فخر دہلی ہوئے اور یہین انتقال فرمایا جو کچھ حال معلوم تھا وہ لکھنے مین آیا یہ اپنے وقت کے سلیمان ہین دیو مضمون انسے پشت دست بدندان ہین

دل ابتو عشق کے دریا مین ڈالا	توکلت و علی اللہ تعالے +
نفخت فیہ من الروحی کے دم سے	ہمین دم آپ نے دیکر نکالا +
زخم کھا کر جو مین تڑپا تو لگا یون کہنے	اچھا اچھا تو تڑپ کر مری تلوار کو توڑ
ہٹ ہی گر دل ہے پر اوسکے تو سلیمان مگر ڈال	ایکدل کے لئے مت خاطر دلدار کو توڑ
سلیمان آرزو یہ ہے جہان آباد مین چل کر	جبین کو نقش پاے حیدر کرار سے ملیے

۲۳ **سودا** تخلص سجدہ گاہ شعرا و مسجود شعراے افصح فصحاے بلند مقام مرزا محمد رفیع نام کابل نژاد تولد اور نشو نما کا شاہجہان آباد مقام عین جوانی مین لکھنؤ کی ہوا دلمین آئی بعد عرصہ دراز یہین وفات پائی قرب یافتہ درگاہ وزیر الممالک نواب آصف الدولہ بہادر اوستاد بے بدل العلم سخندانی جمیع شعراے عصر سے سبقت لیگئے اور اوستاد بے لیت و لعل خوبی طبیعت سے خوبان خلخ و نوشاد شرمندہ انداز طبع نظم کا انداز خوش محبوبان بندہ ذائقہ چاشنی فکر اونکی اگر زنبور عسل چکھے تو دوکان قنادی آب حسرت مین بہے نیسان گہر بار فکر سے سمندر سخن مین وہ قطرے ٹپکے اور صدف کاغذ مین وہ موتی آبدار بیش بہا پیدا ہوئے کہ کسی شہنشاہ سخن نے اپنے جد بزرگوار کی زبان اور اپنے کانسے اونکا نام بھی نہ سنا ہوگا اس فن کے اوستادون نے ایسا مضمون فی عمرہ کبھی چشم خیال سے خواب مین بھی نہ دیکھا ہوگا اونکے دریاے خوض فی الیسی

مضمون

موجین مارین کہ قلزم عمیق مین چشمہاے حباب دیکھہ ہارین کلام اونکا وہ
نخل ہے کہ ثمر اوسکا مزا اثمار اشجار خلد کا دیتا ہے ایک ایک مصرعہ موزون
سے شاخ طوبی کیفیت فضاے بہشت لیتا ہے خنجر مصرعہ کا جو زخم کہائے
تو ہر مرتبہ مزا شہد شہادت کا پائے اور نشان زخم نظر نہ آئے تو کسیکو
کیا دکھائے روشنے شمع فکر اونکی اور مشعل وادی ایمن ایک دود مانسے
ہین طائر مضمون اور طوطی سدرہ ایک آشیانسے ہین مرغ مضمون شاخ
مصارع پر اس رنگ سے نواسنج جسکی نغمہ پردازی سے بلبل ہزار داستان
کو رنج طوطی تصویر سخن گلدستہ کاغذ پر اس وجہ سے دستان سرا ہے
کہ مسیح عندلیب باوصف اعجاز گویائی گنگ بے سر دپا ہے دام ابیات
مین مرغان مضامین بہزار شوق شکار ہوتے ہین صیادان طیور سخن اسکے
فکر طبع کے پہندے مین گرفتار ہوتے ہین اگر مرقع بہزاد مین تصویر جیسی مضمون
خامہ جادو نگار لکھے تو ہر تصویر ذی روح اور گویا ہوکر محو حیرت ہو رہے
کلام اونکا وادی کاغذ مین گم گشتگان دشت سخن کو خضر ظلمات مطلب ہو
سخن کی اور اونکی کثرت الفت سے ایک صورت ہوگئی یہی سبب ہے گو
قصیدہ غزل سے بہتر ہے پر غزل جو بہتر قصیدہ سے نظر حقیر مین غزل چشمۂ
خورشید اور قصیدہ جوی شیر سے سفید امکان نہین کہ غزل مین
شعر بے لطف ہون اور قصیدہ مین باکیف ایک ایک سے بہتر اسپر عدو عیب
لگائے ہزار حیف طبع نیاز مند کو طرز کلام اونکا نہایت پسند مذاق معانی
سے خواہش شوق خورسند اگر عنان کمیت کلک طرف ساحت صفت پہیری
تو نرگس کو ہما سے افضل تر بنایا اور جو باگ شبرنگ قلم سمت عرصۂ ہجو
معطوف کی تو عنقا کو پشہ سے کمتر کر دکھلایا صاحب گلشن بیخار کو کیا ہو لیے
جو سودا کی بابین یہہ فقرہ لکھا ہے مرزا از اقسام شاعری در مثنوی فکر معقول ندا اشت الخ صاحبو
جس شخص کو یہہ قدرت حاصل ہو کہ جس طرف کو طبیعت دل مائل ہو تو پیر تو آفتاب طبع سے مہر کو

سایہ سے بدتر کر دکھائے جودت فکر سے سایۂ دیوار کو رشک ظل ہما بنائے
کیا مثنوی یہ کہہ سکے کیونکہ میرا جی رہ سکے کلیات مین ایک مثنوی دیکھنے
مین آئی واہ اللہ اللہ سبحان اللہ کیا کیا شعر اوسمین لکھے ہین کہ اونکی کیسا
تعریف ہو کس زبان سے اونکی توصیف ہو غرض کہ وصف اونکا جسقدر کیجیے زیبا
سودائے سخن شاہ سخن شاہ حاتم سے خرید اصفر اجان شائق کو سودائے
شعر اسدم سے دیا سوداغ اوٹھانے والے محبت کے جو دعوے سخن کرتے
ہین اون سبسے یون کام لیا

ہر سنگ مین شرار ہے تیرے ظہور کا
پڑھیے درود حسن صبیح و ملیح پر +
نوراخذ ہنر کرنے مین اپنا مین گنوایا
جلوے ہیں تیرے ہم ہین صنم بزم جہانمین
کام آب کا لے خاک سے بھی روشنئے طبع
کچھ گہر سے خاطر مین نہ لایا ہمین کوئی
صبائے خرابات جہانمین ہون کہ جس نے
مین ننگ ہون اتنا کہ قبیلے مین سے کوئی
رونے نے کیا حال دل اوس شوخ پہ روشن
مجھ صید ناتوان کی احوال کو نہ پوچھو
زخم دل یاد دے مرے شور سخن سے التیام
گل مرے مشہد پہ کب بھیجے ہے وہ ابرو کمان
جائے گرد کاروان ہو جائے ہم صحرا مین دود
سودا جو کبھی گوش سے ہمت کی سنے تو
ہستی سے عدم تک نفس چند کی ہے راہ
اسقدر بنت العنب سے دل ہے سودا کا بھرا

موسے نہین جو سیر کرون کوہ طور کا
جلوہ ہر ایک مین ہے محمدؐ کے نور کا
چون آئینہ جوہر نے مجھے عیب لگایا
گر شمع نہووے تو شب تار ہے سایا
آئینہ نے منہ خاک سے بھر کر دھلایا +
رتبہ کسی خاطر مین ہمارا نہ سمایا
نام اپنے بزرگون کا غم سے مین ڈبایا
میراث کے لینے کو بھی وارث نہ کہایا
سودا نے دیا عشق کا پانی سے جلایا
محروم ذبح سے ہون مردود ہون قفس کا
چاک ملتا ہے زبان شمع سے گلگیر کا
طرح غنچہ کی کھلی جب تک نہ پیکان تیر کا
ورنہ کیا حاصل جرس فریاد بے تاثیر کا
مضمون بھی ہے جرس دل کے فغان کا
دنیا سے گذرنا سفر ایسا ہے کہان کا
زخم نے دیکے نہ دیکھا منہ کبھی انگور کا

زبان ہے شکوہ پہ ان قاصر شکستہ بالی کی
کہنا کچھ اپنی چشم کا دستور ہو گیا
بھٹکی پھرے ہے کب سے خدایا مری دعا
پہنچ چکا ہے سر زخم دل تلک یارو
اتنا ہی تو یوسف سے مشابہ کہ عدم کے
کعبہ اگرچہ ٹوٹا تو کیا جائے غم ہے شیخ
رہائی کے لئے کیا منت صیاد ایظالم
لطف اے اشک کہ جوں شمع گلا جاتا ہوں
اپنا ہنر دکھائینگے ہم تجکو شیشہ گر +
کمال بندگی عشق ہے خداوندی +
سیہ کاری ہی مانند نگین ہر چند کام اپنا
سودا غزل چمن میں تو اب ایسی کہہ کہ لا
شاکی ہوں میں خدا سے بنے گریہ شکل شست ر
حکاک کا پسر بھی مسیحا سے کم نہیں
برنگ آئینہ ہم روز سینہ صاف ہوئے
سینہ سے میں دعا کو لایا جو شب زبان تک
اکسیر ہے تو کیا ہے وہ مشت خاک سودا
کفر کی میری تجلی ہے نظیر شمع طور
کمال کفر ہی الشیخ ایسا کچھ کہ اوس بت نے
گل مت سمجھیو باغ میں اے عندلیب زار
ہر خار سے اولجھے ہے میرا دامن دراز
چوٹ ہو دل میں تو وہ سدرہ پیری ہے
آج بیمار کا تیرے ہے ترقی پر ضعف

کہ جس نے دل سے مٹایا خلش رہائی کا
دی تھی خدا نے آنکھ سو ناسور ہو گیا
درو اثر کیا قبول کا معمور ہو گیا
کوئی سبو کوئی مرہم رکھو ہوا سو ہوا
پر دیکھیں چھپا اوسکے تئیں شمع کو نکالا
کچھ قصر دل نہیں کہ بنایا نجائے گا
بس اتنا بھی نہ مر رہینگے زیر دام کیا ہو
رحم اے آہ شرر بار کہ جل جاؤن گا
ٹوٹا ہوا کسیکا اگر ہم سے دل بنا
کہ ایک زن نے شہ مصر سا غلام لیا
نکالا زر دسفیدہ آخر میں اس صفحہ سے نام اپنا
گل سنکے پھاڑیں جیب تو دیں بلبلیں صلا
ممکن نہیں کمہار کا مٹی کرے گلا +
فیروزہ مردہ ہو دی تو دیتا ہے یہہ جلا
جو اپنے دلپہ کسی شکل کا غبار آیا
کہنے لگے اجابت کیدہر خیال آیا
خاطر پہ جب کسی کے اوس سے ملال آیا
پوچھوں ہوں جس بت کو میں ایک نعرہ ہی الصمد کا
پرستش سے مرے پیدا کیا جلوہ خدائی کا
غنچہ کا دل وہیں پہ کہ سیکے بکھر چلا
ہوں رشتہ بپا بلبل گلزار محبت
ہوسکے جیتے نہیں کہ تا غم ایام سفید
صبح تھا زور منہ اوسکا تو ہوا شام سفید

زاہد ایکی شب نے اس نوع کی کہی کہ آج
ورقہ پہ مرے موج نسیم آئی تو یہ جان
سمندر کر دیا لوگون نی آخر اوسکو کہہ کہہ
دماغ آشفتہ ہو جاتا ہی غنچے کے چٹکنے سے
یہین زمین پر ہون ہی کوچہ مین کیا خاک بسر
دام الفت کی اسیرونکی جدی ہی یہ داہ
دام سے زمزمہ سازان چمن کو کیا کام
بال و پر ہونے نپائے تھے نمودار ہنوز
کسکے ہین زیر زمین دیدۂ نمناک ہنوز
گل زمین سے جو نکلتا ہے برنگ شعلہ
اشک آتش ہے خون آتش ہے ہر داغ دل آتش
اے لالہ گو فلک نے دیئے تجکو چار داغ
سینہ سے سوز عشق تیرا ہات کب اٹھائی
دلکو داغون نے نہ کہا سیر گلشن کا دماغ
یکدست اگر زمانہ جہان کے لٹائے گل
ہے شرط درد یہ کہ بجز حکم عندلیب
مین اور عندلیب ازل سے ہین ہم نصیب
سودا لکہی ہے باغمین وضع زمانہ دیکھ
بہلا گل تو تو ہنستا ہی ہمارے بے ثباتی پر
دیکھین تو کسکی چشم سے گرتے ہین لخت دل
کیا چاہیے تجھے سر انگشت پر حنا +
کیفیت چشم اوسکی مجھے یاد ہے سودا
ناوک نے ترے صید نہ چھوڑا زمانے مین

کوے میخانہ سے گذرا محتسب پڑہتا درود
دیوانہ تہ خاک ہے زنجیر ہوا پر +
ہوئے تھے جمع کچہ آنسو مری آنکھون سے بہہ بہہ کر
چمن مین سبہی ای بلبل پہ مری ٹک جا کے چہچہہ کر
تب ہو تسکین کہ اولٹ جائے زمین میرے پیر
کہین اوڑتی ہین مری بال کہین میرے پر
لائی آفت میری آواز حزین میرے پر
تب سے ہم کنج قفس مین ہین گرفتار ہنوز
جا بجا سوت ہی پا نکلے تہ خاک ہنوز
کون جان سوختہ جلتا ہے تہ خاک ہنوز
آتش پہ برستی ہے پڑی متصل آتش
سینہ مرا سراہ کہ ایکدل ہزار داغ
تا پھوٹ کر جگر کی نہو جائے پار داغ
زخم ہے سینہ کا میرے رخنہ دیوار باغ
سر کو ہمارے خاک نہ دیوے سوای گل
کوئی کسی مزار پہ ہرگز نہ لائے گل
مجھ پر ترا ستم ہے تت اوسپر جفاے گل
اے وائے وای بلبل وہ ہی ہای ہای گل
بتا روتی ہے کسکی ہنستے موہوم پر شبنم
تو اسطرح سے رو سکے اے ابر تر کہ ہم
جس بیگنہ کے خون مین چاہین ڈبو لیان
ساغر کو مرے ہات سے لیجے کہ چلا مین
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے مین

بلبل تصویر ہوئیں نقش دیوار چمن
نوک سے کانٹوں کی ٹپکے ہی ہوائے باغبان
لخت دل گر کر آخر انہیں جا ہی برگ آہ عندلیب
نے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون
لخت جگر آنکھون سے ہر آن ٹپکتے ہین
کارفرما جو ہین پوچھے تو کیا دینگے جواب
حباب لب جو ہین اے باغبان ہم
نوشتے کو میرے مٹاتے ہین رو رو
سنوار آئینہ گرد اس غم سے اپنے منہ کو ملتا ہو
اسیر کشاکش ہیں دام کے کیا کام تماشے سے
احوال میر اس سے مغرور کیا اوسکو
پیغام بر نے دیر لگائی تو ہے وے لے
مستی سے اوسکی چشم کی لے محتسب خبر
یوسف تجھے کہہ بیٹھے زلیخا تو کہوں کیا
تصویر مین تر ہے کہو صبا اوس لاوبالی سے
گل پھینکے ہے اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی
اے ابر قسم ہے تجھے رونے کی ہمارے
اس دل کے تف آہ سے کب شعلہ بر آوے
پھل جوانی سے نہ پایا کبھی جوں طفل شکر
فکر معاش عشق بتان فکر رفتہ گان
گر ہو شراب و خلوت و محبوب خوبرو
تعلیم گریہ دون اگر ابر بہار کو +
سودا ہزار حیف کہ دنیا مین آکے ہم

نے قفس کے کام کا ہرگز نہ درکار چمن
کس دل آزردہ کی دامن کش ہے تنہا خار چمن
ہم تری جا گہہ اگر ہوتے دل افگار چمن
یہ موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون
کیا دل سے محبت کی ارمان نکلتے ہین
وہ کیا کام نہ دنیا ہوئی فردوس جسمین
چمن کو ترے کوئی دم دیکھتے ہین
ملایک جو لوح و قلم دیکھتے ہین +
خدا جانے کہ کیا کیا صورتین اس خاک مین گڑیان
اے الفت چمن تیرا خانہ خراب ہو
اغیار تو تجھی پہ یار بہت تھنے +
دھڑکے سے دل کے یہہ نہ کہے رات ہو گئی
دنیا تمام بزم خرابات ہو گئی +
عاشق وہ ہوئے وہاں کہ جہاں جا ادب سے ہے
گلے ململ مین و یارات تصویر نما سے
ایسی خانہ بر انداز چمن کچھ تو ادھر بھی
ٹپکا تیرے آنکھوں سے کبھی لخت جگر بھی
بجلی کو دم سرد سے جسکے حذر آوے
ملگیا خاک مین ہم پانوں کو دھرتے دھرتے
اس زندگی مین اب کوئی کیا کیا کرے
زاہد تجھے قسم ہے جو تو ہو تو کیا کرے
جز لخت دل صدف مین نہ گوہر نہا کرے
کیا کر چلے اور آئے تھے کس کام کے لئے

مے پرستی ہی میری باعث آرزش خلق — توبہ صد قوم ذکی ہے میری بیخواری سے
تنزلین بھی ہم ہرگز ترقی سے نہ کم ہوتے — جو ہوتے کوہ سے پتھر تو پتھر سے صنم ہوتے
جون پھلجھڑی کی شاخ نہ پانی مین ہو نمین اسیر — دی آگ باغبان کہ میری بیل پھل سکے
سرگشتگی نصیب کی مرمٹیے تو سنجا ہے — اوٹھتے ہی گرد باد ہمارے غبار سے
اتنی ہی بعد مرگ بھی پاس شکست دل — ٹوٹے نہ آئینہ مرے سنگ مزار سے
شربت ہے مجھے زہر غم ہجر کہ میرے — گھٹی جو بنے روز تولد تو وہ سم سے
بازار محبت مین بنوت کا بہا کیا — اک زن نے لیا مول ہنے چند درم سے
غفلت مین زندگی کو نکھو گر شعور ہے — یہہ خواب زیر سایۂ بال طیور ہے
سودا کے جو بالین پہ گیا شور قیامت — خدام ادب بولے ابھی آنکھ لگی ہے

سوز تخلص محمد میر نام طور الشعر الملک مالوفہ لکھنو تیر انداز یگا گوشۂ خاطر مین کسب کامل تحریر اقسام خطوط مین نازک انکی انامل اے منصفان زمان اور سیر کنندہ گان گلشن بیخار و گلستان بیخزان منصف ہوکر انصاف کرنا اور دیکھنا انکا بیان مولف گلشن بیخار کی تحریر پر نظر کرنا انکے نسبت یہ عبارت ہی جسکی عاصی کو سب کی حضور مین شکایت ہے (وکلامش از جادۂ مستقیمہ برکران الخ جاے انصاف اور غور ہے میر سوز صاحب کے ساتھ انکا یہہ طور ہی جو ظاہر حال انکا مانند باطن پاک ضمیران صاف اور باطن آلایش حسد و بغض سے پاک اون سے یہہ لاف انکی شراب سخن وہ تیزاب ہے کہ مذہب شعرا مین روا جس سے سامع مست و بیہوش ہو الکلام مانند صراط المستقیم مستحکم ہمکو اس بات کا حد سے زیادہ غم کہ صاحب گلشن بیخار نے انسے بھی گستاخی کی جو ایسی بیہودہ عبارت لکھی اگرچہ جوش طبع یہہ کہتا ہے کہ کچھ صفت بیان شیفتہ صاحب کی لکھون اور بتقریب شایستہ اوس عبارت کو زیب دون مگر بخوف خدا باز رہا اس مشورہ مین دل بہت گداز رہا صد حیف کہ یاران ہم جلیس نزدیکی مونس و انیس وہ کون مرزا اسد صاحب وغیرہ مخصوص

مومن خان جنکو باوجود متانت مرتبہ شناسی و رتبہ دانی کہان اور یہہ بہی ایک طرحکی چالاکی ہے اونکے دلونمین ایسی بے باکی ہے اپنے نزدیک دورہ مین ہوشیاری کی پیش خود عیاری کی میدان خالی پایا کوئی بہرا ہوا مقابلہ کو ہات نہ آیا یہہ سمجہے کہ زمانہ بہرا ہے ایک ایک آفت و ہراسہے سو دیکہے انہون نے اپنے کو بلند کہینچا بڑے بول کا سر نیچا دوڑ چلے تو آخر گر پڑے کیا ہوا جو میان شیفتہ کو بیوقوف بنایا خود دکہا چاہتے تہے پر ان سے برا کہوایا ایسی چالاکیان ہمکو بہی یاد ہین ایسون کے ہم بہی اوستاد ہین عاقل کو نکتہ کتاب ہے غافل نادان لاجواب ہے آیدم بمطلب کلام طور الشعرا مین وہ گداختگی ہے کہ سنگدلونکو موم کرتا ہے وحشیان صحرائی کو رام ہوئی مضمون وادی کاغذ مین ایمن ہوکر عصائے قلم سے ساحران باطل فن کو بناتا ہے غلام سخن دم جانسوز سے باسوز ہے اور بے ساز ہے نے باوصف بے مغزی سوز دل پیدا کرتی ہے ایسی آواز ہے سنا ہے کہ پہلے میر تخلص تہا سبب تبدیلی تخلص معلوم نہوا انکی سوزدلی نے خس وخاشاک دشمن صحرائے کاغذ مین جلایا کلام سوزعدو کو آتش حسرت مین جلاتا ہے غیر جو باساز انسے جلتے ہین اونکے یون دہوئین اوڑاتا ہی

مندے گر چشم ظاہر دیدہ بیدار ہو پیدا — در و دیوار سے نقش جمال یار ہو پیدا
تڑپتی کیون ہے ای بلبل کمال اتنا تو پیدا کر — کہ تیرا اشک جس جاگہ گرے گلزار ہو پیدا
یہان تک کفر دلمین چاہیے گر خار گلشن ہو — بجائے ہر رگ گل رشتہ زنار ہو پیدا
قتیل خنجر مژگان ہون ایسا کیا تعجب ہے — کہ میری خاک سے سبزے کی جاگہ خار ہو پیدا
مسیحائی ہے تیری تیغ مین کیا سوز کو ڈر ہے — کہ سو سو بار ہو وے قتل سو سو بار ہو پیدا
پور پور انکے مین اعجاز مسیحائی ہے — چٹکیان لے لیکے مردونکو جلادیتے ہین
خواب مین بہی یہ دیدے روتے ہین — زور چشمین ہین خوب سوتے ہین
برق طپیدہ یا شرر بر جہیدہ ہون — جس رنگ مین ہون ہون مین غرض از خود رمیدہ ہون

اے آہ و نالہ تجھسے نہ آگے بڑھا ہون کہ مین
نہ بچھڑا ہون کاروان سے مسافر جریدہ ہون

اے اہل بزم مین بھی مرقع مین دہر کے
تصویر ہون ولی لب حسرت گزیدہ ہون

جنازے والو نہ چپکے قدم بڑھائے چلو
یہ اوسکا کوچہ ہے ٹک کرتے ہای ہای چلو

قیامت حشر کو ہوگی خوشی تیرے شہیدانکو
کوئی کھینچے ترا دامن کوئی پھاڑے گریبانکو

مثل نے ہر استخوان سے درد کی آواز ہے
کچھ نہین معلوم یارب سوز ہے یا ساز ہے

ایکبار ہی دہک سے جو ہر کر دلکی پھر اگلی نہ سانس
کس شکار انداز کا یہ تیر بے آواز ہے

سہراب تخلص سہراب بیگ نام دہلوی بفن رمل دستگاہ تام شاہجہان اباد سکونت کا مقام شاگرد نصیر روشن ضمیر والا احتشام اسفندیار سخن کا زور بازو فکر شعر مین بعرصہ کاغذ یاران سخن فہم سے زور آزماتا ہے جس سے گردان جنگ آزما معرکہ نظم کا زہرہ پانی پانی ہوا جاتا ہے

کس دن نہین خیال دہان و کمر نہین
وہ کونسا ہے روز جو سیر عدم نہین

سید تخلص میر غلام رسول نام مراد آباد کے بزرگ فکر سخن مین انکا مطلع سترگ ایسا فرمایا جو برائے زیب دفتر آیا

خوبرویون کے تو ملنے سے نہ باز آئینگے
یہ تو ہم بد خو نہین جائینگے مگر جان کے ساتھ

سوزان تخلص مرزا احمد علی نام بیان مضمون آتش سے زبان خامہ سوزان و ناکام انکے سوز سخن سے عدو سرد ہے دشمن ناکام کی آبرو گرو ہے

فرقت مین اوسکے سوزان ناحق تو جان دی ہے
دس بیوفا کو غم ہے مرنے سے کیا کسیکے

سید تخلص حکیم قطب علی نام وطن سکندرآباد مزاج سخن علیلان مشتاق کے واسطے اوستاد

جادو بھرے ہے شہر مین سید کا ریختہ
دیکھو سکندرہ بھی بنگالہ بنگیا

سیادت تخلص میر مجاہد الدین نام تلمذ یافتہ ممنون تخلص جنکا اچھا کلام یون فرمایا ایسا سخن زبان پہ آیا

مثل نسیم صبح پھرا مین تو ہر کہین
پر وہ گل شگفتہ نہ آیا نظر کہین +

سید تخلص میر غالب علی خان نام مخاطب بسید الشعرا انکے سردار طبع ذی بزم سخن مین مضمون فکر یون بیان کیا

زلف و کاکل خط و خال ابرو و چشم و گیسو	اس دل زار کو کس کس نہ بلانے چاہا

سحر تخلص شیخ محمد یعقوب علی نام بن قاضی محمد صدیق بن قاضی محمد صابر بلند احتشام مولد و منشا قصبہ بلیا ضلع غازی پور بمدت ممتد لکھنؤ مین خدمت فیضدرجت شیخ امام بخش ناسخ مرحوم سے فایدے اوٹھائے سن بارہ سو ساٹھ ہجریہ مین بکشش آب و خور و حسن اتفاق جب دہلی مین تشریف لائے نیاز نامہ کو بھی ان سے نیاز حاصل مرد معقول جوان و شریف صحبت کے قابل اے میل خامہ سحر نگار اثمد مضمون تکحل طبع سے روشنائے چشم یعقوبان شایق کے لیئے ڈہلتا ہے اے عزیزو یوسف مضمون کنعان طبع سے برادران گرگ سیرت کے سبب زلیخائے شایق کی چاہ مین کاروان شوق کے ساتھ طرف مصر مشاعرہ چلتا ہے مضمون نادر سحر سامری ہے معشوقہ نظم مین جادو حسن پڑھی ہے کلام کیا ہے جادو ہے یا منتر جسکے روبرو پڑھا ہے قابو ہے یا ششدر

آتش فرقت تن مجروح مین تھی مشتعل	معرکہ مین آب خنجر نے اوسے ٹھنڈا کیا
دیکھکر ہونٹ انکا لاکھا آگیا دانتونکو قرار	پان کی بوٹی سے پارا یار نے کشتہ کیا
دربدر سرگشتہ ہین وہ گردش افلاک سے	جنکو طفلی مین دکھاتے تھے نہ باد آفتاب
آگے کمر کے آنکھون کے ہو قدر کسطرح	غالب کہان ہوتے ہین جکارے پلنگ پر
خدا محفوظ رکھے رشک سے ابنائے جنسان کے	کہ یوسف کو گرایا بھائیون نے چاہ کنعان مین
نہین ہین بے سبب شیرین دہان تخم القاتل	لگوڑائی ہے مصری تو دی آب تیغ بران نیا
دریا ڈبوئی گئی نہ گرائی مین بھی مری	کب بوریاے فقر مرا سمج زن نہین
جب چنی افشان جبین پر اوڑ چلا وہ شعلہ رو	حسن کے توسن نے بھروایا ترا راجا نکو
دیکھے وہ ٹیکا جبین پر ہوگیا مغرور حسن	ہمنے خود دیکھا کہ جھکتا ہے تارا چاندکو

عشق ابرو مین مہ نو سے یہ جی گھٹا ہوا	دیکھکہ سمجھا ہین اہلی کا کتارہ چاند کو
بھولکر عارض سے اوسکے کی جو اوسنے ہمسری	چاند ماری کے بہانے ہمنے مارا چاند کو
تمہارے حسن روز افزون ذکس کس کو نہ شرمایا	فرشتے کو پری کو حور کو یوسف کو غلمان کو
تمہاری چال نے عالم کیسا نہ و بالا	زمین فلک پہ گئی آسمان زمین کی تلے
الہدری دستگیری دلدار کا اثر +	دز دحنا ہوا ید بیضا کے سامنے

سرعت تخلص لا اعلم انکے احوال نے سرعت کی تو بندے نے بھی تفتیش حال مین نہ جرأت کی سرعت کا کلام دیر پا ہے کیا خوب لکھا ہے

جو کہے ترا عشق جانا ہوا ہے +	تو کہتا ہے چل بے دیوانہ ہوا ہے

سعید تخلص سعید الدین خان نام نبیرۂ حافظ ابو المؤید خان مرحوم کہ ساکن شاہجہان آباد مین لال کوے پر اونکی ریاست مفہوم ایسی چالاک کہ بد و مین بھی املاک حافظ صاحب مرحوم اور جد امجد مخدوم آپسمین دوست تھے دو مغز و یک پوست تھے سن بارہ سو پیتالیس ہجری مین عاصی ہمرکاب والد ماجد مرحوم دہلی گیا شرف ملازمت حافظ صاحب سے فیضیاب ہوا حضرت شیخ فرید الدین رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد مین بزرگ و بزرگ زادے سخن مین اوستاد مین سخن سعید ہے جسکی یہہ تقلید ہے

یا کعبہ کو یا سمت ترے گھر کے کرے منہ	اک عمر سے دو گد مین ہے دل قبلہ نما کا

سلطان تخلص سلطان خان نام رئیس اعظم عظیم آباد انکے دریافت حال سے دل جو یا نہوا استاذ سخن کے بادشاہ ہین کہتے مضمون کے سپاہ ہین

عشرت نہین نصیب مین حسرت تو ہے نصیب	پہلو مین داغ ہے جو وہ رشک قمر نہین
جسجا ہجوم بلبل و گل سے جگہہ نہ تھی	وان ہائے ایک برگ نہین ایک پر نہین
کیون کر بہار گل کے نہ دو ایکدن رہے	کچھ زخم دل نہین ہے یہ داغ جگر نہین
دنیا سے میرے ساتھ چلین نامرادیان	حسرت چھٹ اس سفر مین کوئی ہمسفر نہین

حرف الشین

شاد تخلص لااعلم زنار دار سکندر آبادی برہمن سخن نے پوتھی فکر شعر کی پھاڑ اجان شناالقیز کو یون سنادی سامعین کا دل شاد کیا دیہ دل مین عشق بت بنیاد کیا

اوس رنگسہ چینی کا پڑا جس زمین پہ عکس
چینا کے پھول اوگتے ہین دہ ان سے بھاڑ مین

شاداب تخلص لالہ خوشوقت راے نام انکے ادب دینے والے شیخ محمد قیام الدین قایم جنکا چاندپور مقام آبیاری فکر سے نہالان مضامین چمن کاغذ مین شاداب سرد مصارع خیابان طبع بلند مین سیراب

جبتلک ہو کام مژگان سے تو ابرو مت چھیڑیا
تیر کے ہوتے کوئی کھینچے بھی ہے تلوار کو

شاد تخلص آلہ یار بیگ نام متوطن گیان شاگرد مصحفی خاطر محزون کو زاد کان طبع سے یون شاد فرماتے ہین خدنگ مضمون معرکہ شعرا مین اماجگاہ کاغذ پہ اسطرح لگاتے ہین

اگر چاک سینہ کو ہم واکرین
تو ہنگامۂ حشر بر پا کرین

شاد تخلص لااعلم متوطن ٹرہانہ کلام ایسا شاعرانہ سخن دلشاد ہے خاطر محزون آباد ہے

پائے جو کہین وہ لگی مرے تک خبر آتش
پھر رشک سے لوٹا کرے انگارون پہ آتش

شاد تخلص میر احمد حسین نام متوطن شکوہ آباد خاطر محزون سامع مضمون خوش سے شاد ایا ارشاد

لب ہلا وہ کبھی بس ایسی بھی رعنائی کیا
کام آویگی قیامت مین مسیحائی کیا

شادان تخلص میر رجب علی نام مرد درویش شاگرد بھور یحان آشفتہ آزاد کیش طبع سنج آگین انکے کلام سے شادان خاطر غمگین لطف سخن سے فرحان

دل نہ بچے آہ شادان طفل ابتر کو کبھی
یاد ہے مجکو یہ نکتہ حضرت اوستاد کا

شاکر تخلص شاکر شاہ مطالب مضمون سخن سے آگاہ اللہ پر صابر و شاکر

علم شعر سے یون ماہر طبع گدا گرہی ہو حرف سوال لب پر ہے

اوسکی آنکھون نے نہ ایک خلق کو بیمار کیا | زلف نے بھی دل عالم کو گرفتار کیا

شاہ تخلص شاہ سعد اللہ نام دل شگفتہ فقیر روشن ضمیر دست بپاے قناعت بستہ گداے تکیہ کاغذ مین یاد حق سے مشغول سوال خاص جواب معقول

کبھی ہے اسقدر آنکھون مین خوبصورت یار | کہ رہگیا نظر آنے سے خوب و زشت مجھے

شاکر تخلص محمد شاکر نام شاگرد محمد علی حشمت اوستاد کے ہاتھ سے پاے سخن کی دولت طبیعت حاضر سخن پر شاکر

کیا پوچھے ہے حال بلبلون کا | جو اونپہ گذرنی ہو گذر لے +
گلچین تجھے کیا تری بلا سے | گل توڑ سکے تو تو گود بھر لے +

شایق تخلص محمد ہاشم نام قباے سخن مقراض اصلاح میر عزت اللہ عشق سے قطع علاقہ ہنر خیاطی مین پارہ نان براے مایحتاج جمع اس بیونت کا کلام ہے جیسی بڑے قطع و برید والون کے ٹانکے اودھڑتے ہین بڑے بڑے عاقل انکے خیاط خامہ سخن کے پانون پڑتے ہین کلام سننے کے لائق بندہ بھی جسکا شایق غنچے کیطرح زبان خامہ تیز گلے کرنے مین گلہ ہے +

سراپا اوس پری رو مین لطافت ہی صفائی ہے | تصدق ہین ہم اوسکی جسنے یہ صورت بنائی ہے

شایق تخلص میر محمد نام شاگرد ہاشمی کے لائق بعدہ کسی سبب سے جرأت جیسے اوستاد کے شایق

تماشا دیکھکر جراح کے مرہم لگانے کا | ہمارے زخم ٹانکے توڑ کر کھل کھل کے ہنستے ہین

شایق تخلص میر حاجی نام بشوق تہوسی حصول خاک نہوئی ایک عمر دلکو پارہ کیا اسے غم مین گاہ کشتہ گاہ زندہ ہوکر گذارہ کیا اخلاق حمیدہ حلم پسندیدہ نسخہ فکر بوئی طبع میر ہدایت علی کیفی سے شمس اعلی ہوا ایک عالم انکے کیمیاے فکر کا چاہنے والا ہوا

نپوچھو یا نکی آسایش کہ ہم اس بحر ہستی مین | حباب آسا کوئی دم کے یہان مہمان بیٹھے ہین

شایق تخلص محمد نذیر الدین نام انکے جملہ حال سے شایقین محروم الاکلام جسکے سب شایق اور سب پر فایق

چین اسمٰعیل کو نہ اک آن ترے بن آیا
دن گیا رات گئی رات گئی دن آیا

شرف تخلص شرف الدین نام زیادہ تر شوق تصنیف مرثیہ و مناقب اور بھی طبیعت اطرف فکر شعر راغب کلام گو انسے شرف گو یا تیر بہ ہدف الیمی گفتار ہے جسکی یہہ تکرار ہے

اب دن پھرے ہمارے یہہ ہم پر عیان ہوا
وہ مہ جبین جو رات کو پھر مہربان ہوا

شرف تخلص میر محمدی نام سخن کو فیض طبع سے مشرف کیا روے شوق ذہن اپنا بدل مضمون کی طرف کیا تن شاہد مضمون پر شرف شریف ہے تشریف کا شرف خامہ جادو نگار سخن لطیف ہے

نگ صفائی قلب بس ہے بہر تسخیر جہان
خاتم دست سلیمان ہے نگین آسمان

شرف تخلص مرزا شمس الدین نام مصرعہ سخن سے طبیعت انکی تضمین لاکلام گوہر مضمون کو صدف طبع مین شرف جیسے شرف آفتاب یکعالم کیطرف

مژگان اوسکے برچھیان ہین خنجر ہین بھاؤ ہین
سینہ سپر جوان ہم بھی ہین سب اپنے دیکھے واؤ ہین

شریف تخلص مرزا شریف بیگ نام مرد شریف فکر سخن مین طبع لطیف ایسا کلام

شریف رونے پہ آجائین گریہ دیدہ تر
تو آبرو نہ رہے کچھ گھٹا برسنے کی ++

شرر تخلص مرزا صادق نام تارک دنیا طالب عقبیٰ سخن انکا سنگ طبع سے یون شرر ریز ہوا مضمون دلین نہان جیسے سنگ مین شرر نہان گفتگو شعلہ انگیز کلام گرم شرر خیز

گئی دو لو بیانکا کام ہی ہم نہ دہر کر رہی نہ ودہر کے رہے
نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادہر کے رہے نہ ودہر کے رہے

شرافت تخلص مرزا اشرف علی نام لکھنو جاے سکون فکر شعر کے شاگردی مین میر ممنون سے ممنون طرز مین شرافت سے سخن مین لطافت ہے

طرز تحریر یہہ انداز تقریر یہہ

چمک گئے برق نے کی ولیہ شعلہ باری رات
نظر مین بجھ گئے دامن کئے وہ کناری رات

شرر تخلص مرزا جعفر علی نام دہلی مسکن مقام حیدرآباد اس شاعر ذی رتبہ کا جاے مدفن سنگ طبع سے شرر مضمون شعلہ زن طبع گرم سخن کی کھلیان پر برق افگن

اے عشق جگر سوز شرر کی تجھے سوگند
اک شعلۂ جانسوز کہ مشتاق فنا ہون

شرر تخلص مرزا ابراہیم بیگ نام انکے سخن پہ نوازش حسین خان نوازش کی نوازش سنگ خاراے سخن کے لیے بیستون کاغذ مین تیشہ طبع کی کاوش زبان قلم رشک تیشہ فرہاد ہے کلام شیرین کی تلاش مین برباد ہے

شربت کیسے گھونٹ اب تو پیتے ہو شرر ہر دم
یون وس شکرین لب کی اب گالیان کھاتے ہو

شعلہ تخلص امرناتھہ نام کشمیر وطن جاے پیدایش لکھنو کا دامن آتش شعلہ زبان گرم جس سے شعرا کی انجمن شاعر لاوبالی ہے فکر مضمون فانوس خیالی ہے شمع رخ شاہد سخن کا پروانہ ہے جلوۂ حسن محبوب پر دیوانہ ہے

غم اسیر ونکے بھی کچہ ہے اندمال زخم کا
باغبان پھول اکیدو رکھدے قفس کے چاک مین

شفیع تخلص محمد شفیع نام نادر سخن تحفہ کلام ارشاد کیا خوب ہے جو ہر طبع کا مرغوب ہے

شاکو جب یاد تیری بات آتی ہے ہمین
نیند کافر ہون جو ساری رات آتی ہو ہمین

شفا تخلص حکیم یار علی نام بیمار سخن کو معالجہ حکیم طبع سے شفا نسخہ قرابادین طبع کا مریضان مضمون نظم کے واسطے دوا

جون ڈانک کے دہر ہے دو نا لگے ہے یاقوت
چمکا ہے رنگ پان سے جو ہر ترے لبون کا

شفیق تخلص مظہر علی نام ادب یافتہ ثناء اللہ خان فراقی سخن کو انکا انکو سخن کا کمال اشتیاق سخن انکا رفیق شفیق یہہ سخن کے دوست دلی بتحقیق

آتا نہین چمن مین مرا گلعذار حیف | جاتی چلی بہار ہے یون ہین ہزار حیف

شکوہ تخلص میر شکوہ علی نام سخن مین اپنے شکوہ یون جتاتے ہین جلوہ شاہد طبع اس خوش وضعی سے دکھاتے ہین

نہ دم مین دم ہے نہ اب تاب رہا ہے آنکھو نمین | کبھی جو روتے تھے خون جم رہا ہے آنکھو نمین

شکوہ تخلص محمد رضا نام ساکن لکھنو شاگرد مرزا قتیل شکوہ سخن کسکے انکے کلام بہتر کہ ہے یہہ دلیل

نہ اوسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دلکو | عجب طرحکا الٰہی عذاب ہے دل کو

شکر تخلص لالہ رادہا کشن نام مرادآباد انکا جاے مسکن و قیام برہمن سخن بتکدہ کاغذ مین اصنام مضمون کی پوجا کرتا ہے پوجاری فکر کا مشاعرے کے مندر مین بتان مضمون کے پانو پر خدا واسطے سر دہرتا ہے شکر ہے نہ شکایت شکایت کیا شکر کی حکایت

دیکھ تو اے چشم سیل اشک طغیانی مین ہے | گھر سنبہال اپنا کہ دیوار مژہ پانی مین ہے

شکیبا تخلص شیخ غلام حسین نام مزاج طبع مضطر و شید شعرا سے شکیبا ہوا تو بھی حیران و ششدر یہہ کلام ہے جس کا ایسا انتظام ہے

نیم بسمل اوسنے گر چھوڑا شکیبا غم نہین | پر یہ غم ہے اعتبار دست قاتل اوٹھ گیا

شگفتہ تخلص مرزا بیدار بخت نام عرف مرزا حاجی طبع رسا کو سخن سنجیدہ سے اسطرح شگفتگی و خوش مزاجی گل مضمون پژمردہ نسیم طبع سے شگفتہ صدف کاغذ مین نیسان طبع سے جو قطرہ ٹپکا وہ در ناسفتہ

مشکل ہے میرے اوسکے ہو صحبت برار کی | مین جلد باز ہون وہ تغافل شعار ہے

شگفتہ تخلص لالہ بدہ سنگہ نام حدادی پیشہ اوستاد انکے بہور نجان آشفتہ ہمیشہ دست فکر داؤدی آشفتہ سے آہن مضمون کو موم کیا تو عاصی نے انکا حال اس طرح مرقوم کیا

پروانہ وار جلکر گو خاک ہو گئے ہم | پر شعلہ رو بچو کا اپنی شرار تون سے

شگفتہ تخلص مرزا ابو سعف علی نام یون شگفتہ ہوئے انکی خاطر گل اندام چمن سخن کی ہوا نسیم جنت سے غنچہ خاطر جس سے شگفتہ بہر صورت ہے

آنکھین چرا کے شب وہ بہانے سے اوٹھ گیا
حرف مروت آہ زمانے سے اوٹھ گیا

شوق تخلص منشی شیخ الٰہی بخش نام انکے بزرگ پنجابی کہلائے یہہ فخر دہلی مین مطمورۂ عدم سے جلوہ گاہ ہستی مین آئے کٹرہ عمر خان محلہ تاج گنج سکونت کا مقام زیر سایہ روضہ منورہ ممتاز محل قیام منشی ازل نے مرثیہ تحریر نامجات مرزا مظفر بخت خلف مرزا جوان بخت انکی قسمت مین لکھا متانت و قناعت چستی و چالاکی طباعی وجودت مزاج انمین باہر تحریر و تقریر سے دیکھا دیوان فارسی بانواع شوخی و ناز ترقیم فرمایا علی ہذا القیاس دیوان بزبان ریختہ ریختہ خامہ پایا نثر مثنوی ثلاثہ بزبان ریختہ انشا قوانین سلطنت بہمین زبان آویختہ ہے ہنگام درود جہدہ دہلی فرخ آباد سے جو ہوتا تو مجلس مشاعرہ کرتی مضمون اسیر زلف کے بکھرتی مضمون کا نہایت شوق شوق کو اپر ذوق

دیکھا ترے مقتول نزاکت کا جنازہ
اک برگ سمن مرگ کی دن اوسکا کفن تھا

عنان سنبھالے ہوئے رکھتے ہین نقش سرکش کے
سمند تیز خرام اپنا ہرزہ پو نہوا

نخل ہوتی ہے مگر اپنے نصیبے کا درخت
نہ کبھی پھولتے دیکھا ہی نہ پھلتے دیکھا

آوارہ و سرگشتہ بسر خاک ملامت
یہہ شوق وہ رسوا ہی کہ مین کہہ نہین سکتا

جیسے دیکھا آہ وہ رشک طلوع آفتاب
صبح محشر ہو نہ ہے ہمکو طلوع آفتاب

ہاتھ پہونچے تو ملا ہات تہی دستون سے
اس زر و سیم کو کچھ دن ہے بقا پا بر رکاب

سواد زلف ہے واللیل کی صورت نمایان ہے
قیامت ہی وہ قامت بسم اللہ کی صورت

دہن ہے میم آنکھین عین دندان سورۂ یسین
یہ بیت اللہ یعنی ہی دل آگاہ کی صورت

برق نے دو دو ہے قربان ہو کنارے کی لیے
دور دامن کا ترے ناپ لیا دست بدست

نکل آوے جو کہین گھر سے وہ مہرا خورشید
دن سے ہو جای قمرون رات کا در داد غم صبح

مانند حباب آنکھ کھلی حملہ ہماری +
جون قطرہ نہ دیکھا سر و سامان نفس چند

موج روان اشک ہے زنجیر پاے شمع
گلگیر لیکے کیجیے تدبیر پاے شمع
جانا جگہ جلون کا نہین کیمیا سے کم
خاک وجود شمع ہے اکسیر پاے شمع
نکہت صنم کا اور گل تر دو نوا ایک ہین
میری بھی آہ و باد سحر دو نوا ایک ہین
مطلوب دو مکان ہون اگر تجکو ایک سے
آنکھون مین میری آکے یہ گھر دو نوا ایک ہین

شوق تخلص محمد بخش نام سخن کا شوق ہر اہل سخن سے سخن مین فوق دید
شاہد مضمون کا شوق الله رے شوق و ذوق

ایشوق اوچھالی ہے وہ شیشہ کو ٹوٹتے ہین
منظور کیکی جو اوسے دلشکنی سے ہے

شوق تخلص جوہر بیگ نام لکھنو مسکن شاگرد مصحفی مشہد مقدس
اونکا مامن

ہمارا حال زار ایشوق وہ آکر اگر دیکھے
یہ کیا ممکن کہ جو آنسو نہ چشم زار سے ٹپکے

شوق تخلص مولوی قدرت الله نام صاحب شوق طالب علم طبع کو مبتلا
نظم کا ذوق

ایخدا یون بھی کبھی تیری خدائی ہوگی
کہ مجھے اوسکی جدائی سے جدائی ہوگی

شوق تخلص لا اعلم دہلوی ادب یافتہ سجدہ گاہ شعرا نظم سخن کو بصد ذوق
و شوق یون آراستہ کیا

دامن کو تیری خون نہ ہے بن بھرے ہوئے
چھوٹے نہ اپنا عشق تو قاتل مرے ہوئے

شوق تخلص حسن خان نام شاگرد سراج الدین علیخان آرزو معشوقہ
سخن کے ہر ایک شائق سے جلوت بزم مین یہہ گفتگو

دکھا دیدار اے پیارے کہ مین فرقت سے مرگذرا
مرا فردا ے محشر آج ہی مین گل سے درگذرا

شوق تخلص روشن علی نام ستار نواز علم موسیقی مین داؤ د آواز مشاق
تیرانداز ہی کام انکا ہمیشہ سخن بازی

عقدۂ دل نہ کھلا ناخن تدبیر کے ساتھ
آخرش کام پڑا پنجۂ تقدیر کے ساتھ

شوق تخلص غلام رسول نام دہلوی حافظ قرآن مجید تادیب طفلان

وسیلہ آب و نان شاگرد نصیر حافظ طبع کا ذریعہ نجات حفظ قران دل بصورت حفظ قران پر مائل پر بارہ نظم بھی بڑے مد و شد سے گردن مین حمائل قاری طبع کے وقت پنج آیت وہ حالات اور ناظم شوق کے بزم کا غذ مین یہ صورت لکھا ہوا تھا

یہ اوس مہ جبین کے پردے پر
نہین ہے کوئی اب ایسا زمین کے پردے پر

شور تخلص محمد بیگ نام مولد دہلی اصل ایران میدان پیکار مین تیر اجل انپر قربان سخن نمکدان کا غذ مین شور انگیز ذائقہ چاشنی کلام حلاوت بیز طبیعت پر زور نظم کا جہان مین شور شمشیر زبان معرکہ شعرا مین چمکی تب انکی تعریف بندے نے رقم کی

غضب انکھین ستم ابرو عجب منہ کی صفائی ہے
خدا نے اپنے ہاتھوں سے تری صورت بنائی ہے

شوق تخلص یوسف علی نام شاگرد غلام علی عشرت ساکن بجنور انکا سننے مین آیا کچھ اور وضع کا طور شیطان دشمن قدیم آدمی گنہگار سقیم الصاحب کو بنارس مین کسی غیر مذہب یا کسی راہ پار انی صراط مستقیم سے بھگایا اور ایمان دل نے راہ راست کو بھلا کر یہہ طریق بتایا نعوذ باللہ غفور الرحیم ہر مسلمان کو بہ نیروے فضل نگہ شیطان سے بچا کر نگاہ مین رکھے ہدایت کی راہ دکھلا کر دشمن قدیم کے بدی سے پناہ مین رکھے ہیرے مین یہہ حال ہوا اونکو ایسا خیال ہوا اب بھی اونکا وہی کام ہے عیف مسیح نام ہے کرتا ہون مین بار بار توبہ توبہ ہزار توبہ ایمان سخن انکے نے طریقہ شریعت نبوی چھوڑا افسوس ہے کہ اسلام سے یک لخت منہ موڑا اونکا پادری طبع گریہ کا غذ مین مذہب عیسوی کی بندگی یون پڑھتا ہے صاحب فکر ہیکل قرطاس مین دین مسیحائی کیطرف اس طرح پڑھتا ہے

مجھمین اور ابر مین ہی معرکہ آرائی آج
سرخ رو رکھیو تو اے دیدۂ خونبار مجھے

شوق تخلص لالہ بھوگی لعل نام اور تحقیقات سے بندہ ناچیز ناکام یون فرمایا جو لکھنے مین آیا

ہمین وہ شوخ بھی آجائے اگر تو نہین تماشا کو | مبارک جب مجھے الیشوق ہو دیوانہ ہین اپنا

شور تخلص غلام احمد نام پسر محمد اکبر شاگرد حکیم مومن خان شوریدہ سر اُنکے سخن کا شور ہے طبیعت کا زور ہے

کیا قیامت ہے کہ روز حشر ہے ہر روز ہجر | تھا قیامت کے لیئے یارب مقرر ایک دن

شہرت تخلص امیر بخش نام خلف عیسی خان حیدرآباد مین بسرکار دیوان چندو لعل بوسیلہ شاعری زر کثیر حاصل کیا عنفوان شبابمین غنچہ عمر انکا صرصر اجل سے پژمردہ ہوا انشاء اللہ خان فراق نے انکو اپنی شاگردیمین داخل کیا زمانے مین اونکے سخن کی شہرت ہے نظم سخن مین ایسی صورت ہے

حیرت پڑی ٹپکتی ہے شمع مزار سے | آئینہ کو جلادو ہمارے غبار سے

شورش تخلص میر غلام حسین نام عظیم آبادی شاگرد میر باقر علی حزین انکی شورش کلام سے خوان نعمت سخن نمکین

رقیب گرچہ بہت برخلاف ہے شورش | ہوا کرے ہمین ہے یار اپنے کام سی کام

شہامت تخلص شہامت علی نام مشرقی سخن کی صفت یون لکھی مرد خوش کلام صاحب نیک انجام

یاد حق دلمین نہو گر تو ہو غالب نفس شوم | بوم ہو جاتا ہے وارث خانہ ویران کا

شہرت تخلص انکے سخن کی اس سبب شہرت ہے کہ اوستاد کلام طبع جرأت ہے ایسے گفتگو ہے جو روبرو ہے

دل ڈھونڈتے ہو پاس مرے دل سو کہان ہے | ایک شعلہ آتش ہے کہ پہلو مین نہان ہے

شہید تخلص لا اعلم ہمعصران مسجود شعرا او مرشد شعرا شہید سخن کا تیغ طبع سے خون بہا

شہید آخر مقدر تھا ہمین حسرتمین جی دینا | ہمارے سر پہ آکر پھر گیا جلاد یا قسمت

شیدا تخلص لا اعلم مرادابادی سخن پہ شیدا انکے کلام پہ کمال کا شوق شائقین کو پیدا واہ کیا مضمون جسپہ زمانہ مفتون

کرتے ہو کیون سبک تم درسے مجھے اوٹھا کے ‌ ‌ ‌ ‌ کیا میرے بیٹھنے کا خاطر پہ بار گذرا

۵۱ **شیفتہ** تخلص لااعلم شاعر قدیم سخن پر شیفتہ کلام منظوم پر بدل و شوق اتم فریفتہ ایسی ترقیم ہے جسکی یہ ترمیم ہے

عید کے دن بھی نہ دیکھا اوس ہلال ابرو کو ‌ ‌ ‌ ‌ چاند دیکھا ہمنے لیکن منہ نہ دیکھا چاند کا

۵۲ **شرر** تخلص لااعلم آرامگاہ طبع بدایون طبیعت ایسی موزون معانی سخن سے یون جلوہ گر جیسے سنگ سے شررہ

گل کھلائے گا بہت خال سیاہ رخ یار ‌ ‌ ‌ ‌ سبزہ خط بھی اسی تخم سے پیدا ہوگا

۵۳ **شفق** تخلص لااعلم لکھنوی ابر مضمون سپہر کاغذ پر ایسا دہوان دہار گھرا جسکی خوشی سے چہرہ گردون پر شفق شا کو پھوبی اور رنگ پہرا قوس قزح سخن کی فلک کاغذ پر رشک ابروے مہوشان آفتاب سخن سطح سپہر قرطاس پر اس جلوے سے نمایان

پس مرگ میرے مزار پر جو دیا کسیے جلا دیا ‌ ‌ ‌ ‌ اوسے آہ دامن باد نے سر شام ہی سے بجھا دیا

۵۴ **شعوری** تخلص لااعلم جولاپوری متقدمین سخن سے حضوری شاعر طبع عاقل ہے اس شعور سے ناقل ہے

پھرتا رہے ہے چار پہر مضطر آفتاب ‌ ‌ ‌ ‌ روشن ہے یہ کہ محو ہوا تجھپر آفتاب

۵۵ **شہیدی** تخلص مولوی کرامت علی نام لکھنؤ مسکن بعلم حساب دانی استاد دبیر فلک کا ہمفن علم عروض مین یکتاے زمانہ مایۂ عمر گران مایہ لبیاحی صرف بے باکانہ آشفتہ انداز شاعر طناز سعادت جو رہبر ہوئی تو منزل سفر مدینہ انکی سر ہوئی علالت طبیعت نے اس سفر سخت مین انکا سنگ کیا اشتداد مرض مہلک نے بہت تنگ کیا ہمراہیون سے پوچھا مدینہ طیبہ کتنی دور ہے اسکا دریافت کرنا جلد تر منظور ہے جب سنا کہ درخت وہان کے نظر آتے ہین بولے یہ شعر پڑھ کر ہم عدم کو جاتے ہین ٥ تمنا ہے درختون پر ترے روضہ کے جا بیٹھے + قفس جسوقت ٹوٹے طائر روح مقید کا + یہ شخص بیشک فنا فی الرسول

آرزو جناب درگاہ الہی مین قبول اللہ تعالے کل مسلمانون کو زیارت طیب روضہ مقدس اوس فخر آدم شفیع امم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیب کرے اور خدا تعالے اس دعا کو قبول کرے شفاعت امت گنہگار کو مقرر اپنا حبیب کرے مرہم مداد کاغذ کے سیاہی پر جا کے داغ دل سخن پر لگائے تو التیام زخم جگر شہیدان تتایج فکر سے راحت پائی غازی فکر خنجر مژگان قاتل کافر کا شہید ہے زخم پر زخم دلپر کہاتا ہے لیکن وہ مزہ پاتا ہے کہ ہر لحظہ مشتاق دید ہے عالم فکر کا مدرسہ کاغذ مین یہہ مسئلہ ہے نفی واثبات عدم وجود کا مقابلہ ہے

طلوع روشنی جیسے نشان ہو شہ کی آمد کا	ظہور حق کی حجت ہی جہان مین نور احمد کا
ادہر اللہ سے واصل ادہر مخلوق سے شامل	خواص اوس برزخ کبری مین تھا حرف مشدد کا
تمنا ہے درختو نمیر ترے روضہ کے جا پہنچے	قفس جسوقت ٹوٹے طائر روح مقید کا
مرا سینہ ہے ہمیشہ بود و باش شہیدہ و انکا	فرازے لامکان سے قرب ہی میری نیستا انکا
شہید ہمین تو کیا ہون لیکے بوسہ سنگ اسود کا	کیا خوشنود اوس بت نے خدا کو ایک بوسہ مین
رو بال معطر ہے محبت کی جو بوسے +	یہ ہمنے لبسایا ہے شہیدی کے لیے سے
در پردہ ستم ہمپہ وہ کر جاتے ہین کیسے	گر کھیچے گلا صاف مگر جاتے ہین کیسے
وہ روز تو آئے وے بتا دینگے شہیدی	بن آئے کسی شخص پہ مر جاتے ہین کیسے

شہید تخلص نواب معین الدین خان کالپی وطن شاہد سخن پر شیدا ہو کر سیکھا شاعری کا فن

اتنا نازک ہے مزاج ای بت قاتل تیرا	کہ تڑپتا نہین دل کھول کے بسمل تیرا

شہید تخلص خواجہ ہینگا نام اصول انکا کشمیر شاگرد شاہ محمدی بیدار علایق روزگار مین ہمیشہ علاقہ بندی کے علاقہ سے سردکار جو شن سخن رشتہ فکر سے گوندہا اور دانہ دمے لعبت مضمون پر باندہا حسن نگار سخن پر شہید اعشق شاہد مضمون بدل پیدا

جا کا نین باتون کے بہانے لیا بوسہ	دیوانہ ہون شیدا یہ بڑا کام کیا ہے

صاحبو اس تحقیقات صاحب گلشن بیخار کو ملاحظہ فرمائی کہ یہہ شعر جو بنام شیدا لکھا ہے حقیقت مین اوستاد کے یہان کا لکھا ہے اور جن صاحب کو دیکھنا ہو تو ملاحظہ کرین دیوان بیدار اور یجا ہے ہر مناظرہ مین میری گفتار وہ مطلع یہہ جسپر مخاطب پر تحسین و زہ

جانین مشتاقون کے لب پر آ ہیان	ہلبلے ظالم تیری سبلے پروا ہیان

شیفتہ تخلص حافظ عبد الصمد نام شاگرد مجہور ریحان آشفتہ ہین اور حافظ کلام اللہ پاسے حشیم سے طے کرتے ہین لبطریق اوسے شرع شریف کی راہ منزل سخن طے کرتے ہین اس قرات سے تلفظ کلام ادا ہوتا ہے مطلق حفاظت سے

بے سبب کاکل مشکین کو یہ شانہ کیا تھا	منہ چھپانہ تھا اگر تو یہ بہانہ کیا تھا

شیفتہ تخلص نواب محمد مصطفی خان نام مولف گلشن بیخار ہے ای چہرہ آرایان عرایس سخن اے معاینہ کنندگان شاہدان مضامین نو وکہن یہہ مقام تکرار ہے کمال موقع کا وقت آیا شاہد مدعا نے منہ دکھلایا ملاحظہ فرمائی کہ میان شیفتہ صاحب کس شوخی اور لطافت و فتانت سے حال اپنا اور اپنے اشعار اپنے تذکرہ مین تحریر فرماتے ہین چونکہ بدون تسطیر ادنکی عبارت کی کیفیت اور کمیت مفصل اور راست و دروغ کیکا معلوم نہوتا لہذا انتز ادنکی جو اونھون نے بنام خود تحریر مجالہ کی ہم وہ بھی لکھنے پر آتے ہین ع

شیفتہ تخلص راقم آثم از کم و زینہا نیحو است کہ بزمرۂ موزونان لشمار آید اما بامید کرم ارباب کرم کہ عیب را ہنر بیندارند و خطا را صواب انگارند لختے از گفتار خویشتن کہ ناخوبتر چون کردار است سامع خراشی میکند بیت

شنیدم کہ در روز امید و بیم ٭ بدان را بہ نیکان بہ بخشد کریم ٭ تو ہم از بدی بینی اندر سخن ٭ بخلق جہان آفرین کار کن ٭ وپیش از عرض افکار تقریبا

گذارش کیفیت خود می نماید که فقیر از اوان صبا باین شغل منوط بوده اکثر عمر
گرامی را رایگان داد چون ربط باین فن از دیگر اشغال عالیه و فنون شریفه
باز میدارد اکنون دیر گاه است که سر و کارم نیست مگر بتحریک محفلیان گاہے
از واردات جدیده اتفاق مے افتد و آنہم بعد سالی نہ گدایاہی و چنانکه پاس
ہجوم دلہ مشتاقان ریختہ وقتے بغور فکر ریختہ مضطر میکند ہمچنان رعایت
جوش شوق آرزومندان پارسی گاہ عنان دل را بپارسی میکشد و در مراتب
سخن اگرچه ادائے خاص با من است اما طبع با ہر روش چنان مناسب افتادہ
که بہر شیوہ سخن میکنم که ہمانا ہمان طرز خاص منست و این سخن را اگر مجموعه
نظم و نثر من بینی مسلم میدارد و ہر آنچه در قدسی خمخانه بخشش من داشتند از
دست ساقی مصطبہ سخن مومن خان لگاسه ام ریختند اینچند بیت از خیالات
پریشان خود که جمعیت دیوان گرفته عرضه میدہد الخ دیکھیے ابتدائے عبارت
مین کیا عجز و کسر نفسی بیان کرتے ہین اور آخر مین کیا کبر و نخوت پر احسان کرتی
ہین سے یہ ہین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ہان ہان خوب لطیفہ یاد آیا وہ
دعوے انکا اس راہ سے زیبا او فریب پایا که ہر گاہ ہمنشینون اور ہم شہریون
اور اوستاد کو اپنے تصنیفات نظم و نثر اور طبع نادرہ پر یہ حوصلہ ہو کہ نثر مین سعدی
سے گلستان اور نظم مین نظامی سے خمسہ پریشان جمع کیا ہم ایسے ناظم و ناشر ہین که ایسے
بہتر کتابین کہہ سکتے ہین پھر کیا گلہ ہو پیر زبانی دعوے سنے مین آیا کسی کو اس خام
خیال مین لگانیا یا خدا کی قدرت میان شیفتہ صاحب نے اپنے نسبت کی عبارت
مین یہہ فقرے تحریر فرمائے اور کلمات ناشایستہ بیجا بزرگون کی نسبت
اپنی زبان پر لائے سے اما طبع با ہر روش چنان مناسب افتادہ که بہر شیوہ سخن
میکنم که ہمانا ہمان طرز خاص منست الخ اگرچه یہہ نیازمند جانتا ہے که الحق
یہہ شراب علم کے نشے مین مدہوش ہو گئے باد غرور کو پی کر اوسکے لہر مین بیہوش
ہو گئے انسان خاکی بنیان کو لازم ہے که اپنے رتبۂ پیدائش کو خیال کرے

کہ کیا شے ہے کہان رہی کیونکر رہی کیا خوراک تھی کدہر سے نکلی یہہ آدمیت
نہین کہ جب اللہ نے اپنے فضل بے پایان سے دولت و حشمت لباس خوب
خاصہ خاصہ کہانے کو سواریان چڑہنے کو آدمی خدمت اور خوشامد کو عنایت
فرمائی او سوقت گہر سے نکلے اپنے جامہ سے باہر ہوگئے آپ شہنشاہ کے برابر
ہوگئے تو اونکے نزدیک وہ دوربینی ہے لیکن حقیقتاً قرب عقل عقلا نکتہ چینی نے
اگرچہ کمترین جانتا ہے کہ یہہ تقریر باعث تکدر خاطر ہوگی الا اگر اب بھی
منصفی پر دل کہولکر غور نہین تو معقولی ظاہر ہوگی اور جو از راہ سخن پروری یہہ
بات ہے کہ صریح حقہ ہے اور ہمارے ضد و جہالت کی اوسکو کٹورا کہتے ہین
تو اب تمام زمانہ حقہ کہے اور آپ کٹورا کہتے رہتے تھے بس عین جہالت ہے
حاصل اس سے ندامت ہے ایمان کی تو یون ہے کہ مین انصاف کو چھوڑ دونگا
اور منصفی سے ہرگز منہ نہ موڑونگا باطن اب اپنا کام کر اپنی کتاب کا انجام
کر مومن خان انحضرت کے اوستاد ہین انکے کلام پر اونکے صاد ہین طرز
سخن کا ایسا انجام ہے گویا ہو بہو اوستاد ہی کا کلام ہے سمجھنے کی بات یہہ ہے
اس دام مین دانا کو گہات یہ ہے انصاحب نے ایکسو تینتالیس شعر اپنے
تحریر فرمائے اور مولف گلدستہ نازنینان بہی وہی شعر اپنی کتاب مین
انکے نام پر لائے فقرہ گلدستہ نازنینان برای شنیدن محفلیان ۔ ۵
حکیم محمد مومن خانصاحب سے اصلاح اشعار لی مگر انکا دیوان دیکہنے مین
نہین آیا الخ جب خاص شاہجہان آباد والونکو دیوان تو کیا بلکہ سوائے
ان شعرون کے اور سننے مین نہ آئے اور یہی ہر ایک کو سنائے جو چلتے چلتے
ٹہوکرین کہاتے ہوئے یہان پائے معلوم ہوتا ہے کہ کل یہی شعر انکے ذہن
رسا سے آئے یا جیسے اور اشاعر ہوا کرتے ہین اپنے اوستاد سے کہوائے چونکہ
اور شعر انکے کہین دیکہنے سننے مین نہین آئے لہذا از انجملہ بندے نے بہی وہی
زبان خامہ سے پڑہوائے طبع انکی شاید شاہد مضمون پر شیفتہ و خلق اللہ

کی یہ گوئی پر فریفتہ

گھبرا کے اور غیر کے پہلو سے لگ گئے / دیکھا اثر یہ نالۂ بے اختیار کا
یہان عجز بے ریا ہے وہان ناز دلفریب / شکوہ بجا رہا گلہ بے سبب تلک
از بس کہ دیکھ جلوہ ترا جل گئی بہار / شعلہ اوٹھے زمین چمن سے بجای گل
طوفان نوح لانے سے ای چشم فائدہ / دو اشک بھی بہت ہین اگر کچھ اثر کرین
دشمن نواز یار جفا بوالہوس پرست / کس سے جفاے یار کا یارب گلہ کرین +
نیرنگیون نے تیری یہ حالت تغیر کی / امید زندگی کی کبھو ہے کبھو نہین
دیکھ کے چشم غضب کو اوسکی ہین ڈر رو دیا / چاہیے پانی ملا لینا شراب تیز کو +
آہ و زاری نارسا شوق اسیری بے اثر / کون لائے آشیانے تک میرے صیاد کو
تھی کیسی مرگ و حسرت دیدار ہین نزاع / وہ ایکدم ہین آنکے جھگڑا امٹا چلے
ایجان لب پہ آکے ٹھہرنے سے فائدہ / رہنا ہوا تو رہگئے چلنا ہوا چلے +
تنگ مہمانی دشمن بھی کیا ہمنے قبول / شیفتہ لیکن نہ آئے وہ کسی تدبیر سے

شیفتہ تخلص احمد خان نام شاعر تیز طبع خوش کلام مولد و منشا جہ دہلی جوان سبزہ رنگ طرار وضعدار جوانانہ روش بے باکانہ انداز شاگرد میر گلزار علی اسیر نیاز مند سے کمال رابطہ ہموار درنیولا گوالیار مین کسی سردار کی ہمنشین و مشیر اس روش اپنی اوقات بسر کرتے ہین ہر ایک بد وضع سے جو کسی کا بدگو ہو اوس سے الگ سرک کر قدم دہرتے ہین ہین اگرچہ میرے خورد ہر سخن مین مجھسے اچھی دست برد وہ کیا بلکہ کل شعرا میرے اوستاد ہین بندہ سب کا خادم ہے ایسی خوشامدین یاد ہین میان شیفتہ صاحب کا ساغر و نہین برنگ سبزہ سربلند ہین پائمالی منظور نہین عاصی کے والد ماجد مرحوم اور انکے والد مغفور حضرت پیر ضیاء الدین صاحب جے پوری کے مرید باہم اخوت دینی اور رابطہ محبت یکجہتی شدید اس صورت مین وہ نیاز مند کے چھوٹے بھائی دلونین باہم کمال محبت سمائی حسن شاہد سخن کے شیفتہ جمال معشوق مضمون

کے فریفتہ

کثرت نے ذکر یار کے چپ کر دیا ہمین	گویا ہوئے جو حد سے تو خاموش ہو گئے
نظارہ جمال کی کسکو مجال تھی +	بہتر یہی ہوا کہ وہ روپوش ہو گئے
جو شخص بھولے آپکو پایا اونھون نے کچھ	ذاکر وہی ہین لوگ جو خاموش ہو گئے
کس شمع رو کی یاد مین اے شیفتہ ہو تم	مثل چراغ صبح جو خاموش ہو گئے
کھلا نہ آج تلک دلکی آرزو کیا ہے	یہ چاہتا ہے کسے اسکی جستجو کیا ہے
نہین ہوئی ہے جو دست جنونکی جالاکی	یہ چاک کیا ہے گریبان یہ کیا رفو کیا ہے
تمھین بتاؤ قیامت کو کیا وہ دیکھے گا	نہ دیکھا جس نے قریب رگ گلو کیا ہے
عجیب حال کیا جذبہ محبت نے ++	خبر نہین ہے کہ مین کیا ہون اور تو کیا ہے
نہین ہے رنگ تمھارا تو کیا ہے گلشن مین	تمھارا فیض نہین ہے تو گل مین بو کیا ہے
صدف کو بات یہ روشن ہوئی ہے گوہر سے	گرہ مین نقد نہووے تو آبرو کیا ہے
بلند ہر بن موسی سے ہے خون کا فوارہ	نہ اتنا جوش پہ جب ہو تو پھر لہو کیا ہے
بہک نہ شیفتہ ہو اسقدر نہ دیوانہ	زبان سنبھال یہ بیہودہ گفتگو کیا ہے
آبرو چاہے تو کر پہلے قناعت حاصل	بند لب ہون جو صدف کے تو گہر دیتے ہین

شاد تخلص میر افضل حسین نام متوطن میرٹھ سن بارہ سو ساٹھ ہجری مین جب دہلی مین تشریف لائے عہدہ سررشتہ داری محکمہ گرا ہے مین سرفراز خاطر غمگین کو کلام سے یون شاد کرتے ہین اور نیاز مند کو اونکی خدمت مین نیاز خلکہ نے جو کچھ امداد کیا تو ایسا ارشاد کیا

میری حسرت ہے آرزو اونکی	مژدہ اے یاس کیا تجھے غم ہے

شہرت تخلص مرزا حاجی نام سخن کی ادن سے اونکی سخن سے شہرت تمام سخن تا بلب فکر رسیدہ اور نہ شہرت جریدہ

اے آہ او سکے دل مین نہ تاثیر کی تو کیا	کچھ چرخ ہفتمین پہ تو جانا ہنر نہین
کیا وہ جگہ جسمین نہین داغ جانگداز	کیا دل وہ بیقرار جو آٹھون پہر نہین

٦٢٣ شرر تخلص مرزا غیاث الدین نام صاحبِ عالم انھون نے براے تحریر نظم یون اوٹھایا قلم سنگ مین شرر رہا پہلو مین جگر فکر مین مضمون ثریا بالغل مین دل مضطر

جھک جھک کے لگاتا ہون مین آنکھون سے اپنی وہ پا	جو خاک پہ ہے نقش تمھارے کفِ پا کا

٦٢٤ شور تخلص جارج بنس نام قوم نصارا صاحب سخن انکا کرسی کاغذ پہ اس شور سے پکارا شاہد سخن کی سنگین نگاہ ہے فوتِ عاشق ہر ہر دم دل کیا پرواہ ہے

رکھنا شرر کو سوز تو راہ فنا مین ساتھ	تجھ دل جلے کا اسکے سوا ہمسفر نہین

٦٢٥ شمس تخلص ولی اللہ نام مشاہیر شعراے دکن سے ہین زمانہ عالمگیر مین دہلی مین تشریف لائے شاہ جمجاہ نے انکی بہت عزت کی زبان دکنی مین دیوان مرتب کیا اور بہت شعر فرمائے آفتاب سخن سپہر کاغذ پر اس جلوے سے چمکا خورشید مضمون نے فلک قرطاس پر ذرات مشتاق کو نور حسن دکھایا

مرے دل کی تجلی کیون رہی پوشیدہ مجلس مین	ضعیفی سے ہوا ہے پردہ فانوس تن اپنا
نہووے چرخ کی گردش سے اسکی چال مین گردش	بجا ہے قطب کے مانند استقلال عاشق کا

٦٢٦ شاد تخلص منشی رام پرشاد نام قوم کایتھ شاگرد شاہ نصیر دہلوی جوان ظریف سخن مین اوستاد ہین در بیولا جد دہلی مین خاطر ہاے غمگین سامعین مجلس مشاعرہ مین یون شاد ہین

آفتاب حشر پہ لو ہے جبین یار کا	روز رستاخیز سایہ ہے قدِ دلدار کا
گردش افلاک سے پلٹی چلی جاتی ہے خلق	آسمان اک تیلیا ہے گا وہی عصار کا
ابرو کی جب صفت مین یہ فہم رسا لڑا	مصرع میرا ہلال کے مصرعہ سے جا لڑا
غذائے ملک معنی ہے لقب اس طبع جولانکا	عطارد طفل مکتب ہے مری طفل دبستانکا
نظر مین باندھ لیتا ہون پری رویان معنی کو	برنگ چشم روزن قصر مضمون مین اگر جھانکا
عجب آئین شاد کے اشعار ہے مضمون یاد اسکو	خدا جانے کہ دلکو بھی مرض پیدا ہو نسیانکا

کیا شب تار سے تشبیہ ہماری دن کو	تاب خورشید نہیں سر جو اوبھارے دن کو
منہ جو کھولے وہ شب تار میں دن ہوجائے	رات ہوجائے جو زلفیں وہ سنوارے دن کو

شاکر تخلص محمد مرزا نام حیدرآبادی فرزند حسن مرزا متخلص بہ قصد شاگرد فیض شکر سخن کا روبرو سامعین کے معرکہ سخن سنجائیں قصد لعبتان معانی کا شکر ہے نہ شکایت محبوبان سخن کا ذکر ہے اور حکایت

حاضر کردوں اسے ابھی جان و جگر سمیت	گر آپکو میرے دل مضطر سے ہے غرض

شاد تخلص رائے دیبی پرشاد نام وطن حیدرآباد فیض کلام میاں فیض سے اسطرح ارشاد لطف کلام سے خاطر ناشاد شاد خرابہ دشوق خاطر بہر نمط آباد

شیر پر دیتی ہے شیریں فاتحہ	آج بدر سے ہے میاں فرہاد کے

شاکر تخلص لا اعلم چونکہ اسم و رسم سے بندہ بیخبر تو بس کیا اسی شعر کی تحریر قسمت پر شاکر وظیفہ نظم کے ذاکر

گریہ اشک ندامت کو میں روؤں کیونکر	میں تو دھوونگا تجھے دامن تر اپنا سا

حرف الصاد

۲۶

صاحب تخلص مظفر الدولہ نام ممتاز الملک نواب ظفریاب خان بہادر پسر شمرو فرانسیس صاحب نام نظم کلام میں الصاحب کے اوستاد خیراتی خان دلسوز ملک نظم کے فیروز کلام انکا معجز نظام دنیا کے ہنگامہ سے جلد انکا دل گھبرایا تو آخرت کے طرف واسطے چھاونی کے ڈیرا ڈالدیا شراب سخن کاغذ کی میز پر ہے کباب طائر مضمون تیز پر ہے

ہے زلف حلقہ زن خط دلبر کے آس پاس	یا اژدہا ہے فوج سکندر کے آس پاس

صاحب تخلص امتہ الفاطمہ بیگم ایک عورت خانگی یا فاحشہ خواہ مخواہ مومن خان صاحب جسکے مذبوح دشنہ نگاہ اور قتیل خنجر مژگان انکی خون کا پیاسا اوسکے نگہ کا پیکان اہاہا کیا مقام آیا مگر افسوس کہ ایسا موذی نام پایا

ادب سے لینا ایسے نام کا عزم صمیم ہے پر تحریر عبارت مناظرہ ہے ایسی مقام پر
مقدم ہے انکی نسبت صاحب گلشن بیخار یہہ عبارت تسوید فرماتے ہین
اور کیسے تلبیس کے رنگین مضامین کی تمہید اوٹھاتے ہین سو صاحب تخلص
نامش امۃ الفاطمہ بیگم مشہور بصاحب جی کہ ماہ آسمان نیکوی است آفتاب
صفت از مشرق بجانب مغرب آمدہ با مومن خان کارش افتاد سالہا است
کہ بازیہ لکھنو رفت مثنوی قول غمین نام کہ از مصنفات خان معز الیہ است
شرح نسخہ حسن و جمال ہمان موزون قد است القصہ بفیض صحبت شان
دلش بشعر و شاعری میل کرد از موزونی قامت بموزونی طبع گرائید
و از آرایش زلف پریشان بموشگافی اشعار پیچیدہ از دست الخ صاحبو انکی
تعریف کرنے کو دیکھیے اور مومن خان کے اوپر مرنے کو دیکھیے چند ماہ کی صحبت
مین ایسا شعر کہنے لگین شب و روز خان موصوف کے ہم بزم رہنی لگین
بھلا ایسے مبالغہ سے کیا یہ تقریر لاحاصل مدت قلیل کی صحبت مین بلکہ شعر
گوئی کا حاصل شاعر کی بغلمین سونا اور مضمون پیدا کرنے کے قابل ہونا جبتک
سے شعر کہوانا مشکل یہہ دقیقہ اوستادونکی فہمید کے قابل اونکے مسودہ
فکر شعر اول کا حال نفرمایا اونکی لوح مشق کا جلوہ کسی اہل قلم کو نہ کہلایا اگر وہ
پہلے سے علم شعر گوئی سے آگاہ تھین تو اونکے متین ہونے کا کیا عجب اونکے
اوستاد جی مومن اور اوستاد بھائی میان شیفتہ کو اتنا فخر کرنے کا کیا
سبب فی الحقیقت وہ ایسی تھین یا حاسد کا جوڑ توڑ کر رہا ہے اونکی زلف کا
سودا انکے سر مین جوش کیا بلکہ سراسر توڑ پھوڑ کر رہا ہے طرز تحریر صاحب
گلشن بیخار سے معلوم ہوتا ہے کہ علم اور شعر کہنا خان موصوف نے اوس
اپنی شاگرد و معشوقہ کو گویا گھول کر پلا دیا تو وہ ایسے اولیا بھی نہین جو
یہ کرامات رکھتے ہین کرامات کیسی بات رکھتے ہین جو علم کا گٹکہ کھلا دیا لو فرضنا
اگر غالب صاحب ایسے ہی سحر بیان اور سیف زبان ہوتے تو درد فراق قصہ

اشتیاق مجبوبۂ دلنواز مین کیون رہوتے ہماری دلیل قاطع ہے مخاطب جسکے سامع ہے یہ اونکے طرز کلام سے معلوم ہوا تحریر عبارت سی مفہوم ہوا کہ موصی الیہ نے یہ شعر نہین کہے بلکہ خانصاحب نے بالیقین کہے صاحبو ذرا صاحب سے ڈرکے انصاحب کو جو خانصاحب کے مصاحب ہین اونکی تحریر و تقریر پر نظر فرمانا بہلا سامعین و ناظرین کو کیونکر یقین آوے جب تک اوس معشوقہ سے صحبت نہو کہ یہ مضمون اور ایسے بتدبی سے کہوانا اے منصفان عالیقدر یہہ زبان اور اونصاحبہ کا کام ایسی جلاوت اور وہ اوس ماہ پارہ کا دہان و کام اگر واقعی اونہین کے شعر ہین تو بندہ بہی مشتاق صحبت ہے جسکی شیرینی سخن مین یہہ حلاوت ہے اونکی عنایت ہے گویا طبع کی ضیافت ہے اگر نزدیکی ہین یہہ نادر مضمون اونکے منہ سے سنون تو فرط ذائقہ شعر سے اونکا منہ چوم لون معشوقہ مضمون عاشقان شائق کا شائق شائقان عاشق فن کے لایق ہر موسن کا دل جسن کافرہ پر غش اسکے فراق مین شیفتہ نعل در آتش نازنین مضمون سامعین کا مشتاق شاہد فکر کو تماشائیون کا اشتیاق دل مشتاق باطن کو کمال حسرت وصال ہے خدا جانے کہان وہ کافرہ صاحب جمال ہے لعبت سخن گو یاران نظر باز کا شوق مجبوبۂ نظم کو بوالہوسان لگاوٹ باز کا ذوق شاہد مضمون جلوہ دکھاتا ہے گھورنے والونکا دل بیتاب ہوا جاتا ہے

رقیبونکا جلنا کہان دیکھتا تو	اسمان یہ مرے گھر مین آیا تو دیکھا
گنہ کیا صنم کے نظارے کا زاہد	یہ جلوہ خدا نے دکھایا تو دیکھا
کھولے ہین اوس ذی پیرہن یوسفی کی بند	تہ کمر رکھے نسیم سے کہہ وقبا کی گل
نظر ہے جانب اغیار دیکھیے کیا ہو	پھرے ہے کچہ نگہہ یار دیکھیے کیا ہو
جو خط جبین کا مرے کاتب ہی ادسیکو	دکھلاتو میرا نامۂ اعمال الہی ++

یوسف سا غلام ایک مجھے دیؑ ڈال الٰہی | | صاحب جو بنایا ہے تو مانند زلیخا

صاحب تخلص لا اعلم ایک صاحب قدیم صاحبان مفتونِ سخن جنکے ندیم یہ شعر شنیدہ ثبت جریدہ

جام پر شیشہ جھکا شیشہ پہ مےخوار جھکا | | زور کیفیت مے ہے کہ سبھی جھکتے ہیں ہا

صاحب تخلص صاحب قران نام میر علو مرتبت بلگرام کو زیب سکونت سے زیب کیا واہ جی واہ صاحب گلشن بیخار بھی بڑے شوخ مزاج و بے ادب ہیں آپ فرماتے ہیں کہ میں نے کسیکو برا نہیں کہا اور خطا سے یاد نہیں کیا کیوں کتنی جگہہ کلک عاصی نے انکے جھوٹ پر صاد نہیں کیا اور حال یہ ہے کہ بہت صاحبوں کی تحقیر کی بلکہ ساری کتاب بمضمون حقارت شعراے نامدار مملو دیکھی پس شاعر کم رتبہ کا کیا مرتبہ رہا چنانچہ تصحیح عرضِ احقر روبرو ہے غلطی ارشاد صاحب گلشن بیخار پر گفتگو ہے انکی عیب جوئی کا جہان اور مقام ہے ایک یہ بھی او نہیں سر نامہ ہے اور بندہ ہر ایک کا نشان موقع پر دیتا چلا آتا ہے بمطالعہ گلستان بیخزان اور گلشن بیخار منکشوف ہوگا اس مقام پر صاحب قران صاحب کو کسطرح لکھا ہے باوصف اسکے کہ وہ سید ہیں اور بیان حال اشعار ہزلیات اظہر من الشمس ہے؎ چراغ ہدایت کی حاجت نہیں ❊ برا کہنا کیا انہیں پر موقوف ہوگا آدمی کا یہ حال ہے دیکھیے کیا مآل ہے من عمل صالحا فلنفسہ ومن اساء فعلیہا زہ روان منزل عیب پوش کا طریق نہیں عیب پوشی برابر کوئی فریق ہے ❊ بزرگش نخوانند اہل خرد ❊ کہ نام بزرگان بزشتی برد ؎ در جہان چار چیز خوش کردم ❊ یاد گیر این سخن اگر مردی ❊ خلق نیکو و راز گفتن ❊ عیب پوشیدن و جوانمردی ❊ عیب پوشی عجب چیز ہے عیب چھپانیوالا صاحب تمیز ہے علی الخصوص جو ذاتِ پاک سید ہوں اونکا عیب ظاہر کرنا بڑا عیب خداوند کریم سب نیک و بد کا عالم الغیب ہے جس آل پاک پر بھیجیں درود اوسی سے گستاخی بس وہ ہے مردود اللّٰہم احفظنا حاصل کلام کا

صاحب گلشن بیخار کی عبارت انکی نسبت یہ ہے کیا سخت کلام کی انکی عادت یہ ہے سو صاحب قران تخلص امام علی نام از سادات رضویہ ساکنان بلگرام شرم و حجاب از ذاتش بمراحل دور و طبعش از آداب و اخلاق مہجور ہر چند داب جامع اوراق نیست کہ عیاذاً باللہ کسے را بہ بدی نام بردا ما در خصوص اینکس نظر بفحش و ہزلش خلاف عنوان ناخواست حرفی چند از نوک خامہ بر صفحہ نامہ ثبت گردید یارب از اعمال این نامہ سیاہ محو باد الحاصل ہمہ اشعارش از انواع ہزل مملوست اگرچہ مضامین دلپذیر ہم دارد اما حیا مانع تحریر مگر از یک بیت نتوان گفت کہ در نہایت مرتبہ عالی رتبہ آمدہ و شاہد کہ نوجوانان بیباک و شبان ہوسناک را نانوشتن این ابیات موجب شکایت و گلہ گردد اما ناچار پذیرفتہ آمد کہ الانسان اذا ابتلی ببلیتین فاختار اہونہما خلاصہ آن اشعار اینست الخ معاذ اللہ اسقدر بجناب پاک سید گستاخی کرنا اور پھر مسلمانی کا دم بھرنا اور اس پر امیدوار شفاعت جد بزرگوار سادات بروز رستاخیز ہونا ہے برقع بے شرمی رو ئے خجلت زدہ پر ڈالنا سایۂ حشر کھونا ہے جب آل پاک کو گالیان دین یا برا کہا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت چاہی حضرت کیونکر رضامند ہونگے کب اوس مردود سرگشتہ دنیا و آخرت سے خورسند ہونگے اللہ تعالے ہر مسلمان کو ایسے گناہ کبیرہ سے بچائے ایسے بیحیا آدم ناہنجار کی صورت نہ دکھائے

وہ شعر یہ ہے جس پر تحسین و زہ ہے

مجکو شہوت ہوئی تیمم سے +	تھی مقرر کسی چھنال کی خاک

صادق تخلص صادق علی خان نام از قریبان فوجدار خان والا احتشام پیلبان بادشاہی دیکھیے انکے فیل فکر کی زور آزمائی پیل سخن کیجک خامۂ فکر انشا سے روان اور کاغذ کے جنگل بن مین اس روش سے دوان

صادق اب اور سروکار نہین ولیسو مگر	ایک بوسے کی رہے ہے دل غمناک ہوس

صادق

صادق تخلص صادق علیخان نام ساکن عظیم آباد کا زبان مضامین تقریر فکر سے صادق الوداد کیا مضمون صادق ہاتہ آیا جیسے خضر لیکہ راتون رات آیا

وہ سے عرق سے یار کے چاہ ذقن مین آب ۔ دیکھے تو خضر کے بھی بہرا وے ذہن مین آب

صابر تخلص صابر شاہ نام شاہجہان آبادی دریوزہ گر سخن محلہ کاغذ مین کہتا بھلا ہو ہادی فقیر فکر کا سوال ہے کیون دوست اید ہر بھی خیال ہے

جو ہم بستر نہو ہمسے تو اوسکی کیا شکایت ہے ۔ نظر بہر کر ہمین بس دیکہنا اوسکا کفایت ہے

صادق تخلص میر جعفر علی نام دہلی وطن کلام صادق سامعین سے یون ہم سخن مضمون تکذیب سے بچا داہ وا مرحبا

شرم سے نام وہ نہین لیتا ۔ پہر ہمارا خطاب ہے کوئی ++

صانع تخلص نظام الدین احمد نام ساکن بلگرام صاحب حسن خلق وادب بگوہر خوش سیرتے آبدار کلام فارسی مین ہمعصر شیخ علی حزین والہ داغستانی انکے صانع فکر کو صورت چار آخشیج مضمون اس شکل سے بنائی

صنم کی اس محبت پر دیا تھا ہمنے دل صانع ۔ نتھا معلوم ہو جائیگا یون نامہربان اپنا

صبا تخلص لا اعلم غنچہ فکر انکی نے اہتزاز نسیم توجہ میر ضیاء الدین ضیا سے شاخ مصارع پر شگفتگی پائی ذرہ طبع نے خورشید فکر میر ضیاء الدین ضیا سے فلک کاغذ پہ روشنی چمکائی گل مضمون کی خوشبو کو صبا دماغ سامعین مین کس روش پہونچاتی ہے نکہت گلہاے معانی چمن طبع سے عنادل شایقین کے لیے لاتی ہے گلشن فکر کی ہوا ہے یہہ باغ سخن کی فزا ہم کیا

جمع کر کے درد سارے تونے پیدا دل کیا ۔ کہہ تو اے دست قضا پھر اسسے کیا حاصل کیا

صبا تخلص لالہ کانجی مل نام اصل فیروزآباد مولد لکھنو اہتزاز صباے فکر مصحفی سے غنچہ سخن شگفتہ ہوا نہال عمر صرصر خزان قضا نے عین بہار شباب مین مانند سبزہ بیگانہ باغ دنیا سے اوکھیڑا انو بادہ ہاے سخن

چمن کاغذ مین یون لہلہاتے ہین سیر کرنے والون کے دل تو کیا نہال طبع ہرے ہوئے جاتے ہین

افسوس وہ آرام عدم مین بھی نہ آیا
جسکے لیے دنیا سے سفر ہمنے کیا تھا

۱۲ صبا تخلص مرزا راجہ سنگہ ناتھہ نام صبائے فکر شمیم گلہائے سخن سے دماغ سیارہ انکا معطر کرتی ہے نسیم طبع خوشبوئے یوسف مضمون سے مشام زلیخا دماغان معنبر کرتی ہے صحن چمن طبع دلکشا ہے بوقلمون پھول پھول رہا ہے

دل جب اوسکے نگہہ مست کا مخمور ہوا
سرخوش کیفیت بادہ انگور ہوا

۱۳ صفدری تخلص میر صادق علی نام شاگرد برادر کلان لیئے میر ممنون خوش کلام عین جوانی مین تیر قضا ہوا انکے خون کا پیاسا کسی سبب سے شہید ہوئے زندہ جاوید ہوئے جو کوئی عاشق دشنۂ ابروے معشوق سخن کا شہید ہے اوسکے لیے انکا معشوق فکر قابل دید ہے کیا خوب فرماتے ہین کیسا مضمون لاتے ہین

نہین معلوم پڑا پاے نگارین کسکا
چھپا ہٹ ہے حنا کیسے گل قالین پر

۱۴ صبر تخلص مرزا غلام حسن خان نام مولد دہلی اصل کشمیر نظم کے انتظام مین میر عزت اللہ عشق کی تہ بیر انکے اشتیاق کلام نے صبر کیا جب دل کو تسلی نہوئی تو بے اختیار جبر کیا گیا نقد سخن ہے کھرے سکہ کا چلن ہے

کبھی قصد حرم گاہے سر میخانہ رکھتے ہین
غرض ہم بھی عجب اک مشرب رندانہ رکھتے ہین

۱۵ صفدر تخلص میر صفدر علی نام ساکن سونی پت یہ ہے انکی فکر خاص کی حقیقت کلام مرغوب ہے کتنا دلچسپ خوب ہے

شجر سوختۂ شمع سے جب گل نکلے
چاہیے بیضۂ فانوس سے بلبل نکلے

۱۶ صدق تخلص لا اعلم کلام انکا ایسا صادق جسکا کاذب بھی شایق او حقیقت نہ کھلی بھلی نہ بری

بدرفت اشک اب نکلے ہے شاید	ہوا آنکھو نمین آلخت جگر بند

صفا تخلص لاله منو لعل نام شاگرد مصحفی کلام کس رتبہ کا صفا جس نے سنا اوس نے کہا آفرین مرحبا اور مبالغہ لاف ہے کلام اُنکا صاف ہے

جبر خلکو کب یہ سلیقہ ہے ستمگاری مین	کوئی معشوق ہے اس پردہ زنگاری مین

صفا تخلص لا اعلم حال انکا کچہ صاف نہوا اسمین کچہ صاف گذاف نہوا تقصیر معاف کلام صاف

محتسب جہوٹ ہے می کس نے بھری شیشہ مین	رہگئی ہے مرے آنکھو نکی ترے شیشہ مین

صنعت تخلص میان کریم الله نام ساکن مراد آباد دست صانع اونکا صانع قدرت نے زیور زرگری سے بنایا اوستاد دنیا کو کھوٹی خاک سمجھکر عبادتکو اکسیر جانا قلب کے سونے کو نرسا دیکھکر مصالح ضرب الله ہو سے کھرا پچانا نگینہ سخن کا انگشتری کاغذ مین اس آب و تاب کی صنعت سے جڑا کہ شایقین کو ہنگام نظارہ کندن کے مانند نظر پڑا ایہہ عجالہ دار العیار ہی کھرے کی کھوٹے سے تکرار ہے نقد سخن کی ٹکسال ہے مضمون کے مال سے مالا مال ہے جو بے سکہ درم ہے اوسکا یہان کام کم ہے مضمون کا درم دہ ورقہ کتاب ندیم و ندم

قتل ناحق کیا تونے جسے تلوار گہسیٹ +	لاش کو اوسکے نہ ظالم سر بازار گہسیٹ

صافی تخلص لاله بدہ سین نام قوم حجام ترک پیشہ کرکے تعلیم طفلان اختیار کی استعداد معقول فکر فارسی از بس نازک و لطیف خیال ریختہ مین مہارت تمام شوق کے وسیلے سے حصول شوق نہوسی مین دلکا پارہ اکثر گشتہ کیا بوٹی فیضان صحبت ہادی شعرا نے مس قلب انکا شمس اعلی کیا عرصہ قلیل ہوا کہ مقراض قضا نے موے ہستی کو اس قطع سے اصلاح دی نشتر فکر نے ورید سخن سے آتش جوش خون مضمون کی یون منطفی کی مسیحاے ماء الحیات طبع کشتہ مضمون کو زندہ کرتا ہے

دار العیار مشاعرہ مین طلاے فکر سخن محک امتحان پا یندہ کرتا ہے مضمون آبدار طبیعت کی صافی مین یون چہنے انکے بدہ کے لبین سے شایقین عاشق معشوقہ سخن نے انکی فکر نے باڑہ پہ رکھا اور گاہک مضمون کو یون مونڈا

گردی وہ صلاے فیض تعمیم + +	ماخیر لنا کہے عزازیل + + +
ہے ساغر جی دور فلک مین تپش آلود	کیا شعلہ فشان ہے یہ شرار رخ ساقی
برنگ لالہ ہر اک گل ہے داغ افروز بیتابی	جہمک دیکھی ہی جیسی اوسکی انگشت حنائی کی

صابر تخلص مرزا صابر نام ایسا مستحکم جنکا کلام کیا گفتگو کرتے ہین جس سے سامع کو محو ہو بہو کرتے ہین

کون ہے کسکے ہے نالونمین اثر اپنا سا	کسکو ہے دردِ دل و سوز جگر اپنا سا
ضبط آہ شرر افشان سے ہے ربط دل زار	کوئی بے شر نہین دنیا مین لیشر اپنا سا
دشمنون سے ترے سازش ہے ارادہ دشمن	گوکہ دشمن ہے ترا دوست ہی پر اپنا سا

صفا تخلص صاحب عالم مرزا نجہے نام کلام انکا کدورت سے صفا لا کلام کیا ارشاد ہے جسکی فرحت خیز افتاد ہے

حاصل ہے حیات ابدی کشتون کو ترے	آب دم خنجر مین ہے لطف آب بقا کا

صغیر تخلص جانخانصاحب نام مرغ فکر انکا گلشن کاغذ مین نغمہ سنج انکی طوطی مضمون کے روبرو بلبل کوشش و پنجہ تدرو خامہ کا قہقہہ دیکھیے کبک سخن کا ولولہ دیکھیے

امید و یاس و خوف و رضا مرگ و زندگی	رکھتی ہے لطف تیرا دہر ہان وہ دہر مین

صدق تخلص محمد صدیق نام ساکن حیدرآباد یہہ صداقت مآب بصدق دل شاگرد میان فیض ہو کر دلشاد صدیقان سخن سے صادق صحبت احباب کے لایق ایسا مضمون لاتے ہین یون فرماتے ہین

چشم تر روتی ہے ناحق پھوٹ پھوٹ	کیا دل نالان نے کم فریاد کی +
محو ہون عشق کمر مین یہان تلک	صورت عنقا مری تصویر ہے +

صمد تخلص میان عبد الصمد نام حیدرآبادی از ارشد تلامذہ میان فیض صنم سخن کو مسجد کاغذ مین کلمہ وحدانیت صمد سے ہمان فیض کا کلک فکر جواہر رقم جسکو تمیز از صمد تا صنم ثبوت کفر عین ایمان ہے اسلام ایمان کی جان ہے چست تقریر سے ہے چالاک تحریر ہے

رنگ پریدہ نامہ بر شوق ہے میرا	خط کو میرے نہ بال کبوتر سہی ہے غرض
آوارہ گرد باد نہین دشت یاس مین	شاید کہ خاک ہے یہ کسی نامراد کی +
قتل پہ مجہہ سخت جانکی آنکہہ ہے جلاد کی	ہڈیان پہر ٹوٹتی ہین خنجر فولاد کی +

صبا تخلص میر وزیر علی نام شاگرد خواجہ حیدر علی آتش بعد انتقال خواجہ صاحب بموجب بعض تلامذہ خواجہ صاحب نے اجماع کرکے میر صاحب ممدوح کو بجائے خواجہ صاحب سمجھا یا میر صاحب اصل مین شریف تھے خال بزرگوار نے میر صاحب کو اپنا فرزند کیا اس وجہ سے نصب سیادت نے انکا نسبت قرار پایا مرد وضعدار خوش اخلاق صاف گوئی مین مشاق گلچین باغ سخن ہے بلبل گلہاے چمن ہے دیوان کیا ہے گلدستہ ہے براے میر دست بدست پیوستہ ہے صبا کے مضمون کا نازک جسم ہے لطافت سے نظر نہین آتا فقط اسم ہے گلزار دیوانمین پھولونکی مہک ہے پڑہنے والے کی آواز بلبل کی چہک ہے تختہ کاغذ مین گلشن کی بہار ہے خزانکا یہانسے ۔۔ وسو کوس دور دیار ہے غنچہ مضمون مین کیا لطیف خوشبو ہے جسکا ہوا خواہ ہر ایک گل رو ہے نسیم اس چمن کی دلکشا ہے آہ سرد ایک ٹھنڈی ہوا ہے باطن ختم کتاب منظور ہے ہنوز دہلی دور ہے اے دل گرفتہ طول کو چھوڑ مطلب کیطرف توڑ کر دل جوڑ یہ جانا کہ تیری طبع رسا ہے ذہن بہت ذکا ہے دور مقام منزل ہے تیرا عبارت آرائی پر دل ہے مطلب پر آس بوستانکی ہوا کہا صبا نے کیا کیا گل کہلائے ہین میرا دہ ڑانے کیسی کیسی بلبل آئی ہین نسیم سحر بہتی ہے زبان حال سے یہ کہتی ہی

گوش دل سے نہ سنا قافلے مین یوسف کے
تھی زلیخا کی صدا بانگ درا سے پیدا

جور گلچین عشق گل خوف خزان [illegible]
لاکھ آفت مین پھنسی ہے ایک جان عندلیب

لوٹی بہار سنبل باغ وصال کی +
سونگھا کیا مین گیسوئے دلبر تمام رات

غافلو تقدیر کا رونا عبث +
سب گلہ بیجا ہے سب شکوا عبث

آبرو دے ایمرے قد خمیدہ تو مجھے +
یار آنکھون پر بٹھا وے صورت ابرو مجھے

فکر رنج و راحت کیسی + +
دوزخ کیسا جنت کیسی + +

افتادگی سے خاک سر اپنا اوٹھائیے
ممکن نہین کہ نقش کف پا اوٹھائیے

منزل مقصود تک آخر مین سرگشتہ گیا
گو بگولے کیطرح سے راہ مین چکر پڑے

زخم کہن نئے ہوئے کیف شراب سے
انگور پھٹ گئے طپش افتاب سے

ختن سے لیگیا تاتار کو تاتار سے چین کو
گیا کیا کیا نہ سرگشتہ مجھے سودا ہی کاکل نے

بلا طویل شب ہجر ہے نہین کٹتی +
دعائین مانگتا ہون شام ہی سحر کیلیے

جو بار عشق مین سر سے اوتار کر رکھدون
ترا تو دیو بھی اے آسمان اوٹھا نہ سکے

کھلا جام سے غنچہ آرزو + +
گلابی گل باغ عشرت ہوئی +

کونسی جا نہین وہ جلوہ کنان رہتا ہے
پر کوئی کہہ نہین سکتا کہ یہان رہتا ہے

زاہد کور سے خم پیر مغان دور رہے
آمد و رفت سے اندہے کی کنوان دور رہے

ایصبا خوب ہے غنچے کیطرح خاموشی
غل مچانا صفت برگ خزان کیا معنی

حرف الضاد

۱۷ ضیا تخلص ضیاء الدین نام ایک شخص وحشی طبع بنت العنب سے بجان الفت مادہ سخن کو چرخ کاغذ پر نشہ شراب مضمون مین نقل انجم معانی کی لطافت خورشید طبیعت کی ضیا ہے ذرہ فکر کس جلوے سے چمکا ہے

جوان چنار اسیطرح نہ پھولین پھلین نہ پھل لاتے ہین ہم
جب ہوا اپنی کو بھو تجے ہین تو جل جاتے ہین ہم

۲ ضبط تخلص میر حسن شاہ نام لکھنوی اور حال انکا باوصف تحقیقات جب واضح نہوا تو ناچار ضابطہ تسوید مین یون آیا انکے سخن کی بالکی نے سخن

سنجو نکے میلے مین اور ادا سا فکر لگا یا سخن سے انکا باہم ربط ہے قاعدہ تصنیف نظم انکو ضبط ہے آزاد طبع قلم کا چھڑا اور کاغذ کا رومال دست و دوش پر لیکر شعر اکے صورتون مین یون کرتا ہے سوال

لقمۂ دل وحشت مین کھو کر اک جنون پیدا کیا
ہمنے بازار محبت مین یہ کیا سودا کیا

ضیا تخلص میر ضیاء الدین نام وطن قدیم دہلی بعد چندے عظیم اباد مین تا دم اخیر قیام پذیر شاعر قدیم بہت شائقین سخن نے انسے فیض پایا لطف ہائے طبع انکی یون فروغ بخش فکر روشن ضمیر اختر فکر شاگردان پر انکی باہ صلاح کی ضیا ہے ذرہ مضمون سخن طلبا پر مہر توجہ کا پرتو اسے

دل جلے ہے غم سے اور انسو بہانا منع ہے
سینہ مین سوزش ہے اور ضبط فغان کو حکم ہے
لگ رہی ہے آگ گھر مین اور بجھانا منع ہے
ہین جگر مین شعلہ اور نالہ اوٹھانا منع ہے
عشق کی مذبح کا کیا تجھسے چلن کہیے ضیا
ذبح کرتے ہین ہمین اور تڑپھڑانا منع ہے

ضمیر تخلص شیخ مداری نام ضمیر فکر عکس پذیر ضیائے مہر توجہ ہادی شعرا نظیر مقتبس انوار ذرات مضامین انجمن فکر مین انجم طبع مانند مہر منیر طرف بوستان معانی انکے دلکا ضمیر ہے مشتاق حسن گلہائے مضامین ضمیر دل با تدبیر ہے کواکب سخن چرخ کاغذ پر چمکاتے ہین ثوابت و سیارہ کی سیر فلک قرطاس پر دکھاتے ہین

وہ ابھی ہے نو گل آرزو وہ ہنوز تازہ بہار ہے
نہ کچھ آئینہ سے اوسے غرض نہ حنا سے کچھ سروکار ہے

ضیا تخلص مرزا ضیا بخت نام خلف مرشد زادہ مرزا فرخندہ بخت مہر مضمون فکر ضیا بخش یہ ہے سپہر کاغذ کا تخت چہرہ ہو مضمون کی ضیا سے تختۂ کاغذ فلک قمر ہو رہا ہے

چھوڑا کے کون گیا ہات سے ضیا دامن
ہمیشہ ہاتھ اشک کا تا جیب تار رہتا ہے

ضمیر تخلص لالہ گنگا داس نام شاگرد نصیر لعلم رسالی دستگاہ اونکو کثیر ہندو سخن بتخانہ کاغذ مین اصنام مضمون کی پرستش کرتا ہے رسال طبع قرعہ

فکر سخن تختۂ کاغذ پر اس شکل سے ڈالتا ہے

مین دکھاتا ہون ضمیر اب کچہ تجھی بھی ہو خیال	چشم خواب آلودہ او سکے فتنہ بیدار ہے

ضیغم تخلص مولوی غضنفر علی نام فرزند مولوی حیدر علی لکھنؤ کے ساکن ہزبر سخن بادیۂ کاغذ مین نخچیر مضامین کو اس حملہ سے شکار کرتا ہے رات دن عالم طبع کے طالب علم فکر سے بحث کی قیل و قال ہے مدرسہ کاغذ سرگرم تکرار ماضی و حال ہے

ہر اک کی ٹھوکرین کھاتا ہون ہوگئے ہین یہ دن	نہ وہ مزاج ہے اگلا نہ وہ دماغ رہا +
وہ درگذر کریگا شفاعت کرینگے وہ	اللہ سے ہے کام پیمبر سے ہے غرض
ہوا ہی زرد چہرہ خشک لب ہین اشک جاری ہین	ترے ہاتھون یہ صورت ایدل اندوہگین دیکھے
غوث اعظم کا ہو نہین ضیغم غلام	اب زیارت مین کرون بغداد کی

حرف الطا

طفل تخلص مرزا عبد المقتدر نام عرف مرزا طفل پیران جوان سیرت کے آگے میدان سخن مین شوخی کرتا ہے انکی طبیعت کا طفل ہر چند مانند طفل اشک لڑکپن ہے کھیل ہے اوچھل کود ہے یہ چال چلن ہے

رات دن مونس جان وحشت تنہائی ہے	دل ہے میرا کہ کوئی وحشی صحرائی ہے

طالب تخلص طالب حسین نام شایستگی سخن مین میر انشا اللہ خان صاحب سے طالب شعراے عصر مین اپنی جودت طبع سے سخن ہر ایک کے کلام پر غالب کلام کا کیا پہلو ہے طالب کی مطلب سے گفتگو ہے

دشت مین آہ شرر بار جو طالب نے بھری	ایک شعلہ گیا خاشاک بیابان سے لپٹ

طرہ تخلص طرہ باز خان نام بنارسی مضمون تازہ انکا طرہ دستار سخن عارض محبوب مضمون پر کاکل پر پیچ مشکفام ہر مصرعہ شکن در شکن زلف سخن سراپا دراز ہے اس کا فی بلا کا بلا کا انداز ہے

مصور کھینچے گر اوس شوخ کی تصویر کاغذ پر	میری صورت بھی ہو زیر قدم تحریر کاغذ پر

طرب تخلص لاله جهنولال نام نوازش حسین خان نوازش کو اوستاد بنانا منظور کیا فکر
مرثیه گوئی کا ازبس شوق اور برعایت تخریه مرثیه دیگر تخلص مشهور کیا یهه صاحب کا پته لکهنوی
تهے چونکه اعتقاد طرف مشرب اہل اسلام ازبس رکهتے تهے خدای مطلق نے تاریکی کفر کو انکے ضمیر
دلگیر سے دور کیا بلمعه تجلی اسلام نوبت یهه پهونچا که جلوه ایمان انکی پیشانی پر چمکا گر
نور کا ظهور کیا الحمد الله رب العالمین و نعت سید المرسلین جسکا هادی الله
جیسا کریم و رحیم ہے پهر کیا مال شیطان دشمن قدیم ہے من یهدی الله فلا مضل له
و من یضلله فلا هادی له طبع طرب افزا عشرت انداز خاطر دلگیر جهان سوز هر چند
یهه ناظم ملک مرثیه کے ناظم هین لیکن ریخته مین یون راقم هین

گئے جان سے گذر هم جو نه وعده پر وه بت آیا	بهانا اوسکا گویا موت کا اپنے بهانا تها

طالب تخلص لا اعلم شاعر قدیم دکهنی معصر ولی الشعرا اپنے مضمون کا هر ایک
کو طالب کیا سخن کی طبیعت طالب شوق سخن دل پر غالب

طالب کے خون چشم سے آلوده کیا کرے	وه پانون جو حنا سے رہے سرگران سدا

طالب تخلص حافظ طالب نام وطن رامپور سخن کا سیکها مولوی قدرت الله
شوق سے دستور یه محبوبه سخن کی طالب جس سے بهر حال حصول هر مطلب
رواق مضمون کی طلب ہے جوش جوانی همرنگ رخ بنت العنب ہے

چیرئے سینه کو شوق نکیجے دل دلگیر کو	یهی دہ جاگه ہے اور کیا کهاگیا مین تیر کو

طالب تخلص طالب علی نام شاگرد میر غالب علیخان سید تخلص الشعر اشعر گوئی
و سخن فهمی انکی عادت مزاج اور یهی شیوا کیا خوب فرماتے هین کیا
مضمون لاتے هین

مضطر هو کب مین شبکو اے ماه رو نه آیا	گهر سے ترے گلی مین تا بام تو نه آیا

طور تخلص لا اعلم لکهنوی انکا طور سخن تجلی طبع محمد رضا برق سے سرمه هو کر
چشم بینندگان مضمون کو رتبه کحل الجواهر دکهاتا ہے اب هر کوئی شاگرد شیخ
امام بخش ناسخ مرحوم آنحضرت کو بتاتا ہے بهر حال تجلی سخن وادی ایمن کاغذ

مین موسیان شائق دیدار مضمون کو اس نور کا جلوہ دکھاتی ہے ایسے ہی لغویات صاحب گلشن بیخار کو منصفان دور بین کے نزدیک راست کج فہم بنانی ہے چنانچہ جس موقع پر جس رنگ سے اونھون نے شوخی فرمائی بندے نے بھی ناظرین کو اوسکی حقیقت مفصل کہ سنائی موسی سخن طور طبع پر تجلی مضمون سے بیہوش عاشقان طالب دیدار کو مانند سرمہ خموشی کا جوش کاغذ وادی ایمن ہے قلم چٹکی مین جون شمع طور روشن ہے طور کی تحریر کا یہ طور ہے تجلی گاہ مضامین مین جائے غور ہے

نہ لیتا عمر بھر نام رہائی + + +	تو اپنے دام مین لایا تو ہوتا + +

خیر انکی فہمید معہ اوستاد کے ایسی ہی جسکا یہ انتخاب ہے بندے کی طرف سے انکی اسی غزل کے اشعار ون سے کیا جواب ہئے

لب جانبخش دکھلایا تو ہوتا +	ذرا عیسیٰ کو شرمایا تو ہوتا + +
کف پا اپنا دکھلایا تو ہوتا + +	ید بیضا کو شرمایا تو ہوتا + +
غش آتا طور کو موسیٰ کے مانند	رخ پر نور دکھلایا تو ہوتا +
مین جی جاؤن اجل سے آپ آجائین اگر پہلے	یہ پیغام زبانی خط سے کہیو نامہ بر پہلے
عوض بوسہ کی بیوفے گالیان رہین جھلین کہ صاحب سے	ذرا انصاف تو کیجے لگائے کس نے شر پہلے
شب وصل غریبان ہر ترے گر دنبہ خون ہوگا	نہ بول اوٹھیو کہین زاہد سے اے مرغ سحر پہلے
شب وصل صنم مین رات بھر مانگی دعا مین نے	الہی آج نکلے مہر تابان سے قمر پہلے
عجب سرکار ہے اللہ کی اے طور مین صدقے	ہنر مندون سے پوچھے جائینگے دہان دیکھ پہلے

طوماس تخلص قوم نصارا مشہور بجانصاحب از تلامذہ شاہ نصیر فکر عیسائی انکی کاغذ کی میز پر سیر کرتی ہے مضمون شعر کی چٹھی تحریر کاغذ کا تیار فٹن ہے جسمین سوار مضمون کا صاحب فن ہے

سودا ہے زلف یوسف ثانی کا اسقدر	روتے ہین ہم کھڑے سر بازار زار زار

طالب تخلص شیر محمد خان نام شاگرد حافظ عبد الرحمان خان احسان طالب

سخن اس نوع سے ہوا بہ بزم سخن سنجان طالب کو شاہد سخن کی طلب ہے
مطلوب کو طالب سے مطلب ہے

کون ہے بسمل شمشیر نظر اپنا سا | یا تمہال اپنا سا یا سینہ سپر اپنا سا
کیا اپنی روشنی پہ شگفتہ ہے قرص ماہ | طالب جو تیرے ساتھ وہ رشک قمر نہین

طالع تخلص لالہ ہند و لعل نام اصل حیدرآباد میان فیض صاحب جیسے شاعر انکے اوستاد اختر طالع سخن سپہر کاغذ پر طالع خورشید طبع جلوہ مضامین سے فلک کاغذ مین پر لامع شاہد سخن انکے نصیب ہے قسمت مین لکھا اصل جلیب ہے

مت پوچھہ کچہ حساب یونہین بخش دو مجھے | مجرم تو ہون پہ عفو سراسر سے ہی غرض
اشکون سے سب عبارت اعمال دہوینگے | بندے کو ایک فرد نہ دفتر سے ہی غرض

حرف الظا

ظفر تخلص حضرت ظل سبحانی سلطان زمانی خلیفۃ الرحمانی سکندر ثانی مرزا ابو ظفر بہادر شاہ ادام اللہ سلطنتہ بخلق سخا و شجاع وہمیم و کرم و بخشش یکتائے زمان وحید عصر اناثل شایستہ بتحریر خطوط بو قلمون مشتاق ذایقہ سخن سے شیرین کام و دہان شاعر نامدار و الاقدر خاقانی ہند شیخ ابراہیم ذوق خوشہ چین خرمن درگاہ فلک اشتباہ بصد شوق یہ خادم سخن جو کلام مبرکہ سے مستفید ہوتے تو فیض حاکمان مضامین سے قابل گفت و شنید ہوتی اوستادیکا دم بہرنا محال مگر مضامین بطور مشورہ قیل و قال شاہ سخن اکثر اور رنگ کاغذ پر جلوہ افروز بندہ دبست املاک و عسا کر مضمون پر بیبات شمشیر زبان بصد ظفر فیروز کلام الملوک ملوک الکلام لاکلام اسمین کلام کا کیا کلام اماکن و حصن حصین سخن پر بضرب تفنگ فکر مظفر اور طرفو کنان چپ و راست فتح و ظفر کس صولت کا کلام ہے جسکی ہیبت سے حصار دل سخن کا انہدام ہے

ضبط فریاد کرون گریہ کو روکون لیکن
دل بیتاب کو تھامون یہ نہین ہو سکتا

نہین یہان رنج کے آثار خوشی کی باعث
اشک آنکھون سے ٹپکتے ہین ہنسی کی باعث

میرے زخمون سے نہ کہہ آب دم تیغ دریغ
خشک لب چاٹتے ہین خشک لبی کی باعث

چار ٹکڑے کرون دلکے یہ نہین ہو سکتا
رنجکو دون اب کہ نہ دون لفکو دون تل کو نہ دون

صوفیہ نہین ہون نہ رندہ نہین میخوارہ نہین ہون
اے نیتو بندہ خدا کا ہون گنہگار نہین ہون

سے پڑہون سر پہ کیے اور نہین پانون پڑون
اس چمن کے نہ گلو نہین ہون نہ ہین خار نہین ہون

صفحہ ہستی پہ مانند نگین مثل قلم
یا سیہ رو ہو نہین ہو نہین یا سیہ کار نہین ہون

جو کوئی لیتا ہے پھر وہ پھیر دیتا ہے مجھے
ہین عجب اک جنس ناکارہ خریدار نہین ہون

پیے لاکھہ بار صہبا کی لاکھہ بار توبہ
اب توبہ کر چکا ہین توبہ ہزار توبہ +

جنو نہین کیا میرے پیوند پیرہن کو لگے
کہ ایک تار بھی چھوڑا ہو تو کفن کو لگے

نعل شکل مہ نو جب ترے توسن کو لگے
چار چاند اور فلک پہ مہ روشن کو لگے

ظاہر تخلص حکیم میر محمدی نام والد ماجد عاصی فخر بیعت حضرت میر ضیاء الدین جیپوری نور مرقدہ سے جو خلیفۂ خاص مولانا و مرشدنا جناب حضرت مولوی محمد فخر الدین ادام اللہ برکاتہ ہین حاصل ابتداسے سکونت بزرگان دہلی بعرب سرائکہ شاہجہان آباد سے فاصلہ تین کروہ کا ہے مضافات شاہگڑہ مین جد امجد مغفور حضرت حکیم میر واجد علی صاحب جو خلفاے بہترین مولانا ے ممدوح محب بنی تھے پریشان ہو کر جبکہ دہلی مین داخل بمحلہ تاجگنج جسکی صحت ممتاز گنج ہے کٹرہ عمر خان محلات اکبرآباد زیر دیوار روضہ منورہ ممتاز محل قیام پذیر ظاہر ابحیلہ طبابت مادہ محتاج سے الفراغ پایا مدت مدید نواب احمد بخش خان مرحوم مخاطب بفخر الدولہ کو انکی خدمت کی سعادت سے توقیر ظاہر ہے کہ ظاہر نے ہادی شعر اسے فیض سخن حاصل کیا اور اپنے تئین زمرۂ شاگردو نہین داخل کیا سن بارہ سو انسٹھ ہجری مین ششم ماہ صفر یوم چہارشنبہ قریب یکپاس شب بہ آمدہ سفر آخرت پر توشۂ زہد لیکر بہشت مین

داخل ہوئے اور رضوان نے بہ بشاشت تمام فرمایا آدخلو فیہا نعماے جنت حاصل ہوئی دیوان مختصر بڑی لطافت و فصاحت سے جمع بقصد تدبیر کیا نسخہ سقمان شایقین کے لئے مرکبات طبع سے یون تحریر کیا طبیعت کی صفائی کمال ظاہر ہے جس سے لطافت خود ظاہر ہے ظاہر و باطن یکسان مانند ضمیر روشندلان کیا خوب ارشاد ہے جس سے سامع کا دل شاد ہے کیا نسخہ حیات مفرح القلوب ہین کہ ہر مریض سخن کو مطلوب ہین

حمد مین لکھتا ہون نام اوس خالق غفار کا
نعت مین دم مارتا ہون احمد مختار کا

خیال اوس لطف کا دل سے مرے اصلا نہین جاتا
بہت اپنے سے کی پر آہ یہ سودا نہین جاتا

مہر کی جسپر نظر کی مہر سان چمکا دیا
آپ چاہا جب تو جلوہ ذرہ مین دکھلا دیا

کیونکہ نکرین حور و ملایک اوسے سجدہ
اللہ بمعنی ہے بصورت ہے محمد

نہ بھاتی تھی جس شخص بن دلکو سیر
سو آیا ہے ای لو وہ یادش بخیر +

چشم اور لب لعل اوسکے ظاہر
بولی کہ جو دلکو پا لینگے ہم ++

آنکھون نے کہا کہ لینگے ہم قتل
لب بولی کہ پھر جلا لینگے ہم +

غبار خاک راہ دلبر لگا آنکھونمین
سمجھ کحل البصر گر ہم نہ مین تو خاک آنکھونمین

خراب بلدہ دل شہر جان بہم تونے
کیئے ہین نقل مکان گھر میرے صنم تونے

گو خلد برین کی تو صبا اور ہی کچھ ہے
پر یار کے کوچہ کی ہوا اور ہی کچھ ہے

ہے عرض روز حشر کو ظاہر کے یا علی
نعلین آپکی یہہ گنہگار لے چلے

ظہور تخلص ظہور اللہ بیگ نام اصل اصول توران مولد و منشا دہلی بہ تصدق فیضان الہی حافظ قران حمایل فکر سخن گردن کاغذ مین حمایل طبع کو نور معانی سے فیض کامل اوسی نور کا یہ ظہور ہے جسکی حدیث کا مطلق مذکور ہے فکر سخن کا ظہور ہے حافظ طبع اپنے فن کا پورا ہے

ایسا نہو قاصد کہ میرا نام نہووے
لکھ نامہ حال دل گمنام نہووے

حرف العین

عاجز تخلص زورآور سنگھ نام شاگرد شیخ نصیر الدین عزت باوصف زور آوری نام سخن مجلس کاغذ مین روبرو سامع عاجزی سخن پہ قدرت کیا خوب فرماتے ہین کیسے کیسے مضمون لاتے ہین

شب مہتاب کس کمبخت کو ہجر انمین بھاتی ہی | کہ اس سے گرمئ روز قیامت یاد آتی ہی

عالی تخلص لاعلم امیر تیموری شاگرد ذوق طبع عالی کو سخن پر اسطرح ذوق کیا خوب فرماتے ہین کیا عالی مضمون لاتی ہین

پہیون تو دلگی نجھے آگ آہ اوپر سے | ذرا سا وارکے پانی بھی یار لا نہ سکے

عارف تخلص محمد عارف نام کشمیری نژاد مولد و منشا انحضرت کا شاہجہان آباد دوشالونکو رفوگرتے ہین اسی ذریعہ سے آب و نان تا گلو کرتے ہین ہمعصر مسجود شعرا اور مرشد شعرا دست فکر نے شال سخن کو شکنجہ طبع مین لپیٹا اور کاغذ کے رومال پر گل بوٹہ مضمون کا کاڑہا عارف نجود پر عارف طریق معرفت فکر کا مصارف صفحہ کاغذ نہین دوشالہ ہے شگوفہ مضامین تختۂ گل لالہ ہے

دخت رز سے کہو کہ آن ملے + | ورنہ عارف افیم کھا ویگا +
اس ابر مین بے ساقی و مے جی پہ ٹھنی ہی | ہر بوند کا کھانا مجھے ہیرےکی کنی ہے

عالیجاہ تخلص پسر نواب نظام الملک بہادر صدف کاغذ مین گوہر مضمون ہے یا دُر مضمون عالی جاہ کی چاہ مین مدام ہے ناظم طبع کو نظام ملک سخن پر لاکلام ہے حاکم سخن و سادہ کاغذ پر متمکن ہے تو محکوبان مضامین کا مطیع ہونا ممکن ہے امیر طبع کا تیز حکم ہے ہر رنگ مضمون صم بکم ہے

راتدن اشک سے آنکھو نمین تری رہتی ہی | شاخ نرگس اسی پانی سے ہری رہتی ہے

عارف تخلص میر عارف علی نام ساکن امروہہ ایک عرصہ سے رونق افروز مراد آباد عقل و شعور بحث علم عروض و قافیہ مین استاد شاگرد

وعظ و غلام ہمدانی مصحفی اب ترک سخن کرکے عنان بارگی طبع طرف ساحت پند معطوف کے اور بجا آوری حکم احکم الحاکمین کیطرف طبیعت عالی بدل مالوف کی عارف سخن حجرہ کاغذ مین عابد زاہد شب زندہ دار طبع عبادت و زہد پہ مجاہد سخن کیا ہے عین معرفت ہے عارف طبع کی یہ حقیقت ہی

رات ساری مجھے دو نو کی تسلی مین کٹی ... ہات دلپر سے اوٹھایا تو جگر پہ رکھا
وہ ہوا گرد سے جب وقت شکار آلودہ ... تیر خاکی ہے مژگان غبار آلودہ
ہاتھو نکے چاک جیب تلک دسترس نہین یا ... مین کسکے بس مین ہون کہ میرا کچہ بھی بس نہین

عاصی تخلص منشی امداد حسین نام عاصی انکے کلام سے بہرہ اندوز ہان لا کلام کلام انکا اب دلفروز ہ

مین کس کس شعلہ رو کو یہ دل صد چاک دکھلاؤن ... رہا تھا ایکدل سو جل گیا کیا خاک دکھلاؤن

عاجز تخلص الفت خان نام خورجہ کے ساکن سخن انحضرت کا جوان خود تحریر دیگر کیفیات سے قلم رہا عاجز سچ ہے کہ بہرحال ہر حالمین بندہ عاجز ہے کیا خوب نظم ہے جسکی شایستگی ہم بزم ہے

کیا ہوا گر چشم تر سے خون ٹپک کر رہگیا ... بادہ گلگون کا ساغر تھا جہلک کر رہگیا

عاصی تخلص لا اعلم ساکن رامپور عاصی الصاحب کے اور معاملات سے مجبور شاعر طبع عصیان شعار ہے خدا ے کریم غفار ہے تخلص عاصی پر فکر بہت خاصی سخن کا زبان پر لانا کیا گناہ ہے شفیع عاصیان بروز حشر پشت و پناہ ہے فکر سخن بہت خوب جس پر ہر یک طبع مرغوب

کملائے ہے گرمی سے نگہ کے وہ گل اندام ... اللہ یہ کیا لطف کی نازک بدنی ہے

عاقل تخلص عاقل شاہ نام وحشی صفت جریدہ انداز انکے اس شعر پر عرصہ دراز سے دل نیاز مند کو اعزاز جب زبان پر آتا ہے تو عجب مزا چکھا جاتا ہے جو عاقل ہے وہ اسطرح ناقل ہے درویش فکہ بوریای کاغذ پر السہ ہو کہتا ہے غافل بھی عاقل شاہ کو کہتا ہے کیا خوب فرمایا

کہتے ہین کہ ایک بیت بناچاری لکھی افسوس اونکی ایسی خواری لکھی سبحان اللہ
کیا دعوی ہے اور کیا بیان کچھ اور رہئے یا منہ مین زبان برا کہنا بھلا جانا
واہ کیا خوب تمنے ہر کسیکو برا کہکے اپنا دل شاد نہین کیا ہر شاعر کی اہانت کرکے
دل خانہ خراب کو آباد نہین کیا صریح برا کہتے ہو خوش رہتے ہو دروغگویم
ورلے بے مروت کیسے آدمی اور کیسی آدمیت غیرت نہین آتی تمہارا کیا سینہ کیسی
چھاتی غرض نظم پر اُنکا دل عاشق کلام عاشق سننے کے لائق بیان کیا
خوب گفتگو بہت مرغوب

ابر آتا ہے آفتاب چھپا + ساقیا مت شراب ناب چھپا

عاشق تخلص لاعلم نہ دری اور دریافت حال سے عاصی برے
عاشقانہ کلام سے معشوقانہ انتقام ہے

فقط تو ہی نہ میرا او بت خونخوار دشمن ہے ترے کوچہ مین اپنا ہر در و دیوار دشمن ہے

عاشق تخلص لالہ رام سنگہ نام پہلے شاگرد غلام حسن تجلی بعدہ مشورت
شاہ نصیر دہلوی عاشق سخن انکا معشوقان فکر کو خلوت کاغذ مین یون
آراستہ کرتا ہے صورت شاہد فکر کو مرقع قرطاس مین بہزاد طبع اس
نقشے سے پیراستہ کرتا ہے

حیرت زدہ مین دیکھون ہون یون اوسکو بزم مین تصویر جیسے دیکھی ہے تصویر کیطرف

عاشق تخلص بخشی بھولا ناتھ نام پنڈت کلام عاشقانہ کی یہ حقیقت

قیس نادان سراسر نظر آیا مجکو جا ہئے دشت مین کیون کوچہ دلدار کو چھوڑ

عاشق تخلص شیخ نبی بخش نام کہین پور شیخ محمد صلاح مرحوم پنجابی الاصل
مولد و منشا جد دہلی مفہوم شاگرد رشید ہادی شعرا شاہد سخن کے عاشق
دہمبتلا ہر دلطیف ظرایف و سرایف بذلہ سنج چست و طرار استوار استعداد فارسی
معقول علم عربی سے آگاہ صالح مزاج جودت طباعی چالاک گوہر سخن آبدار
صدہا کتب تحت خامہ گذرین بخط عربی و فارسی لکھین ظفر یابخان راسخ

کیا نادر مضمون ہاتھ آیا

قید بھی یہاں کچھ نہیں اور چھوٹ بھی سکتے نہیں	واہ وا اس دام کو اور مرحبا صیاد کو

عاصمی تخلص لا اعلم از جمہور شعرائے متقدمین مرد ذہین کلام بہت متین اور حال نامعلوم کیونکر دریافت ہو کیا معلوم کیا شستہ زبان ہے کیسا رفتہ بیان ہے

چمن کے تخت پر جس دن شہ گل کا تجمل تھا	ہزاروں بلبلوں کی فوج تھی اور شور تھا غل تھا
خزاں کے دن جو دیکھا کچھ نہ تھا جز خار گلشن میں	بتاتا باغباں رو رو یہاں غنچہ یہاں گل تھا

عاشق تخلص مہدی علیخان نام نبیرہ نواب علیم دان خان نگربان والا زینت کے خدمت شریف میں کمترین بندہ سید غلام قطب الدین متخلص بباطن مولف تذکرہ گلستان بیخزان بجواب تذکرہ گلشن بیخار التماس کرتا ہے کہ صاحب گلشن بیخار کا دل انواع انواع گل شاخ شجر تذکرہ میں معترض زبان سے کرتا ہے چنانچہ انصاحب کے باب میں یہ عبارت کہ مملو ہے ادپر صفت کاملہ اور اہانت شاقہ کی کس رعنائی کے ساتھ ذہن میں قیاس کرتا ہے اسقدر انصاحب کے تصنیفات سے ہے اسپر صاحب گلشن بیخار کی یہ بات ہے اعظم الدولہ گوید کہ تصنیفاتش قریب دو صد ہزار بیت بنظر راقم درآمدہ مشتمل بر سہ دیوان ریختہ و دو دیوان فارسی و حملہ حیدری و دیگر مثنویات انتہی کلامہ وانچہ ما را برائے انجواب بدست آمدہ این بیت است کہ بناچار نوشتہ الخ اللہ اکبر صاحب گلشن بیخار اور انکے استاد کو اتنا حسد اور ہر ایک شاعر سے ایسی احد وکد جس شخص نے تین دیوان ریختہ اور دو دیوان فارسی اور حملہ حیدری اور مثنویات تصنیف کیں ایسے تیز طبع خوش فکر متین کے نسبت صاحب گلشن بیخار نے یہ لغویات تالیف کیں یہ تو کسی بیعقل کی سمجھ میں بھی نہ آویگا جس شخص سے اتنی تصنیف ہے کہاں تک اچھا کہے گا اور کلام شیرین ونمکین نہ ہو گا محض مدعی کی تحریف ہے

بریلوی ہیں سوال وجواب بہ نظم ونثر اکثر بوجہ احسن رہا عرصہ قلیل ہوا کہ بمکان سقیرہ میر محمدی بیدار خفتہ بستر عدم پکڑا دندان فیل مشاعرہ ہوتا تھا بزم یاران سخن سنج آراستہ محفل شعرائے خوش فکر پیراستہ تو مرزا تخلص شاگرد مرشد شعراسے مباحثہ معقول رہا عاشق انداز معشوق پرست سے معاملہ گفتگو حصول رہا تہذیب طالبعلمان مدرسہ سرکار بھرت پور انکی اختیار تھی مباحثہ درس مین انکو باہم تکرار تھی سنہ بارہ سو تریسٹھ ہجری مین ترک روزگار کرکے حرمین شریفین کی زیارت کو گئے زیارت کیا بلکہ کونین کی باب حصول سعادت کو گئے اوسے سفر مبارک مین جہانسے سفر کیا بعد حصول شرف حج جہان گذرانسے درگذر کیا نازنینان مضمون کے عاشق ہین اشعار انکے سننے کے لائق ہین بندہ شاگرد وہ اوستاد مین اور وہ دونو شاگرد داوستاد بامراد بیٹے ہادی شعرا نظیر جنکا کلام دلپذیر عدو کا سینہ سپر اونکی مصرعہ کے تیر کا مطمورہ عدم مین دشمن نظیر کا واہ کیا خوش بیانی ہے جسکی بزم شعرا مین مدح خوانی ہے

اشک و لخت دل سے دامن خوشنما ہوجائیگا
لعل گل اور موتیا کا حاشیہ ہوجائیگا

کان تک پہونچی گی گر اوس گل کی جانیکی خبر
ای صبا سنتے ہی دم میرا ہوا ہوجائیگا

مطرب خوش لہجہ کوئی راگ ایسے رنگ سے
محو سن عالم در و دیوار کا ہوجائیگا

منہ نہین کرنیکے ہرگز قند مصری کی طرف
لون کا بھی منہ مین گر آسرا ہوجائیگا

آپکے رخسار کا ہے باغ مین ہر گل غلام
کاکل پرخم کا بھی ہے دو دستہ سنبل غلام

سرو اوس قد کے مقابل ہو تو جلوا ڈالون
دیکھے نرگس جو وہ چشم آنکھین نکلوا ڈالون

لال کر دکھلاون خون دلسے مژگان تو سہی
رشک شاخ گل کرون خار مغیلان تو سہی

آہ سوزان کی دہوئین سے سر و سنبل لگاون
لخت دل سے کردون صحرا کو گلستان تو سہی

جانان جانا تو بہت کہتے ہو پر جانا نہ جان
تم گئے اور مین ندیدہ جان جانان تو سہی

یون جنون سے اضطراب رگ ہے نشتر کے تلے
مضطرب ہو صید وحشی جیسے خنجر کے تلے

بام سے سیر زمین کا قصد اگر وہ مہ کرے	ہے یقین ساتون طبق ہوجائین اوپر کے تلے
نزع مین تھا مین ولے دیکھا جو اوسکو بام پر	دم لگا بھرنے بوقت نزع اوپر کے تلے
پھینک گئے ہدف پہ تیر کہا بازو مین جان نہین رہی	قبضۂ اختیار مین اپنی کمان نہین رہی
جب اعضا گل کر خاک ہوئے اور اڑ گیا بالکل نور نظر	تو چلنا پھرنا سہو ہوا اور آنکھ لڑانا بھول گئے

عاشق تخلص مولوی جلال الدین نام عالم فکر کے مدرسہ کاغذ مین بحث نفی واثبات مدام یہ انکی طبیعت کے طالب علم کا سبق ہے جسمین بیان ماضی وحال واستقبال مضمون ادق ہے سواد زلف کی شرح مطول بیاض رخ کا بیان مختصر اول ایسا فرماتے ہین یہ مسئلہ لاتے ہین

یہ کسکے نوک مژگان کا پڑا ناسور سینہ مین	کہ بند ہنے بھی پنایا زخم پر انگور سینہ مین

عاشقی تخلص مرزا آغا حسین قلی خان پسر مرزا آغا علیخان خراسانی مولد عظیم آباد ولبعدہ عظیم القدر انگریزی ممتاز پھر آیا مقام طولانی صاحب گلشن بیخار باایں ہمہ صفت اول بعبارت خود صفت اور آخر کار نقص ہی ظاہر کرتے ہین لیکن درحقیقت ہر ایک شخص کے برا کہنے پر معہ اوستاد اپنے مرتے ہین عبارت انکی بھی تحریر ہوتی ہی مباحثہ کی تقریر ہوتی ہے ع عاشقی تخلص الموسوم باغا حسین قلی خان خلف آغا علیخان مرد مغول است اصلش از خراسان مولد عظیم آباد و بزرگانش در دولت تیموریہ اعتبار دلخواہ داشتہ اند وے بمناسب جلیلہ انگریزی بہرہ اندوز عشرت کامرانی ماندہ داعی درحالیکہ اختیار تحصیل محال سکندرآباد بدست وے بود دیدہ است ہرچند دران زمان تمیز بد و نیک نداشت اما اینقدر نیک میداند کہ شخصے متین وخلیق بودہ گویند کہ اکنون در لکھنو میگذراند تذکرہ از تصانیف وے مسمے بہ نشۂ عشق مشتمل اشعار فارسی از نظر گذشتہ چون سواد عربی نداشت روشن وآشکار است کہ از خطا ناچار بالجملہ این ابیات است الخ اگر اخیر مے ان فقرون کا فقرہ ندیتے تو مظلمہ بدگوئی وغیبت کا اپنے ذمہ

نہ لیتے صاحب گلشن بیخار فرماتے ہین کہ ہین تمیز نیک و بد نہ رکھتا تھا پس وہ جوان تھے یہہ بچے تو اپنے زبان سے آپ میان مشہور بنے صاحب گلشن بیخار کہے اور ہم بھی سمجھے پس اب مطلب پہ آتا ہون اور انکی نظم سناتا ہون

بدحواسی ہے یہان تک پہونچنے کو اشک کی	چشم کو مین بھول کر رکھتا ہون سر پر آستین

۱۸ **عبد** تخلص عبد الواسع نام یہ معبود سخن ہین سخن عبد لا کلام کیا خوب نظم ہے
جسکی مشتاق ساری بزم ہے

بجز رفاقت تنہائی آسرا نہ رہا +	سوائے بیکسی اب کوئی آشنا نہ رہا +

۱۹ **عبرت** تخلص میر ضیاء الدین نام شاعر رفیع المقام قصہ بد عادت کا شروع کرنا اپنے ذمہ لیا شاگرد نواب محبت خان معشوقہ سخن کو کس محبت سے دل دیا جہان گذران سے گذرے مقام عبرت ہے انجام سوچنے والون کو ایسے مقام مین آغاز سے حیرت ہے کیا فصاحت بیان ہے عبرت انگیز کیا
بلاغت لسان ہے فصاحت آمیز

بیتاب کوئی شئے نہین سیماب کی مانند	پر وہ بھی نہو گا دل بیتاب کے مانند

۲۰ **عزلت** تخلص سید عبد الولی نام ایسا ارشاد کرتے ہین عزلت گزینان
سخن کا دل اسطرح شاد کرتے ہین

شکستہ گر ہوا دل اب نظر نکر مجھہ پر	یہ ٹوٹے آئینہ مین منہ ترے بلا دیکھے

۲۱ **عزیز** تخلص عزیز اللہ نام مرد ہر دل عزیز انکی طبع کو سخن گویون کی محفل عزیز
شاعر طبع صاحب تمیز جسکی ایسی تجویز

ایسے بیدرد سے کیون دلکو لگایا ہمنے	عشق مین جسکے کبھی چین نپایا ہمنے

۲۲ **عزیز** تخلص لالہ شنبھو ناتھہ نام دہلوی ہندو نکا شیوہ ہے کہ بعوض روپیہ قرض دینے کے سود لیتے ہین فی زماننا بعضے مسلمان بھی لیتے دیتے ہین استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ انکے حق مین صاحب گلشن بیخار یہ عبارت تحریر فرماتے ہین پھر وہی تقریر بد گوئی کی لاتے ہین عزیز تخلص شنبھو ناتھہ از رباخواران

دہلی ہست اور است انپر سود دینے لینے کی تخصیص کیونکہ ہوئی اب یہ بدگوئی صاف یکسر ہوئی یقیناً کسی معاملہ مین مابین انکی نزاع ہوئی ہوگی ہو ہنود کل رباخوار ہو کر قوم انپر خصوصیت کیا جو ایسے دوئی ہو الغیبت اشد من الزنا انہون نے غیبت کی انہون نے سود کھایا بندے نے دونو کو برابر پایا بہرکیف یہ فکر عزیز ہے جو مرد صاحب تمیز ہے

لیا دل یک نگہ مین دلربائی اسکو کہتے ہین
کیا بیگانہ سب سے آشنائی اسکو کہتے ہین

۲۳ عزیز تخلص لالہ بہکاری لعل نام مرد خوش کلام شاعر عالی مقام حصول معاش بے تلاش سخن مین ایسی تراش خراش

بات اب امتحان پر آئی + +
قصہ کوتاہ جان پر آئی + +

۲۴ عزیز تخلص مہاراج سنگہ نام مرد عزیز دوست دشمن بے تمیز و بد انجام جنس سخن کیا چیز ہے کہ ہر خریدار کو بجان عزیز ہے انکے نظم کا یہ مضمون ہے اور کیا بلاغت مشحون ہے

ضعف سے ہر رگ تن جسکا ہو تار بستر
کیونکہ بستر سے وہ بیمار اوٹھے اور بیٹھے

۲۵ عسکری تخلص مرزا عسکری نام ایسا فرمایا زبان خامہ پر یون کلام آیا

کہنے کو اِیدہر اودہر گئے ہم +
تجھے تیری طرف جدہر گئے ہم

۲۶ عشق تخلص شیخ غلام محی الدین نام ساکن میرٹھ مبتلا بھی تخلص پایا انکا سلک سخن سے بہت کچھ آمادہ کیا اہا ہا دیکھیے پھر مقام طول سخن آیا صاحب گلشن بیخار اس معاملہ مین یہ عبارت تحریر فرماتے ہین زبان خامہ کج بیان پر سرآمد سخن ہے کہ ایسے لفظ لاتے ہین ع عشق تخلص غلام محی الدین کہ مبتلا ہم تخلص او ست از سکنائے میرٹھ ہست صاحب تصانیف بسیار ست اما بنظر یکی از دیوانش کہ از نظر گذشتہ و این ابیات ازان منتخب گشتہ شاید کہ آنہم قابل تماشا نباشد الخ جائے غور ہے یہ کیا طور ہے انکو ہر ایک سے حد ہے یہ وضع بہت بد ہے کہتے ہین اور فکر بھی قابل سیر نہین اس گفتگو سے

سخن پر نہین یہ کیسے عقلمند ہین علقمند کیا بیفایدہ خود پسند ہین جو نظم تحریر کی اوسکی یہ ہتک باقی کو بغیر دیکھے بھلا برا کہا بیہدہ ہرگز انکے نزدیک اچھا نہین بجز اون لوگون کے جنکی انھون نے تعریف کی کوئی نہین اچھا عاصی کی سمجھہ یہہ کہ جو برا ہے وہ بھی اچھا تو پھر اچھا تو کہین اچھا شروع مین تعریف صریح اخیر کو ہجو تعجب عجیب قطع کے عزیز ہین کیونکہ کہون کہ بدتمیز ہین باطن مطلب یہ آپ عرض درمیان لاعشق ہے انکو سخن کے ناز نہین ہے طبیعت ذکا اچھے اچھے مضمون لاتی ہے کہین نہ کہین سے

سب کہے سنینگے یہ وہ بتلا کے قصہ کو — کہ خواب ناز کو تازہ یہ ایک فسانہ ہوا

بھر آگئی ہے اپنی تو آئینہ وار چشم — قسمت مین کسکے ہے ترا دیدار دیکھنا

شام کو عشق مجھے پھر بھی ہے ملنے کی امید — صبح پہلو سے مرے اوٹھکے وہ سرو گیا

وہان ہر سر فساد مین رندان بادہ نوش — اے محتسب نجائیو میخانے کیطرف

تجھے اے ظالم ہمیش کا فر کچہ نہ رحم آیا — ستمگر نا مسلمان سنگدل سب کچہ کہا ہمنے

دل کا تخم ہے میرا ہجران گل کا غنچہ کا چمن — یان بہار ایک ہے جنہین سے ہین خزان ہوتی ہے

عشاق تخلص لاعلم قوم ہنود انکی طبع سے سخن کی ایسی بہبود کیا خوب بیان ہے طبیعت کا امتحان ہے

بلبل سبز خط سے اور رہوا حسن یار کا — آخر خزان نے کچہ نہ اوکھاڑا بہار کا

عشق تخلص حکیم میر عزت اللہ خان نام دہلوی شاگرد ثناء اللہ خان فراق اپنے والد سے بھی استفادہ پایا اور مشاق علم حکمت مین دستگاہ کامل طبیعت سخن شفاے مریض فکر شعر کیواسطے شاغل عشق مین طاق ہین شہرہ آفاق ہین طب مین طبیب حاذق مطب کرنیکے لایق طبیب طبع کا نسخہ ہے مریضان شایق کے لیے لکھا ہے کہ یہہ دوا ہے

ہمارے سینہ پہ داغون سے ہے یہ گل کاری — کہ داغ داغ جسے دیکھہ لالہ زار ہوا

عشقی تخلص لاعلم مرادآبادی حسن لعبت سخن سے باہم شادی کیا خوب

کلام کہہ گئے جو صفحۂ دہر پر رہ گئے

کوئی تو ہے گل چہرہ کوئی سرو روان ہے
دیکھا تو یہان ایک نہ ایک آفت جان ہے

عشق تخلص شاہ رکن الدین محمد نام وطن عظیم آباد لو وصل معشوقہ سخن ہے اس عاشق عشق پیشہ کا دل شاد عشق یہ رنگ لایا تو عاشق کیا زبان پر نام ننگ لایا

ترے عشق مین ہمنے کیا کیا نہ دیکھا
نہ دیکھا سو دیکھا جو دیکھا نہ دیکھا
ترے چین ابرو میرا غنچۂ دل
یہ عقدے رہین وہ جنکو کھلتا نہ دیکھا

عشرت تخلص میر غلام علی نام بریلوی شاگرد مرزا علی لطف قصۂ بہ یاد تمام کیا ہوا انکا ہے عاصی ناچار ہے یہ جب کسیکی نسبت فتانت کرتے ہین تو ایسا جواب زبان قلم باطن سے خواہ نخواہ تردید کلام صاحب گلشن بیخار ہے عشرت کیطرف انکا ایما ہے تو اس عبارت کو لکھا ہے ؂ عشرت تخلص میر غلام علی از سکنائے بریلی است فن شعر از مرزا علی لطف کہ وے از تلامذہ مرزا رفیع السودا است گرفتہ صاحب دیوان است ملاحظہ شد اما باشعار یکہ بچشم و گوش رسیدہ پیدا است کہ بجائے نرسیدہ او را است الخ یہ فقرہ اخیر جو لکھا ہے اس سے ثابت کرتے ہین کہ کچھ فکر سخن مین کامل نتھی واضح ہو کہ برا کہنے والے صاحب عاصی کی فہم ناقص کے نزدیک خود عاقل نتھے ہر ایک کو جا نکر طعن کرنا اور پھر الگ ہو کر اپنے کو اچھا بیان کرنا بعید از انسانیت ہے خارج از آدمیت ہے مشار الیہ کے نزدیک تو سوائے اپنے اوستاد اور ہمصحبتون اپنے کے کوئی اچھا نہین اور دانایان رموز اخلاق کی فہم مین جو کوئی کسیکو برا کہے وہی اچھا نہین عشرت کا کلام با فرحت ہے جسکے رشک سے عدو کو عسرت ہے کیا تحریر ہے اور کیسی تقریر ہے

بسان جام خالی پھوڑ ڈالون چشم پرخونکو
نہ دیکھون گر صراحی دار اوس مخمور کی گردن

قاصد اگرچہ میری بھی تحریر شرط ہے — لیکن مزاج پائے تو تقریر شرط ہے
تدبیر پیش چلتی نہیں ہے کسیطرح — عشرت ہر ایک کام مین تقدیر شرط ہے
تا مرگ زندگیمین ہجران کے غم اوٹھائے — بالین پہ میرے جانان افسوس تم نہ آئے
اے رشک گل کہوں کیا داغ الم نے تیرے — اس دل جلے کے تن پر کیا کیا نہ گل کھلائے
وہ رشک گل نہ آیا منت ہوئی نہ پوری — بلبل کے قبر پہ بھی ہر صبح گل چڑھائے
وہ شمع بزم خوبان آیا نہ میرے در تک — پروانے کے لحد پر لاکھوں دیے جلائے
ثابت کیطرح عشرت مجکو بھی جام مے دے — تا از لبم بر آید مستانہ ہائے ہائے

عظیم تخلص مرزا عظیم بیگ نام اصل انکی توران مولد مقام دہلی شاگرد شاہ حاتم خوش بیان انکے باب مین صاحب گلشن بیخار کی کیا عبارت ہے جواب زبان کلک باطن کی ظرف سے عظیم ندامت ہے شرانکی تہ پاک زہر آمیز عبارت شکر نمک آمیختہ شور انگیز ملاحظہ فرمانے کا مقام ہے انصاف جسکا انجام ہے ؎ عظیم تخلص مرزا عظیم بیگ نژادش از توران دیار الست و مولد و منشایش این شہر خلد آثار از تلامذہ شاہ حاتم غرض در شاعری لبیا لختے طبع ہموار داشتہ در جواب اعتراض انشاء اللہ خان کہ در مشاعرہ مرزا اینند و خلف نواب شجاع الدولہ مرحوم بعلت انتقال از بحر ہزج بہ بحر رمل بظرافت تمام بادی معارض شدہ بود مخمسے موزون نمودہ خلاصہ این ابیات او راست الخ اس تحریر کو دیکھیے کہ لکھنے مین خود اور بیان واقع تقریبا تا گہ کسیطرح کسیکا قصور عمدًا ثابت نہو معاذ اللہ رب العزت ان ان پردہ دری کی غمازی و دور اندازی سے بچائے کیا شان باری ہے کہ ہرگز بجز پردہ پوشی اظہار عیب کا خیال بھی نہ آئے حق تعالی مے بیند و می پوشد ہمسایہ نمے بیند و مے خروشد الفاظ غرض در شاعری لبسیار و لختے طبع ہموار اور انتقال از بحر ہزج طرف بحر رمل اور مخمسے موزون نمودہ کو ملاحظہ فرمائیے کیا پہلو سے نقص کا نکالتے ہیں سخن ازکا صفحہ کاغذ

یون عزم کرتا ہے جی چاہتا ہے کہ سنائیے مضمون عظیم الشان ہے
قابل بیان ہے

سوزش سے مری بسکہ ہوئی منفعل آتش	شیشہ مین نہین رہے یہ ہوئی مضمحل آتش
بھڑکا ہی دیا آہ نے دامان شفق کو	ایچرخ سنبھلتا کہ لگی متصل آتش
چھپتا ہے کوئی شمع صفت سوز دل اپنا	سر کاٹو اگر تو ہو نمودار گلے سے
جلتی ہے شرح سوزش میری زبان کلک	ہر دم بلے ہے یہ جو سیاہی دوات سے

عظمت تخلص میر عظمت اللہ نام بریلوی طفولیت مین آب و خور قسمت
بلخ و کشمیر و بخارا لیگیا اب دہلی مین مقیم بعظمت و حشمت بلند ہمت فکر
نیک اسلوب شاگرد مومن خان ایسا فرمایا

نام عظمت ہے نہ شوکت نہ شکوہ	کیا ہی اس نام سے گھبراتا ہون

عنایت تخلص عنایت علی خان نام چھوٹے بھائی عباس علیخان بیتاب
کے مگر فارسی مین شیخ امام بخش صہبائی سے جام مراد سخن پردازی ناب
زبان ریختہ مین امیر حسن تسکین سے تسکین طبع کی مہربان سخن انکا
دوستان شایقین پہ کرتا ہے عنایت کا خطاب سخن کی انکی طبیعت
پر عنایت ہے شاعر مضمون کی اسطرح ہدایت ہے

مین اوسکے دوش سے محفل مین لگ کے بیٹھ لیا	تو یہ بھی دیکھکے اغیار پہچانا نہ اوٹھے

علی تخلص مرزا علی قلی نام ساکن شاہجہان آباد انکے سخن سے سامعین
کا دل شاد سخن اعلیٰ ہے مضمون کا القاب معلے ہے مضمون علیٰ ہذا القیاس
جیسے فرین چہرہ صفحۂ قرطاس

جدائی مین تیری ہم کیا کہین کسطرح جلتے ہین	بجا ہے مو بدن سے آگ کے شعلے نکلتے ہین

عیش تخلص مرزا حسین رضا نام زانوادب کا آگے طور الشعرا کے
تہ کیا رنج طبع بستر کاغذ پہ بعیش مبدل ہوا انکا گھر کیا شاہد مضمون
سے عیش ہے رقیب زبون کو طپش ہے عیاش فکر کا کلام ہے عیش سے

ہر دم کام ہے

وہ اگر آئے پشت بام کہین + مین بھی کرلون اوسے سلام کہین

علی تخلص محمد علیخان نام مسکن مرادآباد سخن سے انکی نظم انسے شاد اور حال جو معلوم نہین تو بندے سنے کیا رقم نہین کیا زبان وہ کام ہے کتنا خوب کلام ہے

دہیان نہین لاتے ہین جب اوہری کبہی کی گات ہم
مارتے ہین تب وہ ہین چہاتی پہ اپنے ہات ہم

عیاش تخلص لالہ خیالی رام نام دہلوی تلمیذ پذیر شاہ نصیر عیاش طبع یاران ہمنشین سنسے رندانہ تقریر عیاش کو شاہد طبع سے عیش و آرام ہے آرام و عیش معشوق فکر سے مدام ہے طرف سخن خیال کیا تو مضمون کا یہ حال کیا

جام ہے ہاتھ مین اور شیشۂ مے زیر بغل
نہین عیاش کو اب بزم خرابات سے چہوٹ

۳۵ **عیاش** تخلص میر یعقوب نام لکھنوی مرثیہ گو عیاش سخن عروس مضمون سے بستر کاغذ پر روبرو شاہد مدعا کی جستجو تو تصور مین یہ گفتگو

خنجر بیداد کو سنگ فسان پر تیز کر
وقت قتل اتنا ترحم مجہپہ اے خونریز کر

عیشی تخلص طالب علیخان نام ساکن اے لکھنؤ ہے ہین فارسی مین خنجر مصرعہ قتیل کے شہید یعنی نظم و نسق سخن مین شاگرد رشید اردو مین میان مصحفی صاحب انکے محافظ صورت سخن کیونکر نہ حفظ ہو ایسے جنکے محافظ وہ لوزبان تو خوب فرماتے ہین کیا کیا مضامین دلکش لاتے ہین عیشی کا کلام عیسی دم ہے جس سے زندگی مضمون کی ہر قدم ہے

دلگرفتہ ہون کہ دلگا ہوگے مین آزاد کیا
مجکو یکسان ہے چمن کیا خانۂ صیاد کیا

زخم کاری جسم پر گشتوںکے جان تازہ ہے
آبجو ان مین بجہا تہا خنجر جلاد کیا

کون پابند جنون فصل بہاران مین نہ تہا
اس برس ننگ جوانی تہا جو زندان مین نہ تہا

لیچلے ہم یہ کف آبلہ دار آخر کار
خار بہی اپنے نصیبونکا بیابان مین نہ تہا

میں نے عیشی سے جو پوچھا دل پر خوں کا حال
اک صراحی مئے گلگون کی بھری دکھلا دے

دل بسکہ ضعیف و ناتوان ہے +
تن پر مرے جان بھی گران ہے

ہر دیدۂ نم میں جوش یم ہے +
ہر نالۂ دل شرر فشان ہے +

افسانۂ سوز و ساز عیشی ++
گر سنیے تو گرم داستان ہے

عجز تخلص لالہ سندر لال صاحب نام ساکن کول ہنگام ورود کول بندے سے ملاقات ہوئی تھی جوان سیہ فام چیچک رو بابت فکر سخن عاصی سے ہر ایک قسم کی بات ہوئی تھی کلام خوب طبع کا مرغوب

وضع وحشت کی تمہاری ہی تو گھر سے نکلی
چاک دل تم سے ہوا چاک گریبان ہم سے

عاجز تخلص میر فیض علی نام متوطن کول انکے بھی شاعر طبع کے سناتا ہوں دو بول اور حقیقت سے بندہ عاجز و ناچار ہے ہرچند تلاش میں جبر کیا پر بے اختیار ہے نظم جو یہ زبان پر لایا محک امتحان پر لایا

میں وہ شہید ہوں کہ شفق کہتے ہیں جسے
تہ کر کے آسمان نے رکھا ہے کفن مرا

عاصی تخلص نواب غلام حسین خان نام کولوی طبیعت اچھی فکر مضمون بہت خاصے عاشق سخن عصیان شعار ہے دیدہ شاہد مضمون کا گنہگار ہے بخشش کا امیدوار ہے لب پر یہ شعر ہر بار ہے

کل شب وصل میں عقدہ یہ کھلا مرگ کے بعد
دل سمجھتے تھے جسے ہم سو وہ پیکان نکلا

عاصی تخلص عشقی صدر الدین نام فخر دہلی کے ساکن فکر سخن سے مزاج طبع رنگین مطمئن شعر کہنا گناہ نہیں اگر گناہ ہے تو کون عذر خواہ نہیں فکر عاصی بہت خاصی

جہاں میں یہ ملی کیمیا ہمیں عاصی
کہ خاک ہو کے رہی اپنے کوی یار میں روح

عیار تخلص دلدار علی نام وطن بدایوں ہوا استاد انکے میاں ظہور اللہ خان نوا اگرچہ دلدار ہے پر مرد عیار ہے دلدار ہے نہ عیار ہے شاعر خوش گفتار ہے لے سخن کے نوا کا ظہور ہے نوا کیا شور نشور ہے

غم و اندوہ و یاس و حسرت کی — آمد آمد تھی باری باری رات
آنسو جاری تھے میرے چشمون سے — لیسے جاری تھا جاری جاری رات

کاٹے نگہ تیز سے ان آنکھون کے جالے — بگڑی ہوئی نظرون سے بنا جاتے ہو آنکھین
ظاہر مین تو نظرین نہین تمھین کھو ہے عیار — پر چھپ کے رقیبون سے لڑا جاتے ہو آنکھین

ترے وصل کی لہر آئی ہے دل مین — یہ قطرہ بھی دریا ہوا چاہتا ہے
ہے جان طپان مثل سیماب مضطر — یہ دل پارہ پارہ ہوا چاہتا ہے

آنکھین پتھرا گئین ہو ہو کے سفید — رات مر مر گئے روتے روتے

عظیم تخلص لا اعلم سخن انکا عظیم الشان ہے جسکا صفحہ کاغذ پر ایسا بیان ہے خاصا کہا جو کچھ کہا اچھا کہا

کچھ نگہ مین نہین آتا ہے بجز جلوہ یار — جبکہ ہم دل مین عظیم اپنے نظر کرتے ہین

عارف تخلص نواب زین العابدین نام خواہر زادے اور شاگرد مرزا اسد انکے عارف سخن کو جو حرف کاغذ مین عابدان مضمون سے یون جبہ وکہ

دلمین اوتر گئے یہ نہین دل کو کچھ گزند — کیا یہ نیا ہے ترے تیغ نگاہ کا
اللہ ری شعلہ خیزی آہ شرر فشان — شکوہ نہین رہا مجھے روز سیاہ کا

شوخی وہ بھری ہے کہ ذرا بھی نہین باقی — دشوار ہے آنا ترے آنکھون مین حیا کا

روز شب فراق کا کیا پٹنا کہون — اسکی نہین ہے شام تو اوسکی سحر نہین
ہل کر گریبان بہر گ مری نکلی ہے ہمصفیر — تنگ اسقدر قفس ہے کہ ہل سکتے پر نہین
عارف ہم اسقدر تمھین کیون احتراز ہے — گر متقی نہین ہے تو بدکار بھی نہین

عزیز تخلص یوسف علی خان نام شائقین یوسف سخن مثل زلیخا شیدا ہر ایک عزیز مشتاق وصل کلام ہو کر مانند یعقوب نالہ افگار روان طبع یوسف مضمون چاہ فکر سے نکالتا ہے براوران حاسد گرگ سیرت کو خاک ندامت مین اس نمط ڈالتا ہے ان عزیز کا سخن گویا نظم زلیخا جامی ہے

قصہ گریہ حضرت یعقوب گرامی ہے

بندہ نہین بندہ بت بے شرم و حیا کا	امت ہین محمدؐ کے ہے بندہ ہی خدا کا
خواہش بخت سے ہوتی نہین او سکو مری چاہ	نالہ کرتے ہین عزیزہ آہ اثر اپنا سا
اب خاک نگاہ خون سے کرون ارتباط عشق	وہ دل نہین دماغ نہین وہ جگر نہین

عیش تخلص حکیم آغا جان نام حکیم سخن انکے در بان کا محتاج مدام طبیب طبع مریضان مضمون کا معالج خواہ کسیکو لقوہ ہو یا فالج یہ نسخہ ہے یہ دوا حکیم مطلق کے ہات شفا

بسمل دب ذوق طپیدن ہو چکی ہین شور بو	ہات و س قاتل کے خونین سب کے سب شانون تلک

عنصر تخلص میان احمد علی نام حیدر ابادی از قرابت یافتہ میان فیض جنکے فیض سخن کا بیان فیض وہان فیض ایسا لکھا یون پڑھا ہا

مجھسے زندان مین بھی شغل میکشی چھوٹا نہین	حلقۂ زنجیر مجکو خط ساغر ہو گیا
ڈھے گئی دیوار تن کی الامان +	آنسو ون نے بے خبر بنیاد کی +

عزم تخلص محمد غوث نام حیدر ابادی میان فیض کے تعلیم یافتہ پر عزم الجزم سوے شہر سخن باین تقریر تحریر مضمون کا ارادہ ہے ہات مین کاغذ کا صفحہ سادہ ہے

حسب مزاج جب ہوا اسباب وصل یار	کیا چرخ کا گلہ ہے مقدر سے ہی غرض
اے عزم کب ہوا سفل و اعلی مین رابطہ	کشتے طبع کو نہین لنگر سے ہے غرض

عنایت تخلص حیدر ابادی میر قمر الدین نام میان فیض صاحب کے شاگرد ہین عنایت طبع سے رسائی فکر مین مضمون بے انتہا گرم دہین

انگشت گر بتائے وہ مہندی نکال کے	لو ہو نکل کے زخم سے آئے ہلال کے
فرصت دیا نہ موج فنانے بھی ایکدم	آخر حباب رہ گئے دیدے نکال کے
کس رشک مہ کا داد یئے وحشت مین ہی گذ	شکل کتان جو پھٹ گئے دیدے غزال کے
سرعت پرواز مین شرمندہ ہو کر رہ گیا	مرغ گلشن طایر رنگ حنا کے سامنے

عاجز تخلص لاله پیارے لال نام قوم کایتھ وطن قدیم بزرگان شاہجہان آباد اب گردش زمانہ سے چکر کھا کر نگینہ دہام پور علاقہ ضلع مرادآباد سے جد بزرگوار انکی جبہ دہلی مقام ممتاز گنج عرف تاج گنج محلہ بیگ ٹولہ مین آباد اور یہ ابتدائے سن شعور سے اکثر اضلاع سہارنپور اور میرٹھ مین مقیم رہے علم عربی و فارسی تحصیل کیا اور شیخ مہدی علی زکی سے کہ شاعر مشہور ذکی الطبع ہین ندیم رہے فن شعر مین اصلاح پاکر بمشاعرات ضلع سہارنپور و شاہجہان آباد اور میرٹھ اور جبہ دہلی مین چاشنی مائدۂ سخن سے کام و دہان شیرین کیا صاحب دیوان ہین زبان بھاکا مین اکثر دوہرے اور کبت وغیرہ انکے طبع زاد اب بندے کو از راہ بندہ نوازی بزمرۂ اوستادان اپنے یقین کیا بندہ سخن عاجز بے اختیار فکر کا آقا حاکم و خود مختار سخن کا مزا بات مین ہے متانت ہر نکات مین ہے

آتش خرمن گل ہے بدن سرخ ترا
خاک ممنون ہو کافر چمن سرخ ترا

پھر آشنائے مشاطہ کی ضرورت کیا
نہو جو بیچ مین حایل حجاب کا دریا

خال لب نے تری کس کو بایمان چھوڑا
یہ وہ ہندو ہے کسیکو نہ مسلمان چھوڑا

نمک حلائے حسن ملیح کی ہے یہ شرط
دہان زخم کبھی خندہ نگار کی بات

دست و پا مردہ آمد مین ترے بھول گئے
یہان تلک پانوں مین اپنے نہ سمائی زنجیر

شوق مصافحت مین تری جس نے جان دی
مرقد مین کیا عجب ہی انکالے کفن سے ہات

خود آرائی ہے تیری باعث آشوب نظارہ
کہ عکس رنگ عارض سرخی چشم تجلی ہے

حرف الغین

غالب تخلص مکرم الدولہ نام بہادر بیگ خان انکے عرائس فکر کا علیحا ہند مین شور ہے الکار پارس سے قند آمیز نبات بیز باہم شکر خور ہے مجالس مشاعرہ سے از بس شوق تھا تماشائے ارباب نشاط کا بھی ذوق تھا ہنگام انعقاد بزم مشاعرہ شروع جلوہ مہ جبینان خوش آہنگ سے

فرزاد و ٹھانے مغلوبان مضامین طبع زادہ پر غالب ہو کر غضنفر فکر کو بیشہ کاغذ مین اسطرح شکار کھلاتے صریر خامہ نہین شیر کی ڈکار ہے صفحہ کاغذ نیستان کی پہلوار ہے

رہتے ہین آینہ سے ہمیشہ دوچار آپ	تنہا ہی لوٹتے ہین یہ ساری بہار آپ
بجلی کے چمکنے سے ہے احسان +	شب چھاتی سے الگ گئے وہ ڈر کر +

غالب تخلص غالب علیخان نام انکے نسبت کا سلسلہ تا بال و وندیخان اسد فکر شکار ثور مضمون پر صحرا ے کاغذ مین حملہ کنان انکا سخن سب پر غالب ہے تب ہر ایک بدل اسکا طالب ہے کیا کلام اچھا ہے آفرین ہے مرحبا ہے

جان بلب ہین تری اس چشم کے بیمار بہت	تیر مژگان سے ہوئے ہین جگر افگار بہت

غالب و اسد تخلص اسد اللہ خان نام ملقب بمرزا نوشہ آپ دو تخلص کرتے ہین کچھ تو سبب ہے کہ دو تخلص کرنے پر دل دہرتے ہین از بسکہ غلام حسین خان کمیدان قبل اس سے جبکہ دہلی مین انکے سکونت کا مکان اوستادان باشعور کے مثل خلیفہ معظم جو بڑے معظم و مکرم اور ہادی شعرا جو بے نظیر روزگار تھے جنسے تعلیم پائی ایام صبا سے ببرکت انفاس متبرکہ ان اوستادون کے بمرتبہ علم پہنچے تب اونکی فکر رسائی یہ صورت دکھائے کیون نہ خوش گو ہون جنکے ایسے اوستاد وہون متانت فحواے کلام مین لاکلام کلام سے بنیاد سخن کو استحکام چونکہ وہ اوستاد مر گئے یہ جبکہ دہلی سے اودہر گئے اب خواہ شاگردیسے انکار کرین یا شاید اقرار کرین ہان خود اوستاد ہین مرغان مضامین کے صیاد ہین ہان اونکا فراخ حوصلہ ہے پھر تخفر کا کیا گلہ ہے گو فارسیمین متین ہین برابر دو مین تو ذوق ہی ہمہ نکتہ چین ہین اب بعد وفات ذوق انکو شاعری مین کمال ہو کلام انکا سحر حلال ہو مگر زمانہ خالی نہین کیا اور کسی کی طبیعت

ی ہین غالبا جو کسی سے مقابلہ ہو تو حاکمان محکمہ شعر کے روبرو
معاملہ ہو بندے کے والد مرحوم سے کمال ملاقات تھی اور از حد اتحاد
کی بات تھی انتخاب زمان ہین یکہ دوران ہین جسطرف طبیعت آئی
اوسیکی خاک اوڑائی چنانچہ دختر رز سے جو تاک لگائی تو وہ ظرف پیدا کیا
کہ مینائے گردون ہین شراب شفق قاضی آفتاب بادب پیشکش لایا اور
قمار بازی پہ جو دہیان کیا تو وہ چھٹے جوا رہی ہوئی کہ میر لبساط اور بکھیڑے
داون کھانے لگے ایک کمال پایا شعر کمقدر انکا کبھی کسیکی زبانسے نہ سنا
نہ اپنے آنکھہ سے دیکھا الفاظی اور جودت زبان فیض ترجمان سے عیان
ہے کلام شیرین وصف سرمہ چشم غزہا دہین جس نے سنا حلاوت سخن
اور گلوگیری سرمہ سے یارائے صفت شعر نہ ہا گویا کہ وقت امتحان ہے
کثرت عذوبت سے ہونٹ چپک گئے سرمہ کی خاصیت سے زبان سیہ
گولال ہوئی عدو تھک گئے جو شخص اونکے کلام سے بہرہ ور ہوا بیساختہ
آفرین اور سبحان اللہ اوسکی زبان پر ہوا چونکہ یارائے کلام و دہان نہین
کہ منزل وصف ہین قدم سر کری لہذا راقم لجام توسن سبک تگ کلک
سوے بادیہ مطلب پہ کرے اب یہ دہلی والے ہین اور بڑے ارادے
والے ہین شاید قدیم کی نظم و نثر کو خفیف جانتے ہین غرور کی راہ جیا ہین
سو فرمائین پہ دلیین تو اونکا لوہا مانتے ہین دہلی والے صاحب کسیکو اپنے
روبرو خاطر ہین نہین لاتے مارے خودی و تبختر کے جیمین پھولے نہین سماتے
پر جب کسی سے مقابلہ ہو تو دم بھر ہین فیصلہ ہوا انکو شراب و کباب چاہیے
خلاف شرع کا بیحساب چاہیے روزہ کے نام سے انہین کیا کام نماز کو انکا
ہر دم سلام اصحاب تذکرہ کی تحریر دیکھی اور اونکی تقریر دیکھی کیا غرور
ہین اپنے نزدیک کتنے دور ہین یاران ہمصحبت اونسے زیادہ مغرور ہین چور
ہین گویا اونکے یار خوشامد کے مزدور ہین دہلی والے صاحبو نکے تذکرہ

جو عبارت رکھتے ہین متاع خیریت شعراے ماضی و حال و مصنف کو غارت رکھتے ہین ہین ہین باطن گدہ ہر گیا جو شمین پھر گیا خبردار ہوشیار انکے اسد فکر کا نخچیر مضمون پر غلبہ ہے خمسہ انکا شیر کا بچہ ہے دیوان ریختہ فارسی ضخیم ہے مگر اردو کا دیوان مانند آمدنامہ قبیل وقدیم ہے اسد فکر نیستان کاغذ مین ڈکارتا ہے روباہ مضامین کو ناحق جان سے مارتا ہے

دوست غمخواری مین میری سعی فرماوینگے کیا — زخم کے بھرنے تلک ناخن نہ بڑھ آوینگے کیا
بے نیازی حد سے گذری بندہ پرور کب تلک — ہم کہین گے حال دل اور آپ فرماوینگے کیا
جراحت تحفہ الماس ارمغان داغ جگر ہدیہ — مبارک باد اسد غمخوار جان دردمند آیا
کاو کاو سخت جانی ہاے تنہائی نپوچھہ — صبح کرنا شام کا لانا ہے جوے شیر کا
دریاے معاصی تنک آبے سے ہوا خشک — میرا سر دامن بھی ابھی تر نہوا تھا
بوے گل نالۂ دل دود چراغ محفل — جو ترے بزم سے نکلا سو پریشان نکلا
نغمہ ہاے غمکو بھی ایدل غنیمت جانیے — بے صدا ہو جائیگا یہ ساز ہستی ایکدن
اسد زندانئے تاثیر الفت ہاے خوبان ہون — خم دست نوازش ہو گیا ہے طوق گردن مین
کم نہین وہ بھی خرابی مین یہ وسعت معلوم — دشت مین ہے مجھے وہ عیش کہ گھر یاد نہین
دلسے تری نگاہ جگر تک اوتر گئی — دونوکو اک ادا مین رضامند کر گئی
نظارہ نے بھی کام کیا وان نقاب کا — مستی سے ہر نگہ ترے رخ پر بکھر گئی +
یک نظر بیش نہین فرصت ہستی غافل — گرمئ بزم ہے اک رقص شرر ہونے تک
دام ہر موج مین ہے حلقۂ صد کام نہنگ — دیکھین کیا گذرے ہے قطرہ پہ گہر ہونے تک
غم ہستی کا اسد کس سے ہو جز مرگ علاج — شمع ہر رنگ مین ہوتی ہے سحر ہونے تک

غضنفر تخلص غضنفر علیخان لکھنوی شاگرد جرأت عدو سے ناہنجار کو جسکے کلام سے کمال حسرت صاحب گلشن بیخار ہر جگہ اهارت اور خود فروشی محمود ستائی کو کام فرماتے ہین اور عیبت ہر ایک شخص کو اپنی کتاب مین عیب لگاتے ہین سہ غضنفر تخلص غضنفر علیخان نبیرہ

غلام حسین کرموڑہ ساکن لکھنؤ از شاگردان جرأت است ارباب تذکرہ نوشتہ اند کہ از ہمہ شاگردانش ممتاز است و فقیر شعری ندیدم کہ نظر بر معنی باید پذیرفت الا بیت اول باندازہ اوست از دست الخ الحاصل بقول انکے اصحاب تذکرہ نے سب شاگردون کی نسبت ممتاز لکھا تو با وصف ممتاز ہونے کے انھون نے کوئی شعر مطابق اوس معنی کے نہ دیکھا اسمین اہانت شاگرد اوستاد کی پائی گئی یہ کیسے اوستاد تھے کہ ایسے شاگرد کے سخن کی یہ صورت دکھائی گئی تو اور شاگرد کس شمار مین ہین وہ بڑے ہزار مین ہین واہ حضرت خوب لوگون کو بدنام کیا تذکرہ کیا لکھا کہ خلق کے حلق پر تمھارے قلم نے چھری کا کام کیا صاحبو غور کا مقام ہے انکی عبارت کے مضمون کا کیا انجام ہے خبر خامہ فکر انکا دلیر ہے ترکیب بندش سے مضمون اگر روباہ ہو تو شیر ہے +

کہتا تھا اس مریض کو کل وہ سنا سنا	کر دے کوئی معاف کسی کا کہا سنا
تصویر سی ہوا وسکے دو بدو ہم	کیا کرتے ہین پہرون گفتگو ہم
کبھی دیکھی جو کل تصویر محبوبان	تو گویا بیٹھے ہین لب ہو بہو ہم
لایا یوسف کا مصور جو دکھانے نقشہ	لگی اوس نقشہ سی وہ اپنا ملانے نقشا

نمازی تخلص لا اعلم بہ شہید غازی سخن ساکن ملک مشہور دکن اور حال معلوم نہین جو دفتر مین مرقوم نہین نمازی مضمون معرکہ شعرا مین صف آرا ہے شہید تیغ تبسم شاہدان معنی بت خدا آرا ہے +

نہین مژدہ ہی دیوانو مگر پھر بہار آئی	کہ بوئی گل سحر دوش ہوا اوپر سوار آئی

غلامی تخلص شاہ غلام محمد نام لطیف ان میان کا کلام ایسا ارشاد ہی جسکی یہ بنیاد ہے

کل جسکی نظر تیر سی گذری میری دل سے	پھر آج وہی دور سے قاتل نظر آیا

غلام تخلص راجہ گوپال ناتھہ نام واہ واہ کیا سخن اور کیا کلام بندہ ان میان کے سخن کا غلام ہے سردار کلام ان کا انکا کلام ہے سخن کا راجہ سند کاغذ پر حکم رانی کرتا ہے رعایائے مضامین عالی کے محلۂ قرطاس مین اس طرح نگہبانی کرتا ہے +

جو ہم بستر کبھو ہم ہوں غلام اوس خوش بصورت کے
نہ لین و لید تا روز قیامت دوسری کروٹ

غافل تخلص لالہ نجتاور سنگھ حساب دان عطارد سخن انکا منشی دفتر فکر سی کچہری کاغذ مین خوش بیان محاسبان سبق محرر زیر و بم حساب و ہندسہ مضمون معانی کی یہ کتاب ہے

وصف کرتا ہے اون لبون کا جب
غافل اوسوقت لعل او گلتا ہے

غافل تخلص راجہ نجتاور سنگھ نام مراد آبادی عرصہ دراز تک جلد دہلی مین قیام پذیر بارہا بمحفل مشاعرہ مہاراجہ تشریف لاتے غزلیات طرح وغیرہ کی سامعین کی روبرو توقیر اکثر شائقین کو اونسے مشورہ تھا اونکے زبانون پر انہین کا تذکرہ تھا عاصی پر نظر عنایت تھی بارجہ شفقت تھی عکس تخلص عکس شعر کا انداز غافل نام ہوشیار باز ایام قریب گذرے کہ اس جہان سے گذرے مرد تجرد پیشہ آب و زبان سے گذری غالبا دولت کیمیا کی بدولت ذی اندیشہ تھے شعرگوئی مین صاحب فکر و حاکم پیشہ تھے اب قول غافل کا بیان ہے ہوشیارون کا اوسپر کان ہے

صاف کرتا رہا کل مجھپہ وہ تلوار کے ہاتھ
اوٹھہ گئی ٹکڑی نہ کسی نے میری خونخواہی کی ہاتھ

چھپ گیا غنچۂ خورشید تہ دامن ابر
دیکھ منہ دہی رہی اوس شوخ ستمگار کی ہاتھ

قتل کرتا بھی ہے اور کہتا ہے فریاد نکر
یہ ستم جسپہ نیا اوستم ایجاد نکر

چمن کوچۂ جانان سے یہ کیا آتی ہے
ناز کرتی ہوئی جو باد صبا آتی ہے

تار گیسو مین اولجھتا ہی سر شام سے دل
رات کیا آتی ہے ایک سر پہ بلا آتی ہے

مجھسا ہوگا نکوئی اہل وفا ای غافل
کہ میری خاک سے بھی بوی وفا آتی ہے

غربت تخلص لالا علم خاں غریب الوطن نے ہر چند غربت اختیار کی لیکن منزل مقصود اسم و رسم کو نہ پہونچا مسافر سخن رہرو ان طریق نکتہ سنجی سے سبیل کاغذ مین باین شوخی گفتگو کرتی آیا کیا زاد راہ لایا کس توشہ پر بھروسا کرنے پایا

گھر چھٹا شہر چھٹا لیک نہ چھوٹا غم عشق
ہمتو غربت کی اسی بات کی دیوانی ہین

غمگین تخلص میر سید علی نام جگر بند میر سید محمد مرحوم دہلی انکا مسکن بہمہ صفت موصوف فکر شعر پر کیا موقوف متین و ذہین اب انکا کون ہم فن گویا یار متقدم

وہین قیام مصروف ہے ازبس اختلاط باہم بہت ارتباط اب ارادہ زیر زمین کیا دوست وہواخواہونکو غمگین کیا خاص گوالیار مین قبر ہے دل غمگین کو صبر ہے اگر شعر ہیچ سامعین کی دل اندوہگین کو فرحت ہے جو فہمیدہ و سنجیدہ و عاقبت اندیش ہین اونکو مقام عبرت ہی کیا کلام طرب انگیز ہی جس سے سامع کا دل فرحت خیز ہے

حمد ہی جسنے جو کلام کیا — مین نے یون حمد کو تمام کیا
نعت وہ ہے کہ حق تعالے نے — جسمین اپنا ظہور نام کیا
تباسائی کفارہ کیا ہی گیشش اجی ہرستی مین — قسم ہیر مغان کی جھوٹ کہا بیٹھا ہون سچی ہین

غنی تخلص لا اعلم وطن شکوہ آباد دولت شعر سے مفلس طبیعت آباد گنج سخن سے سیر ہین سرمایۂ مضمون پر دلیر ہین زر معانی پر دل غنی ہی نقد نظم لٹانیکی جسمین ٹھنی ہے

اگر مجھے یہ زندگانی مین مزا ہے — تو ایام جو ایسے مین مزہ ہے

غریب تخلص شیخ نصیر الدین نام اصل انکی کشمیر مولد دہلی زبان فارسی فکر دلپذیر اور کیا خوب زبان ریختہ ہے جسکی خمیر مین لطافت آمیختہ ہی خزائن مضامین سے نقادِ طبع اسودہ مفاتیح افکار جمع تودہ تودہ کف کاغذ ہر چند دست مفلس ہے مگر زیبق مضمون سے طلاء طبع مس ہی

حال دل شوریدہ کہون کس سے غریب آہ — وہ درد نہین جسکی طبیبون سے دوا ہے

غنی تخلص شیخ عبد الغنی نام شائقین جو تہی دست ہین زر ہای مضامین اونکے لیے حاضر کہ دست ہین در سخاوت وا ہے نقد مضمون دلکشا ہے مضمون نیا ودرم ہے ٹکسال سخن ہین کا غذ بنام قدم ہی

پڑتی ہے نظر خس پہ دم چشم پریدن — یہان ہمنے پر کاہ بھی بیکار نہ دیکھا

غواص تخلص لا اعلم دکن شاعر قدیم بحر سخن کے ندیم غواص فکر عمان سخن مین غوطہ لگاتا ہے گوہر آبدار مضمون کف مقصود کا غذ مین لاتا ہے آشنایان قلزم سخن سے کام ہے نہنگان دریای معانی سے کلام ہے سخن کیا ہی در مکنون ہے جوش زن امواج طبع مثل جیحون ہے کاغذ کا صفحہ ہے کہ دریا کی سطح

تناسل مضمون کو سلک گہر پر فتح ❖

ترا منہ دیکھ بلبل پھول سے بیزار ہو جائے
اگر گل تجھ تلک پہونچے گلے کا ہار ہو جائے

غریق تخلص لا ایلم دریائے متلاطم تلاش کا ہر چند آشنا ہوا مگر گوہر مقصود حال کف مراد کے ہات نیایا ناچار زورق خاطر کو ساحل تحمل پر لنگر کیا غریق لجۂ سخن کے دل نے تحریر یہ شعر تر کیا

وہ گرم ہی پڑی میری پاس آنکھ جھپکی
اتنا تو نہین دیکھتا مقدور ہما کا

غمگین تخلص میر عبد اللہ نام خلف میر حسین تسکین فکر سخن سے دل غمگین کو چین تسکین فکر غمگین سے سامعین کا دل خوش ہوا خوشی و مسرت نی جمین گہر کیا یہ غمنانہ غمگین الم ناک ہی شکل صفحہ کاغذ گویا بستر بزم عزا کی خاک ہی

کی عمر ہم نے عزیزون نے خراب
ہائے لاکر خانۂ خمار رسے

حرف الفا

فدا تخلص سید محمد علی نام عرف فدا شاہ ساکن بہار متعلق سہارن پور سیاحی پیشہ فضل الہی سے خوف عقبیٰ دل کے اندر حرص دنیا باہر کر کے مجردانہ رہے اور بے اندیشہ صاحب گلشن بیخار بڑے شوخ چشم آدمی ہین آپ الگ ہو کر انکے معاملہ مین دوسری کو بھر اگر برا کہتے ہین یا صحیح ہو عاصی کے ذہن مین بسبب عادت مزاج انکے خیال ہوا جو کہ سب عبارت طول تقریر کی باعث فقط انتہا عرض کرتا ہون یہ کیا کہتے ہین سہ عزیزی حکایت کنند کہ بہین تقریب رو باین مصر ہم کردہ مردی بود خوش اختلاط بذلہ سنج از زبان فن شعر ابیات تر و خشک از طبعش می تراوید احباب لنظر الفت زیادہ از اندازہ مے ستود بندش عاقبت مائل بہزل گشت الخ انکا مزاج چاہی سو کہین بندہ تو بھی عرض کرتا ہے سبحان اللہ کیا خوش مزاج تھے کہ اصحاب صحبت کی خاطر شکنی نکرتے بلکہ خوش مائل ابتہاج تھے پر صاحب گلشن بیخار نے انکو برا کہے بغیر چھوڑا عیب گوئی سے منہ نہ موڑا خیر کر دنے خویش آمدنی

پیش گہ گردد کہ بنیاد خراب شد ہر گہ سر تافت بہر حال بحیلہ طبیعت کا غذ شعر سخن
پر فدا مخلہ کا غذ ہین شائقین کی صورت تونسے یون سوال کرتا

اوس بیچ مین اور مجھسے وہ باہم رہا ۔ ایک مدت تک یہی عالم رہا
جس نے کھایا ہے تیر مژگان کا ۔ اوسکے نزدیک پھانس ہے بھالا

فارغ تخلص میر احمد خان نام خجستہ انداز ہمایون اطوار نیک سرشت خوبصورت حیا ور زامور دنیوی سے فارغ اور بیکار زلف سخن سے
او لجھاوے بال بال مین پیچ تاو ہے +

کیا چین سے جا قبر مین آرام کرون گا ۔ دم بھر نجھی اگر موت ہے وہ پیش آے
اپنی دیوانگی تو شوق گرفتاری تو دیکھ ۔ پانون مر کر بھی نہ نکلے خانہ زنجیر سے

فائز تخلص لا اعلم انکے اسم کی خبر نہ رسم سے بندہ بہرہ ور مگر سخن سے فائز ہے تو اوسکا بیان جائز ہے کیا نگارش ہے جسکی یہ تراوش ہے

کل ملے گا وہ گلے غیر وںکی یہ آیا جو دھیان ۔ بس ہلال عید ہمکو نیش عقرب ہوگیا

فارغ تخلص لا اعلم معلوم نہین ان صاحب کا کیا نام ہے اور کیسا آغاز و انجام ہے جب اس سے فارغ البال ہوا تب تحریر نظم کا خیال ہوا زلف لعبت سخن مین دل کو لٹکا یا طرہ مشک فام معشوقہ مضمون مین جی اولجھایا +

قطرہ اشک جو نکلا سو وہ گوہر نکلا ۔ بعد مدت کی میرے چشم کا جوہر نکلا

فارغ تخلص لالہ بال مکند نام بریلوی شاگرد شاہ حاتم سخن سے انکو کمال محبت بلکہ سخن مجسم گنج سخن سے فراغت قصہ مضمون قابل سماعت

دور سے دیکھہ تجھے چین نچین ہوتا ہے ۔ تا کہ کچہ کہہ نہ سکون بلبی روکھائی تیری

فارغ تخلص فارغ شاہ نام بریلوی عین شباب مین افسوس دنیا چھوڑ کر الفت عقبی اختیار کی قصبہ خورجہ مسکن اپنا بنایا صاحب باطن رہ روئے منزل جذب و سلوک درویش سخن سنے حالت جذب فکر شعر مین بویرانہ کا غذ اللہ ہو کی پکار کی شعر مین داد خواہی کا یہ حال ہے گویا درویش کی صورت سوال ہے

ممکن نہین جو حرف قضا ہو جبین سے دور ۔ جب نقش ہو چکا نہین ہوتا نگین سے دور

فدا تخلص میر عبد الصمد نام دہلی سکونت کا مقام شاہد سخن پر فدا معشوق مضمون کی مبتلا ایسی تقریر جسکی یہ تحریر

جو درد دل کا لکھون یار کو مین لے کاغذ ۔ تو ہنک یہان تلک اڈے کہ یہ جلے کاغذ

فدا تخلص مرزا عظیم بیگ نام سوداگر اپنے تجار فکر متاع سخن کا سوداگر فدا کی دیکھی ادا کہ ادائے سخن پر یون فدا

یار گوشہ مین ہے اور علتین سے مایوسی ہے ۔ نقش پا تک بھی میری درپۓ جاسوسی ہے

فدا تخلص فدا حسین خان نام مغل زادہ اور شاگرد ممنون تا گیا غلام ہمدانی مصحفی سے ممنون غلطی کیا کہتے ہین جو کچھ کہتے ہین بجا کہتے ہین

ناکام کیا رہینگے کچھ کام کر رہین گے ۔ بدنام ہوونگے تو بھی ایک نام کر رہین گے
ظالم یہ جرم دل ہے کہ عاشق تیرا ہوا ۔ قتل فدا عبث ہے کہ یہ بے گناہ ہے

فدا تخلص عاقبت محمود خان نام شاعر والا مقام سخن سے ہمکلام سخن پر فدا مضمون پر نثار معانی پر صدقے لفظ پر یون جی دیا وار

جون شمع ضبط نالہ تو مین نے کیا فدا ۔ پر بس چلا نہ گریہ بے اختیار سے

فدا تخلص امام الدین نام وطن فرید آباد شاہد سخن پر فدا اور دلشاد طبعیت نے ایجاد کیا ایسا ارشاد کیا

تو بات بات مین ہوتا ہے مجھسے آزردہ ۔ یہی تو کچھ نہین اے دلربا تری باتین

فدوی تخلص لالہ مچھی رام نام ساکن جد دہلی شاگرد سجود شعرا نہ قوم سے آگاہی ہوئی نہ اور حال کچھ معلوم ہوا تو نظم تحریر کرتا ہون مختصر تقریر کرتا ہون

گذشتہ حسن کا ابتک نشان باقی ہے ۔ انہون فریفتہ کیونکر کہ آن باقی ہے

فدوی تخلص لاعلم شاگرد صابر علی صابر قوم ہنود نقالی پیشہ تفضلات مفضل حقیقی نے چراغ نور ایمان انکے دلمین روشن کیا ظلمت کفر نکال کر شرف اسلام سے مشرف کرکے دہلی کو چند روز اپنا مسکن کیا بامین سجدہ گاہ شعرا

اور انکے مناقشۂ علم شاعری رہا اور سجدہ گاہ شعرا نے انکی ہجو مین بہت کچھ کہا چونکہ مزاج انکا عشق پیشہ تھا دل کو ہمیشہ محبت کا اندیشہ تھا از انجا کہ رنگ معاملہ عشق مین جوہر ذاتی ہے عاشق کو محبت عجب عجب شعبدے دکھلاتی ہے زیبو ہنود مجادلہ رہا بڑا برابر مقابلہ رہا تختۂ سینہ پر گل زخم کھلے پھولون کے باعث شمشیر کے پھل سلے ہندوی سخن نے کفر سے توبہ کر کے کلمۂ شہادت پڑھا مومن مضمون نے مسجد کاغذ مین سجدۂ شکر ادا کیا تو مسلم طبع کو طریق اسلام نظم یون سکھایا رکن آئین شرع متین سخن اسطرح ہات آیا

چشم پر آب ہی اور جیبہ جگر جلتا ہے	کیا قیامت ہی کہ برسات مین گھر جلتا ہی
آوارہ و سرگشتہ و دیوار نہ در کے	سایہ کی طرح ہم نہ ادہر کے نہ ادہر کے

فدوی تخلص مرزا محمد علی نام معروف بمرزا مچھو وقایع نویس سرکار احمد شاہ پھر عظیم آباد کو مسکن کیا از انواودب کا آگے مرزا گھسیٹا عشق کی درست کیا حسب دلخواہ عشق مجازی نے دماغ مین خلل کیا مجاز کو حقیقت سے بدل کیا

انکا سخن ایسا چلین ایسا

چل بسا تھ کہ حسرت دل مغموم سے نکلے	عاشق کا جنازہ ہی ذرا دہوم سے نکلے

فدوی تخلص میر فضل علی نام ایسا فرمایا زبان خامہ پر سخن کا کلام یون آیا

یہ کوئی محفل ہی ساقی واہ یہ بیہودہ نہو	یار سے بھی لطف مے کا آہ یہ بیہودہ نہو

فدوی تخلص محمد محسن نام مولد و منشا پنجاب جلوہ آرائی شہر دہلی ہنگام شباب سخن سے انکو گفتگو شاہ مبارک آبرو سے آبرو

یار ہمسے جو سدا چین بجبین رہتا ہے	نہین معلوم بلا کون سی پیش آئی ہے

فراسو تخلص فراسو نام جمہور علیسوی سے ہین بحضور زیب النسا بیگم زوجہ سمرو فرانسیسی سرفرازہ صاحب سخن کا کاغذ کی کوٹھی مین شاگرد پیشگان مضمون سے اسطرح کا انداز +

ہم خواب مین دیکھا تو لٹا ہو بھی بلبل گے	قسمت سے نہ گر خواب کی تعبیر اولٹ جاے

فراغ تخلص محمد فراغ نام ساکن دہلی وجہ با احتیاج تعلیم اطفال بسبب اس ذریعہ کے کل افکار سے فارغ البال مشاہدہ جمال شاہد مضمون سے جسکو فراغ ہے دید یوسفؑ گل سخن سے دل باغ باغ ہے

روتا ہے فراغ آج تیری کوچہ مین یاری	دل توڑئے اسی طرح نہ زنہار کسی کا

۱۹ فرخ تخلص میر فرخ علی نام دہلی وطن سخن فرخ فال دقیقہ سنجان نظم معافی کسے ایسی قیل و قال

چشم سے نور گیا تن سے توان دل سے صبر	ہجر مین تیری جدا تجھسے ہوا کیا کیا کچھ

۲۰ فرحت تخلص امیر علی نام ساکن شاہ آباد میر عزت اللہ عشق کی شاگردی سے ہوئے اوستاد طرز نظم سے سامعین کو فرحت ہے ہر طرف سے بزم کاغذ مین وادِ عشرت ہے خوب فرماتے ہین نئے نئے مضمون لاتے ہین

ملا جبکو تلووں سے نرگس سمجھ کر	سنا تمنے وہ چشم تر تھی کسی کی

۲۱ فرخ تخلص لا اعلم مستوطن ارکاٹ فرخ مزاج اسطرح پایا انکی سخن کے سکہ نے رواج

ہماری قتل کی تدبیر بے تقصیر ہوتی ہے	نگاہ یاس کی شاید یہی تاثیر ہوتی ہے

۲۲ فروغ تخلص میر روشن علی نام انکے شمع سخن جلوۂ طبع میر ممنون سے روشن مضامین کا پروانہ وار تصدق ہونا میر ہین شعرا کی انجمن ہے قندیل طبع مین چراغ فکر روشن ہے

تاریک کلبہ اپنا کیا ہو فروغ روشن	گھر مین کبھی ہمارے وہ شمع رو نہ آیا

۲۳ فریاد تخلص لا اعلم ہر چند انکشاف حال مین زبان قلم پر فریاد ہے کوئی داد کو نہین پہونچتا اگر فریاد ہے مضمون خوب طالب کا مطلوب

چین پایا یہ پس مردن دل بیتاب نے	گوشۂ تربت ہمین آغوش مادر ہوگیا
تلخی ہجران سے مری کام آئی آخر روز بد	زہر بھی ہین نے پیا تو شیر مادر ہوگیا

۲۴ فراق تخلص حکیم ثناء اللہ خان نام دہلوی حضرت خضر شعرا سے فیض سخن پایا

عالم علم طب عاشق معشوق سخن نے بفراق امید وصال مین شور مچایا شعر کیا ہی قانون طب ہی نسخۂ تپ غب ہی گرم ہر دفتر اشعار ہے جس سے نکلتا دل کا بخار ہے مخاطب صنعت کرنے سی دق ہے چڑھتی تپ محرق ہے اخلاط کا احتراق ہی دل اونکا ملنے پر مشتاق ہے حرارت قلب سی قشعریرہ ہے نداست سی یون اندام تیرہ ہے انجامہ کدہر بھولا بھٹکا کہان کا مضمون کہان جائیگا یہان صاحب گلشن بیخار کہان باہم اونکے تکرار کہان یہان حکیم صاحب کا ذکر ہے اونکے بیان حال اشعار کی فکر ہے نبض قلم ممتلی ہے تو تنقیہ مزاج سخن کی ترکیب بھلی ہی رنگ مضمون آبدار ہے گویا عرق بہار ہے صفحہ کاغذ قرابادین شفائی ہی جسمین ہر مرض کی دوائی ہے

صاف دلکو کیا او داغ جگر کو دھویا	کام کیا کیا نہ میری دیدۂ تر سے نکلا
اونگلیان گھس گئین یہان ہاتھونکی ملتے ملتے	لیکن افسوس کہ لکھا نہ مٹا قسمت کا
یہان تلک مین سبک ہون رہ عدم مین فراق	قدم جو رکھون تو نقش قدم نہین ہوتا
تجھ سے دام زلف سیہ ہی بلای جان	پر کیا کرین کہ لے گئی تقدیر کھینچ کر
آبلے دکھلائے جب اس تن رنجور نے	دانت مین تنکا لیا خوشۂ انگور نے
دامن تلک گیا تھا کہین اوسکی دست وہم	اللہ رے نازکی وہین چلی مسک گئی

فخر تخلص حکیم سید فخر الدین نام مہین پسر بندہ مصنف تذکرہ ہذا جوان خوش رو خوش تقریر سال عمر تیس سے تجاوز ہوا زانو ادب کا جناب مرزا حاتم علی صاحب مہر کے آگے تہ کیا فکر خوش طبیعت مضمون جو ہمعصرون سے نشاوا بی چمن فکر رنگین گل مراد لیا اور ہمیشہ محفل مشاعرات مین ہم ردیف و ہمطرح رہتے ہین اور اکثر معاصرین اسکے اپنا مفخر کہتے ہین سخن کو انکے کلام سے افتخار ہے مضامین طبع رنگین کی یہ گفتار ہے ‡

جمال عارض ساقی شراب مین دیکھا	یہ آفتاب نیا آفتاب مین دیکھا
چمن سمجھ کے کیا خون یہ بلبلون نے ہجوم	اثر گلاب کا عنصر کے آب مین دیکھا

چھوٹا وطن سفر مین رہے قایم آبرو
ای فخر رہ گیا مین رہا ہوتے ہوتے آہ
شاست نفس دنی مین جو گرفتار ہین ہم
ہاتھ رہتا ہی سدا عارض جانان کے تلے
ہما سمجھ کی میری استخوان پہ ڈالیو منہ
بہار مہندی پر تکالی ہوئی ہے +
کس کام کا وہ دل کہ نہ جس دل مین درد ہو
برنگ شمع ہر اک استخوان جسم جلتا ہے
دل مرحوم کو اللہ بخشے کیکے روتا ہون
کیا جانی کوئی وقت ہے کیسا کوئی کیسا
کعبہ کی ملی رہبت گمراہ کے گھر سے
دانیکو ہوا ہے کہ ہون خرمن سے مین سبز
سایہ کی تمنا کہ رہون نور مین پنہان
روشن دل صد چاک مین ہی برق تجلی
وہ آنکھین فقط دید کو او رجلوی ہزارون
صیاد نی گل کھائی ہین بلبل کی روش پر
ہر طرف نقش جمال یار ہے +
غدر مہدی کا غنیمت ہی اونھین نی آگ لگی
آتش عشق چھپانے کو بدن خاک کیا
اگر یہ شوخ چشم آنکھین لڑائین اپنی آنکھون سے

ہوتی کیطرح ساتھ مرا آب و دانہ تھا
چندی قفس مین اور مرا آب و دانہ تھا
بال بال اپنا زبان ہے کہ گنہگار ہین ہم
سایہ گل مین دبے رہتے ہین وہ خار ہین ہم
پکارتا ہے سگ کوی یار ہم بھی ہین
گلابی گھٹا کالی کالی ہوئی ہے
کس کام کی وہ آنکھ جو خونسی نہ تر رہے
جو شعلون کا دھوان پی ہم بن کے ہنسی نکلتا ہی
مشیت مین خدا کی زور کیا بندہ کا چلتا ہی
انسان بری بات نکالی نہ زبان سے
اللہ کی قدرت کہ ہوا نفع ضرر سے
کنکر کو ہوس ہی کہ چمک جاؤن گہر سی
ٹیکے کی یہ خواہش کہ نکل جاؤن کمر سی
چمکا شرر طور مرے روزن در سے
دیدار کو کیون طالب دیدار نہ ترسے
دل خون ہوا نالہ مرغان سحر سے
شکل آئینہ در و دیوار ہے +
یہ بھی اک رنگ حنا ہی بہانے کے لیے
راکھ بھی چاہیے تھی آگ دبانے کے لیے
تماشا پتلیون کا ہم دکھائین اپنی آنکھون سے

اگر ہو یار اور سلکے بزم مین تو فخر ہے اپنا
کوئی جاتا ہے یا دن سے ہم آئین اپنی آنکھون سے

۲۵
فرہاد تخلص میر ببر علی نام از سکنائے فیض آباد ادب یافتہ

غور ہے صاحب گلشن بیخار کی وہی طرز عیب گوئی بدطور ہے افسوس کہ ایسا
شاعر ذی رتبہ جس نے بدولت سلیقہ شعاری دربار شاہی سے خطاب پایا
اور بسرکار نواب نام آور ہوکر شعرا سے بصلہ و مروت پیش آیا اوسکی نسبت
اوروں کے شعر اپنے نام سے پڑہنی اتہام ہے اور ناخواندہ و جاہل ہونی ہین
کلام سے ہے اونکا تو مولے کی افضل سے بخیر انجام ہوا ہو پر ہاجی اپنی حرکت سے
پیش عقلا ناحق بدنام ہوا آدمی کو پردہ داری چاہیے انسان کو بردباری
چاہیے بقول سجدہ گاہ شعرا کیا خوب فرمایا ہے عیب پوشی ہو لباس چرک سے
کیا ننگ ہے زمانے آئینہ بہتر اس صفا سے رنگ ہے عاصی کی فہم ناقص تو یہ ہے کہ
کوئی کیسا ہی برا ہو کبھی اوسکو برا نکہے حقیقت مین ہم خود برے ہین دوسرے کو
اگر برا کہین تو کوئی کیا کہے ادیب صاحب گلشن بیخار خود عیب پوشی مین
بے ادب اوستاد و شاگرد بے ادب سب کی سب بقول بزرگی با ادب
با نصیب بی ادب بدنصیب اگر یہ کوئی صاحب فرمائین کہ تو نے کیا انکا خوردہ
تو خواب مین سیدکا خورد دیگر دیکھے میرا دل گردہ ہے خضر سر منزل ہدایت ہے
مجھسے پھر اسکی کیون شکایت ہے تا کہ آئندہ اگر آدمیت ہے تو ایسا کسی کی نسبت
نفرمائین کلمات نا ملایم ہر ایک کی حق مین زبان پر نہ لائین آئندہ اختیار ہے
بندہ عاجز و ناچار ہے یہ مضمون طبع افضل سے ہے جس سے عیب گو کا جی ہیکل ہے

اوردی وہ مسی اوسلئے کہ ہنیہ یہ حرف ہے
لب وہ کہ لعل کے بھی نگینہ پہ حرف ہے

فقیر تخلص میر فقیر اللہ نام سیر کتب و ہندسہ و ہیرہ وغیرہ مین کمال رکھتے ہے
سخن کا انکا کریبان سخن سے محلہ کا نمونہ ہے یون کرتا ہے سوال

میری سحاب چشم کو نیسان پہ ہے شرف
ہے کونسی گھڑی کہ وہ گوہر فشان نہین
چھانی دلون کی دید کو مانع نہین حجاب
عینک سی ہے دو چند ضیائی نظر مجھے

فغان تخلص اشرف خان نام احمد شاہ بادشاہ کی رضاعی کوکلتاش خان
خطاب شاگردی مین طبع موزون علی قلی خان ندیم تخلص سے فیض یاب

میر حسن صاحب مثنوی بدر منیر فرہاد طبع اسید وصال مضمون شیرین مین شور انگیز ہوکر بیستون کا غذ مین کھودتا ہے جوے معانی شیر تیشۂ خامہ خارا شگاف سے جبل سخن تراشا اور مضمون گل پیرہنان لالہ رو نکالا ✣

میری چاہے سے وہ بت رام کیا ہو | خدا کا گر نہو فرہاد حیا ہا ✣

فراقی تخلص لالہ پریم کشور نام بادفروش مشہور روزگار سیر املا کمین یگانہ روزگار بادفروش سخن کے روبروے امراے سخن فہم کبت مضمون سے تکرار

ہوئین آنکھین گلابی روتے روتے | گلابی کی نہ دیکھی شکل افسوس

فصیح تخلص مرزا جعفر علی نام شاگرد شیخ امام بخش ناسخ شعر گوئی اور مرثیہ کہنے مین اعتقاد انکا راسخ کلام مین فصیح ہے جیتے رشک عدوی فصیح ہے گفتگو فصاحت نظام ہے لایق سننے کی کلام ہے بعض کا قول ہے کہ شاگرد ناسخ نہین خدا جانے یہ سچ ہے یا راسخ نہین ✣

مجھمین ایک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہون مین | تم مین دو وصف ہین بدخو بھی ہو مغرور بھی ہو

فضل تخلص فضل مولی خان نام لکھنوی نیک طرز افضل سیرت جوان خوش شمایل افسوس کہ بدگوئی سے سیر نہین ہوتا صاحب گلشن بیخار کا دل انکے حق مین یہ عبارت جسکی سامعین و ناظرین کو شکایت ہے فضل تخلص فضل مولے خان از سرزمین لکھنئو بودہ مرد خوش وضعی نیکو سیرت و جوانی زیبا صورت خوش اختلاط گرم خون بہ جہان آباد آمدہ قصیدہ بمدح شاہ اکبر خواندہ و خطاب افضل الشعرا یافت شوخ طبعی بود شعر کمتر گفتی و اکثر اشعار دیگران بنام خود خواندی و باآنکہ از علم بہرہ نداشت ہیچکس بجاش نمی برد اما آخر خود را بلاف وگذاف بیمرفہ رسوا و بدنام کرد و بہ کلکتہ رفت و از انجا باز گشت و بمصاحبت نواب مرشد آباد نام آورد و با شعر العسلہ و مروت پیش آمد حیف است کہ نوجوان مرد این دو سہ بیت بنامش شہرت دارد الخ دیکھے سامع اگر گوش ہوش سے بدل متوجہ ہوکر سنے تو مقام

ہمعصر تجارہ گاہ شعراے عظیم آباد مقام بود و باش ہوا سخن کیا گویا دل دردمند کا بیان کلام موزون کے کیا تا لب شوق پر فغان مصرعہ موزون آہ برجستہ یا نالہ دل غمگین وخستہ ملیحان ہندی کے ملاحت کا شور ہے جراحت جگر عشاق کا عجب طور ہے درد دل کا بیان ہے ہر دم شور و فغان ہے

قاصد جو نا امید پھرا کوے یار سے	غفلت تجھے ہوئی دل امیدوار سے
شکوہ جو تو کرے ہے میری اشک سرخ کا	تیری کبھی آستین میرے لہو مین بھر گئی
نہ کھولیے تیری بند قبا تو کیا کیجے	دل گرفتہ کو ظالم کبھی تو وا کیجے
مین مر گیا پر آہ نہ پوچھا فغان مجھے	درد جگر کیسی ہے یہ بیمار کون ہے

فگار تخلص میر حسین نام دہلوی شاگرد مرزا اسد خدنگ سخن سے دل افگار جگر دوز کرتا ہے

کرتا ہے غنچہ ترے دہن کی برابری	شاید یہ اپنی بھول گیا ہو دہن کی بات

فقیر تخلص میر شمس الدین نام فقیہ متوطن دہلی زبان وری مین بلبل خوش لہجہ اور عروض و قافیہ کی دانستگی اور تصنیف رسالہ اس فن مین یکتای زمانہ شرف زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوے بابین راہ ہنگام بازگشت جہاز زندگانی باد مخالف نے غریق لجۂ فنا کیا موت کا بہانہ فقیر سخن کا سوال مفعول و مفاعیل ہے فقیہ طبع کا جواب رسالہ قال وقیل ہے

گم ہے آواز تیری کوچہ کی باشندون کی	نالہ کرنے سے مگر اون کی گلی بیٹھ گئی

فگار تخلص مرزا قطب علی نام دہلی وطن پیکان مضمون نے دل عدو فگار کیا قوت بازوے کماندار دیکھیے کہ تیر سخن پار تا سوفار کیا یہ مضمون دل زار ہے جس سے سینہ کلک فگار ہے

مت پوچھ فگار اتنو میر اسکن وماوا	مانند بگولے کے سدا بیوطنی ہے

فیض تخلص پنڈت کرپا کشن نام کشمیر مسکن از شعراے لکھنؤ مضمون خنگ رشک زمہر بر فن فیض سخن سے اچھا چلن ہے

لوٹے خون مین نہ خاک سے بسمل آکر	دیکھتا میرے تڑپنے کو جو قاتل آکر

۳۳۰ فیض تخلص میر فیض علی نام خلف الصدق مرشد شعرا مغفور رحم کا ب والد ماجد اپنی سرکار وزیر الممالک کے حضور عجب تماشے کی بات ہی مولف گلشن بیخار کا یہ مقال ہے خدا جانے عیب گوئی کے عوض انکا اخیر مین کیا حال ہے کسیکو برا کہنا ناحق کا دکھ سہنا فقیر نے بھی ہر مقام کو ہویدا کیا شائقین کو انکے کلام پر شیدا کیا یہ فقرا انکے حق مین ہے اسی صفحہ اور اسی ورق مین ہے ۵

فیض تخلص میر فیض علی پسر میر تقی مرحوم است در سرکار وزیر الممالک بادر بشیر بسر مے برد آوردہ اند کہ غرور سخنگوئی بسیار داشت و فقیر از ایشان شعر بحر مصداق دعوے ندیدم یارب مگر نازش ایشان بر شاعری پدر باشد و العجب کل العجب کہ بمقتضاے الولد سر لابیہ دعوی را آموختند و وجہ دعوی را ندا نستند خلاصہ این ابیات او راست الخ معلوم ہوا کہ ہر کسی کو عیب لگانا انکی سرشت ہے مزاج مین عادت پلشت ہے بہمہ حال صاحب تخلص کی آشنائی مومن اور نزاکت تخلص شیفتہ کی آشنا سے تو یہ حضرت بدرجہ بہتر ہین وہ کمیان بازبان یہ بہر میان اور اچھون کے اچھے اوستاد زادے گویا سب کے افسر ہین توبہ توبہ جس نے سادات کی اہانت کی گویا دوزخ مین اقامت کی اللّٰہم احفظنا من الآفات والبلیات وبارکنا فی الرزق والحسنات وہ فاحش ناپاک یہ اولاد صاحب لولاک سادات کی برائی کہہ گئے اونھون نے خوب اپنی عاقبت سنواری دیکھیے جسکا نتیجہ بیان تباہی وہان خواری خیر سخن گوا ونکی فیض سے عدوے ناہنجار پر غیض ہے کیا فیض سخن ہے سب پر بسبر آمن ہے

گل کھا سوے ضمون کے لیے جسم زار پر	وہ پھول بھی نہ لانے کبھی وہ مزار پر
شوق مین تیرے کنار و بوس کی ای بحر حسن	موج کے مانند ہو جاتے ہین سب اعضو تن
کدورت جب نہ تب انداز سے نکلا ہی کی میرے	ہماری خاک اوس کوچہ مین کب تو نے صبا پھینکی

۳۴ قطرت تخلص حکیم انیس نام بن حکیم بیدار و دنسیلو انجا طب بحر و شہد خان ساکن سجے پور علم طب سے بہرہ اندوز فکر شعر کسعقول حال ساکن بھرت پور

عرصہ قریب ہوا کہ مر گئے ایام زندگی بخوبی بھر گئے حکیم طبع قانون سخن میں حکمت کرتا ہے صاحب ذہن رسا کاغذ کی مینر پر کیسی فطرت کرتا ہے

درد فرقت سے ترا شیدا جو گرم نالہ تھا — ہر ستارہ ہے لب افلاک پر تبخالہ تھا
جو شب کو خواب میں آیا وہ چشمۂ حیوان — بہانے چشم نے رو رو کے خواب میں دریا
قاتل نے مجکو غوث کا کیا مرتبہ دیا — سر ہے کہیں بدن ہے کہیں دست و پا کہیں
دلکو چھیدا سینہ چیرا کاٹ سر باندھے ہیں ہاتھ — تیر نے خنجر نے تیغ و طرۂ طرار نے

فسو تخلص گوسئین نام کاغذ کے کمرہ میں بولتے ہیں ایسا کلام

بجا کر دیکھنے والون کی آنکھیں دیکھ لو مجکو — نہ دیکھو تو نہ دیکھو تم میری آنکھین جدائی سے

فدا تخلص پنڈت دیاندہان نام مولد و منشا جد دہلی اور اصل کشمیر تخلص مشاعرہ مہاراجہ صاحب میں تشریف لائے اور ایسی تقریر

تیری جان بازوں میں اے شیرین ہیں ہم بھی تو ہیں — ہیں ستون عشق کی فرہاد فن ہم بھی تو ہین
دی ہمین اپنی نیابت باغ میں اے باغبان — خوب کھوالی کرینگے نعرہ زن ہم بھی تو ہین

فاضل تخلص شاہ محمد فاضل نام اصل انکی دہلی مرد سیاح خلق سے نزدیک درشتی سے دور خوش اخلاق شہرۂ آفاق ہر ایک علم و ہنر کسب فن مین دستگاہ تحریر کلام اللہ شریف بے عدیل با دستور ازبس شنگ اور خوش مزاج حکاکی میں اوستاد کہلانے جب وارد فخر دہلی ہوتے تو ضرور غریب خانہ پر تشریف لاتے نسیم سخن گلستان فکر میں عطر آمیز والد ماجد عاصی سے اختلاط بہت تیز کئی مرتبہ حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے عرصہ قریب ہوا کہ سنہ میں انتقال کیا اسباب دنیا سب تلف ہوئے جو کچھ نظم فاضل ہے وہ دفتر میں داخل ہے جو باقی ہے وہ جمع تا کہ پہنچے ہر ایک کے تا بسمع حاجی طبع طواف کعبہ سخن کرتا ہے بیت الحزن کو رشک چمن کرتا ہے

طبیب عشق سے کہدیجو فاضل — یہ خستہ گر کسی کا لا دوا ہے
اوٹھانا مت اوسے کوئے صنم سے — کہ کوچہ یار کا دار الشفا ہے

فسون تخلص مرزا مجھلے نام طبع انکی ساحر ہے مضمون منتر ون سی خوب ماہر ہے

یہ بھی شیدای جمال شب مہتاب ہی گیا
ہی جو دل چاک گریبان سحر اپنا سا

کس سے بیان سوزش زخم جگر کرون
غمخوار بھی نہین جگر افگار بھی نہین

فاضل تخلص محمد فاضل نام ساکن حیدرآباد میان فیض جیسے بزرگ سے انکے اوستاد فرد مضمون بخشی خانۂ طبع مین داخل سخن کی جمع نہ باقی ہے نہ فاضل کلام اعلے و افضل ہے جو نہ سمجھے وہ گول مہمل ہے +

دل اوٹھ گیا جہان سے پھر بیٹھی کہان
پاؤن کیطرح سر کو بھی چکر سی ہے غرض

خط بند ہو گیا تو پر شوق کھل گئے
جان باز ہون مجھے نہ کبوتر سی ہے غرض

پھر نہ اوٹھے گی زمین سے بیٹھ کر
خاک اس دلوار نے بنیاد کی ×

فیض تخلص شمس الدین حافظ نام حیدرآبادی دکن مین فی زماننا لشکر سخن سنجان مین کوس لمن الملک بجاتے ہین مرد صالح اور خوش فکر فارسی مین بھی مشاق فیض طبع سے شائقین کو اس طرح مستفیض فرماتے ہین گلے مین طبع کی سخن کی جمایل حمایل ہے ہر دم زبان پر جاری کلام اللہ کی منزل ہے بلیغ کلام ہے فیض عام ہے

پیش نظر ہی نزع مین نقشہ نگار کا
جلوہ خزان دکھاتی ہے مجکو بہار کا

ہے گور مین بھی غم دہن تنگ یار کا
غنچہ ہوا ہے دل میری شمع مزار کا

کشتہ ہون مین تجلی رخسار یار کا
ہے برق طور گل میری شمع مزار کا

لکھتا ہون وصف زلف سیاہی نصیب ہے
نوک قلم مین زہر ہے دندان مار کا

آتے ہین مجکو لوگ نظر اوس جہان کے
ناسور دوربین ہے میری جسم زار کا

مجنون سے حال ناقۂ لیلا کا پوچھیے
وہ ساربان ہے اس شتر بے مہار کا

زخم ہر مقتول پر قمری ہے غش
تیغ قاتل شاخ ہے شمشاد کی

سایہ اوٹھ سکتا نہین ہے خاک سی
بات نکلی ہے میری افتاد کی

حرف القاف

قایم تخلص شیخ محمد قیام الدین نام وطن چاندپور از فضل شاگردان سجادہ گاہ شعرا سخن گوے رفیع القدر بلند مرتبت ذی شعور غواص فکر انکا جسوقت بحر سخن مین غوطہ لگاتا ہے گوہرہاے بے بہا صدف کف مقصود مین یکمشت لاتا ہے چشم باریک بین مضمون نازک بصد نزاکت قیام پذیر سخن شیخ قدیم الافکار قلم زمین کاغذ پر بھی لغزش سے بری ہوکر راست تحریر شوخی و رنگینی طبع ترکیب بند شش مضمون عجیب فکر بلند مرتبہ سلاست سخن مین اوستاد سے قریب سابق شاہ جہان آباد مسکن تھا بہر حال انکا باسن تھا دیوان انکی تصنیف سے تذکرہ تالیف سے بنیاد قصر فکر بلند قایم آساس کاخ مضمون مرتفع دایم

معاملہ ہے یہ دل کا وہ کیا کہے گا اسے
پیام بر کے ہمین آپ ساتھ جانا تھا

لے گیا خاک مین ہمراہ دل اپنا قایم
شاید اس جنس کا یہان کوئی خریدار نتھا

قسمت کو دیکھیے کہ کہان ٹوٹی ہے کمند
کچھ دور اپنے ہاتھ سے جب بام رہ گیا

یہ شعر انکے اوستاد کا کیا کہنا صاحب گلشن بیخار کی ایجاد کا کہ اوستاد کا کلام اوسکے شاگرد کے نام

ٹوٹا جو کعبہ کونسی یہ جاے غم ہے شیخ
کچھ قصر دل نہین کہ بنایا نجاے گا پھر

فلک جو دی تو خدائی لٹوا نہ اے قایم
وہ دن گئے کہ ارادہ تھا بادشاہی کا

یہان ربط پری رخان تو کب کا چھوٹا
ملنا خوبان سے روز و شب کا چھوٹا

اک خوسی رہے ہے دیکھنے کے قایم
افسوس کہ ہمسے یہ نہ لیکا چھوٹا

کب آئینہ کو یہ تسخیر آئے سے پیارے
کسیکا دل ہے وہ جس نے یہ انتقام لیا

قایم ضرور کیا ہے اب اوس جنگ جو سے صلح
مدت ہوئی کہ جان سے مین ہات دہو چکا

طوفان گریہ کی ہے میرے حد عمر نوح
دریا نہین جو آج چڑھا کل اوتر گیا

ہنسنے کا یارہ بھی کوئی طور ہے کہ آج
قایم نے تیری بات سے گھبرا کے رو دیا

مجکو قایم وصل کی شب سے ہے کیا شادی کہ اب
گر یہے جھگڑے ہین تو اکدم مین ہو جاتی ہے صبح

جو سوز عشق کا چرچا ہے وہان نہین قایم
تو کیا مین جاؤن گا دینے بہشت مین آتش

نالون سے عندلیب کی آیا ہے جی تنگ
تھا معہ مجھے آندمین کوئی اوسکی نہ ناگاہ
جھگڑا ہے اشک گرم سے آہ سرد سے
لے چکو دل جو نگہ پر تو یہ دشوار نہین
مے کی توبہ سے تو بدرت ہوئی لیکن قائم
قائم یہ جی مین ہے کہ تقلید سے شیخ کے
خاتم دست سلیمان سے ہوان قائم مین عزیز
شیخ جی تمنے نہ سمجھا یہ کرامات کی راہ
صورت مین تیری گر نظر اے ملک الموت
بتون کی دید کو جاتا ہون دیر مین قائم
کس دلیہ داغ غنچہ نہ تیرے بہار کی
دشمنی اک شخص اونے کی ہے قائم جانی خوف

کسنے میری مزار پہ لاکر چڑھائے گل
لیجائے نہ گھر سے کہین باہر طپش دل
دیکھین نکل تو پہلا پہچو نچے ہے تو عرش پر کہ ہم
لیک تم دیکھتے پھرتے ہو خریدار نہین
مے طلب اب بھی جو ملجائے تو انکار نہین
ابکی جو مین نماز کرون ہنسے وضو کرون
سخت پچھتائی وہ جو ہانسی کھوئے مجکو
کیا قباحت ہی نکلنے مین خرابات کی راہ
جی دینا کسی شکل سے دشوار نہو وے
مجھے کچھ اور ارادہ نہین خدا انکے سے
اللہ رے دہوم ابکی برس لالہ زار کی
وای او سیر جس کسی سے خصمی افلاک ہے

قاسم تخلص سید قاسم علی خان مولد و منشا لکھنؤ پنجابی نژاد بعہدہ عالی جلیل القدر سرکار انگریز و اودہ دلشاد در بنولا رونق افروز لکھنؤ نیاز مند کو سعادت ملازمت حاصل سید عالی نسب والا گہر خوش خلق وضع رندانہ طرز عاشقانہ مین داخل اکثر اوقات جد دہلی مین تشریف فرما ہوتے ہین داغ غم فراق رفیقون کے دل سے بعد آپ توجہ دہوتے ہین نظم مین شیخ امام بخش ناسخ انکے اوستاد اہل عقیدت انکا دست ادب پانی سے دل شاد محرر عبارت رنگین راقم فقرات خوش آئین قاسم نظم طبع سلیم حساب مین بہتر
انکی تعمیم طبع قاسم ایسے ناظم

رہی نہ اتنی بھی رونے جو منہ پہ دیر کی پلک
ثابت ہی کہ ہر شخص پر ہوتا ہے وطن تنگ
بیان کا ہش تن ہر گھڑی کرتی ہی دہیلا

رہا کیا ہے مجھے صیاد نے کتر کے پر
کیون نکلے تھا بوی چمن پر جو چمن تنگ
تنگ اڑی وہ کر کے میری طوق ورسن تنگ

واہ کس ناز سے کہتا ہی وفا اور معشوق	ہالگیا ہون اری قاسم تیری قسمت سی مین
قتل عالم کے لیے تلوار آنکھین ہوگئین	ہوگیا وہ ورد ہی جس سے چار آنکھین ہوگئین
رنگ ہی بے رنگ کس سے چار آنکھین ہوگئین	زرد چہرہ ہوگیا گلنار آنکھین ہوگئین
مرا ابر آبلہ ہے کہربا کے سبحہ کا دانہ	نہین تو کیون کشش ہو اسقدر کانٹو کو صحرا کی
جو ہان ہوئی تو جیے اور نہین تو جانسے گئے	ہماری زیست و مرگ آپکی زبان مین ہے
کچھ تو فرمائیے جو امید رہے	وعدۂ روز قیامت ہی سہی ×
کچھ سنئے تمیہ نہین اے قاسم	عشق جس نے کیا آفت ہی سہی

قاسم تخلص میر قدرت اللہ خان نام مستغنی دہلی حضرت مولانا محمد فخر الدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مرید سنتے ہین کہ تذکرہ اور دیوان معقول جمع کیا لا وید الا شنید قاسم طبع کا ذکر ہے یہی ذکر ہے یہی فکر ہے +

ہمین بھی رخصت سیر چمن ہوای صیاد	کہ آجکل شور ہے ظالم بہار آنے کا
سر بسر قول ترا اے بت خود کام غلط	دن غلط رات غلط صبح غلط شام غلط
وہ آئے بغل مین کہین یا جی ہی نکل جاے	مٹ جای کسیطرح تو یارب خلش دل
مسلمانو ادھر دیکھو کیا احیای عاشق کی	وہ نصرانی بچہ عیسیٰ نفس تو ہی بہ کافر ہے

قاسم تخلص میر قاسم علی نام ساکن شہر بریلی تقسیم قاسم تو دیکھیے کہ بٹتے وقت ہندی کے حصہ مین بھی ایک بیت آگئیلی +

یقین ہے کہ العطش گویان دم آخر مرونگا مین	پیاسا ہون تیری آب دم شمشیر ران کا

قاصر تخلص مرزا میر علی نام شاگرد نثار اللہ خان فراق ساکن دہلی تصنیف سخن مین ازبس طاق فکر سخن پر طبیعت قاصر نہین کیا جودت طبع ظاہر نہین

ہاے کس نگر کی اس دل کو نزاکت آگئی	آہ کر سکتا نہین ایسی نقاہت آگئی

قبول تخلص میرزا علی بیگ نام زمرۂ شعراے فارسی مین اتفاقاً فکر اردو بھی حصول گفتگو سے بعد ورد تقریر شائستہ سخن مقبول کیا آبدار شعر کہا گر دریاے فکر بہا

وائے یون خیال زلف مین پھرتا ہی نعرہ زن	تاریک شب مین جیسے کوئی پاسبان پھرے

قابل تخلص مرزا علی بخت نام صاحب شوق سخن سنجی مین انکے اوستاد شیخ ابراہیم ذوق تقریر سننے کے قابل قابل سلیے یا جاہل مضمون خوب طبع کا نزعوب

کیا جو قتل مجھے آج تو نے خوب کیا   کہ مین عذاب سے چھوٹا تجھے ثواب ہوا

قدرت تخلص شاہ قدرت اللہ نام انکے رشتہ دار حضرت شاہ عبد العزیز شکر بار دہلی مسکن مرشد آباد ہامن امن بندہ کا سخن اللہ کی قدرت کی بات ہے کلام کیا عجیب حکمت کی بات ہے

ہنگامۂ پرہیز و ورع اب لبر آیا   اے بادہ کشو مژدہ کہ پھر ابر تر آیا
کچھ دیر ہوئی اشک نہین آنکھو نسے گرتے   شاید تہ مژگان کوئی لخت جگر آیا
بجھتا ہے کو اگر داغ سے چھاتی کے چھپاون   خاشاک کی پہلو مین چھپی ہو کی دل آتش
سینہ اوسکا ہے دل اوسکا ہے جگر اوسکا ہے   تیر بیداد جدہر منہ کرے گھر اوسکا ہے
شب ہجران کی مصیبت کو کہون کیا قدرت   تن سے جان چھوٹے ہے اور جانسے تن چھوٹا ہے

قدرت تخلص مولوی قدرت اللہ نام ساکن رام پور از تلامذہ شیخ محمد قائم چاند پوری جنکا بیت معمور فاضل طبع مدرسہ کاغذ مین طالب علمان شایق کو درس سخن دیتا ہے مبتدیان شوق علم سے سبق نسخہ فال افعل کا کام لیتا ہے

انصاف بھی ضرور ہے یہ ظلم تا کجا   کتنون کے گھر تو جانی رہے امتحان مین

قدرت تخلص مولوی قدرت اللہ نام صحبت یافتہ ثنا اللہ خان فراق کلام مین مشتاق سخن مین طاق خلق انکی مشتاق فقیہ طبع کی حدیث رستم کرتا ہے عالم کا کام انیا قلم کرتا ہے

زلفون مین اگر دل یہ گرفتار نہوتا   یون روز میرا آہ شب تار نہوتا

قربان تخلص میر محمدی نام تودۂ سخن آماجگاہ خدنگ ادب شاگرد ثنا اللہ خان فراق شکاری طبع کو مرغ مضمون کا میدان کاغذ مین اشتیاق ہر شایق حلقہ بگوش کماندار نکات رنگین کا جوشش بازوی سخن پر قبضہ بیان ہے کشش شوق سمجھا ہے کیا ہے

کیون نہ ایک ٹھوکر سے وہان جیاے صد جان ذرہ   دست البتہ معجز عیسے جہان استاد ہے

۱۲ **قربان** تخلص میر قربان علی عظیم آباد وطن کا بہانہ میدان فلک مین خدنگ مضمون کا تودۂ کاغذ نشانہ معشوق سخن پر انکی جان قربان بعبث مضمون پر قربان انکی جان واہ کیا ذہن ہے اور کیسا سخن ہے ✣

نکالون کیونکہ دلسے اوس کمان ابرو کی پیکان کو | کہ آزردہ نہین کرتا ہے کوئی اپنے مہمان کو

۱۳ **قرار** تخلص جان محمد نام از زمرۂ نقیبان وزیر الممالک اصلاح سخن کا شاہ شرف الدین ملول سے قرار دربار شعرا مین اس سدا سے نگاہ روبرو ہوتا ہے انکی فکر کا جو پدار ✣

سے نازسے اوسکے بیان پیغام قضا کا | کیون نام کیا آپ نے بدنام قضا کا

قرار تخلص میر حسین علی نام از گروہ نیک سرشت سادات صفحۂ کاغذ پر تحریر ہوتے ہین اونکے کلمات معشوق سخن پر دل بیقرار جب نظر نہ آسکے اوسکا دیدار

کسطرح قرار اوس سے کرون درد دل اظہار | سنتا ہی نہین وہ بت مغرور کسی کی

قرین تخلص لا اعلم ادب یافتہ حسرت خوش آئین مضامین بعید تحفت کی طبع سے یون قرین ✣

ہمارے سے وفا یا وفا ہو | غرض تم دل کے لینے مین بلا ہو

قلندر تخلص لا اعلم ہمعصر خان آرزو شعراسے قلندرانہ گفتگو بازار کاغذ بازی گر طبع کا تماشا جس اہل مجاز نے چشم حقیقت بین کھولی تو دیکھا

جی کو سر زندگی نہین ہے | کیا جی سے کرون کہ جی نہین ہے
ہنستے ہی تجھے کا اشک ناصح ✣ | رونا ہے یہ کچھ ہنسی نہین ہے ✣

قسمت تخلص شمس الدولہ نام فیض یافتہ صحبت جعفر علی حسرت لکھنؤ انکا مقام سکونت حساب سخن کے ضرب و قسمت انکے محاسب طبع سے رویت

مقدور ہے کسکا کہ تیرے حکم کو ٹالے | رستم جو نہ آوے تو وہین اوسکا سر اوڑے

قمر تخلص مرزا قمر الدین نام فرزند خوردہ مرزا تقی ہوس شاگرد مرزا قتیل بہ سخن گردون کاغذ پر ضیا بخش ہمہ کس نجم سخن سپہر کاغذ پر چمکا مانند ستارۂ سحر دمکا

صلح کرتے ہوئے آخر وہ بجنگ آہی گیا
عشق کا نام برا ہے اوسے تنگ آہی گیا

قمر تخلص مرزا قمر بیگ نام پسر مرزا ایزد بخش بہادر شاگرد حافظ عبد الرحمٰن احسان بدر فلک قدر سخن ضیا بخش طبع شاعر ارجمند فلک قرطاس پر درخشان

نہ آتی تاب تو بھی دل کی بیتابی کی ہاتھوں سے
قمر پہلو میں وہ رشک قمر ہوتا تو کیا ہوتا

قیس تخلص مرزا احمد علی بیگ نام عرف مدارا بیگ اول انکا مشہد مقدس لکھنؤ میں جلباب نیست سے پردۂ دیوان ہستی میں آئے قیس سخن وادی کاغذ سے رہ تمنائے لیلائے مضمون میں چلائے ❊

دل مضطرب کا دیکھا عجب اضطراب اوٹھا
ہوا اور بیقرار دستی جو ذرا نقاب اوٹھا

قلق تخلص لا اعلم افسوس اور قلق کہ اسم و رسم سے خبر نہیں مطلق جب قبضہ میں مضمون کا گنج ہے پھر کاہیکا قلق اور رنج ہے

بہار آتی ہے کنج قفس نصیب ہوا
ہزار حیف کہ نکلا نہ حوصلہ دل کا
خدا کے روبرو ہوویگا ای قلق انصاف
تبو نسے حشر کو ہوگا مقابلہ دل کا

قوت تخلص لا اعلم ضعف میں طبع کی کہان طاقت تو کیا زور آوری لکھے اسکے حال کی حقیقت فکر کی یہ توانائی سے ہے ضعف میں زور آزمائی ہے ❊

ق

پہلو میری جانب کو جو وہ پیچھے کو ہٹ جائے
تو جی کی یہ حالت ہو کہ دم دم میں اولٹ جائے
وہ غیرت صد باغ لپٹ ناز یہ گلشن
رخسار پہ چھوٹے ہوئے بالوں کی جو لٹ جائے
گل آتش غیرت سے جلیں مثل گل شمع
اور سنبل تر ہو یہ پریشان کہ اٹ جائے

قناعت تخلص مرزا مجھلے نام انکی سخن سے ظاہر حرص و قناعت کا انتظام دل کو سخن کی ہوا ہے اوسی کا دم بھرتا ہے

اسکی ایڑی کو جو دیکھیگا خجل ہوویگا
تو بھی رہ جائیگا منہ لے کے قمر اپنا سا
یاران رفتگان سے وہ ہر کون جو سنے
افسوس ہے کہ ہمکو تمہاری خبر نہیں
تمکو تو نہیں خاک میری قدر و لیکن
میں گرد رہ قافلۂ اہل فنا ہوں

قصد تخلص حسن مرزا نام داروغہ خوشبو خانہ والی دکن عطر بیزی سخن مجموعہ

سخن سنجان مبرہن دماغ مخفلیان معطر مشام سامعین معنبر شوق سخن زیادہ ہی تو سنانے کا ارادہ ہے میان فیض صاحب کی تعلیم سے جنکی سخن کی تحریر قصیدہ مین ہے

دشت وحشت مین دیوانیکے تیری پانوئمین
چشم آہوے ختن حلقۂ زنجیر ہے ✣
اسقدر زار ہو رہا ہون مین
کہ سراپا ر ہو رہا ہون مین ✣

حرف الکاف

کامل تخلص پنڈت ٹھاکر داس سخن کے شاغل کلام بافیض زمانے کامل
پلٹ کر جو دیکھا سر راہ اوسنے
لگا تیر ایک باز گشتی جگر پر ✣

کامل تخلص مرزا کامل نام سننے کے لایق کامل کا کلام دو باتین ہین یارونکو سناتے ہین

مژگان سے کچھ دل ابرو کرے ہے تکرار
کہنے لگا کہ ترکش جسوقت ہووے خالی
یہ بات مین نے کہکر جب اوس سے داد چاہی
تلوار پھر نہ کھینچے تو کیا کرے سپاہی

کبیر تخلص حکیم کبیر علی نام ساکن سنبھل سخن مین بہی پایا علم طب مین انکو صغیر کیا بلکہ کبیر پایا جسکا نقطہ حب الشفا ہے دایرہ قند ص بنگیا ہے

ایک ہی یادہ سے دم خاک مین آیا ہے کبیر
زیست معلوم اگر ایسے ہی دو چار ملے

کریم تخلص کریم اللہ خان نام یاران صحبت سے یون ہمکلام ✣

تھی قدرت تجھے اے رو بر و جانیکی کریم
زیر دیوار ہی جا نالہ سنایا ہوتا

کرم تخلص شیخ غلام ضامن نام گوپاموے عرصہ ہوا کہ دہلی مین قیام پذیر ہوے دکن مین اکثر رہے انکے اوستاد سوسن خانکی فکر باتدبیر فارسی کہنے کا شوق تھا ضعیفی مین جوانون کی فکر پر فوق تھا معشوق سخن سے طبیعت ہم ہے سخن کا انکی کرم اتم ہے ✣

نام کب آسودگان لیتے نالہ ہاے زار کا
سرمۂ آواز ہے سایہ تیری دیوار کا
کیا ہی برہم ہوئی زلف اوسنے جو پوچھا مجھسے
اے کرم کہنے کیا حال پریشان تیرا
نسبت ہے میری داغ سے کیا عندلیب کو
گو آہ سرد و باد سحر دو نوا ایک ہین

میرا نشو و نما ہے اوس خرام لاابالی سے — غبار ناتوان کو سرکشی ہے پائمالی سے

گرم تخلص مرزا حیدر علی نام پسر مرزا نیاز علی بیگ ساکن شاہجہان آباد گرم و سرد زمانہ سے آگاہ شاگردی غلام ہمدانی مصحفی سے دل شاد آتش سخن گرم ہے جس سے مخالف سمندر کا ہم بزم ہے مرد لطیفہ گو علم مجلسی مین معقول گفتگو باوجود پیرانہ سری مضمون جوانانہ شمع سخن کی لو پر مرغ طبع پروانہ

ناتوانی سے اوٹھا جبکہ نہ بار دامن — آستین لگ رنے لگی ہات مین گار دامن
سیل گریہ مین نہ ہم تا بہ کمر ڈوب گئے — یہان تلک روئی کہ ہمسایونکے گھر ڈوب گئے

گرفتار تخلص مرزا سنگی بیگ نام شاہ حاتم کے شاگرد دہلی مسکن انکا آزاد طبع گرفتار شاہدان غمزہ انگیز سخن ترتیب سخن مین یہ قید ہے
کہ ہر دل نخچیر دام الفت مین صید ہے

درد ہووے تو کچھ دوا کیجے — دل ہی بے چین ہو تو کیا کیجے

گریان تخلص میر محمدی نام لکھنؤ کے ساکن گہے گریان گہے خندان معشوق تن چشم دوات مین چھایا اندھیر ہے سیہ بختی سے دنون کا پھیر ہے جو اشک ہے ساونون کی جھڑی ہے جو آہ ہے برق کی روشنی ہے وہ پھول جھڑی ہے
مضمون فکر ایسا جسکا ذکر الیہا

مجھے جب دیکھنا تب ہات سے گھر اچھیا لیتا — نکالا طور اوسنے یہ عجب صاحب سلامت کا

گستاخ تخلص مرزا علی نام لکھنؤ کی طبع انکی محبت سخن سے گستاخ
گل مضمون شگفتہ شاخ در شاخ +

جی لگایا تھا سمجھ ہوئے گی فرحت حاصل — یہ نہ جانا تھا کہ آویگی قیامت لازم

کلو تخلص سید کلو نام از قدر بیان مختصر شعر اسخن اسطرح بیان کیا

سدا فقیر دن کی گر تم سنو تو کیا ہوگا — ذرا اِدھر بھی نظر پھینکنا بھلا ہوگا

کلیم تخلص شیخ کلیم اللہ نام از سکنائے سرکوٹ تعلقہ نگینہ مضافات مرادآباد کلیم طبع طور کا نذیر شوق دیدار شاہد مضمون سے دل شاد کلیم کے شوق

دیدار مین یہ تکرار یار کی رازداری ہین جلوہ کی گفتار

جلوۂ طور رخ یار سے پیدا ہووے — تجل اعجاز تکلم سے مسیحا ہووے

کلیم تخلص سید محمد حسین نام صاحب گلشن بیخار بڑے عیب جو خدا محفوظ رکھے ایسے شخص سے نہیں کبھی گفتگو کلیم کے کلام مین جب نقص نپایا تو ایک نیا شعبدہ کا ہاتھ آیا انکی عیب جوئی ظاہر ہر کہ وہ اس طرفہ عادت سے باہر نعوذ باللہ عیب گوئی کے لیے غیب دان بنے فقیر کی تصدیق کلام کے واسطے انکی فقری ہمزبان بنے کہ دانم کہ بپارسی زبان زبانش درست و فکرش صائب نباشد گفته اند که ترجمه فصوص الحکم حضرت شیخ محی الدین عربی نور الله مضجعه در ریخته کرده است فذالک الکلام دیوان و مثنوی ها ازو یادگار است ملاحظهٔ آن دست بهم نداد این اشعار از سفائن و تذکره ها انتخاب و ثبت افتاد الخ بیان انصاف کا مقام ہے منصفون سے کلام ہے فکرش صائب نباشد کلمہ مجہول واقعی تیری تقریر معقول موحی الیہ ولی نہین جو کرامات سے جانا ہمنے انکا جھوٹ انکی ہر بات سے جانا انکو ہر کس و ناکس سے بغض و حسد ہے یہ عادت بہت ناقص و بد ہے موسی طبع خدایان مضمون سے کلیم ہے معجزہ عصائے قلم سے دل عدوے سامری فن دو نیم ہے رب ارنی سے نور تجلی آ گیا ہے بیہوش طور سرمہ منجلی ہے صفحہ کا غذ رشک ید بیضا سیاہی مین روشنائی وادی الیمن ہویدا

چھپا ہے آ میری چشم تر آب مین دریا — کسی نے دیکھا ہی اب تک حباب مین دریا

ہو گیا حشر گئی دوزخ و جنت کو خلق — رہ گیا مین تری کوچہ مین گرفتار ہنوز

درازی شب ہجران زلف یار کلیم — مجھی سے پوچھ کہ کاٹی ہے رات آنکھون مین

کمال تخلص شاہ کمال الدین نام نژاد انکی مانک پور آبا و اجداد انکے ذوالاقتدار تھے یہ ترک دنیا کرکے فقیر مشہور اور رونق افروز لکھنؤ ہو کر فکر جرأت سے فیض جو ہو کر بس صاحب کمال نے شاہد فکر کا جمال دکھایا

جملہ کاغذ مین صورتون کو اپنا حال دکھایا ✣

روز دکھلایا تماشا مجکو وحشت ذکمال	مین تماشائی تھا جسکا وہ تماشائی ہوا
یہ بھی کچھ بیٹھنے کا بزم مین اسلوب ہے واہ	جون جون ہم آگے بڑھین آپ سرکتے جاوین

گمان تخلص لا اعلم شاگرد فغان انکے کلام پر یقین ہے نہ کہ گمان مگر شاہد مضمون پر دست گمان ہے پر بال برابر ہاتھ آنا کیا امکان ہے ✣

واسطے جسکے سبھی مجکو برا کہتے ہین	وہ جو سنتا ہے تو کہتا ہے بھلا کہتے ہین

گنا بیگم از خاندان عصمت قباب نواب عماد الملک غازی الدین خان دختر علی قلی خان نظام تخلص مخفی نرہے کہ رخ کلام پوشیدہ انکا حجاب طبع سے برقع کاغذ مین عیان ✣

مقابل ہو اگر لب کی تری مصری جیا جاوے	تیری آنکھوں سے ہم چشمی کری بادام کھا جاوے
جسطرح لگی دل کو میرے چاہ کسی کی	اسطرح نہ لگیو میرے اللہ کسی کی
جھوٹ کہتا ہے تو قاصد یہ زبانی پیغام	مجکو باور نہین جب تک نشانی آوے

کوچک تخلص شاہزادہ مرزا وجیہ الدین نام مرحوم ہنگام رونق افروزی سمت مغرب خورشید روح بزوال مغرب معدوم ہر چند تخلص کوچک مگر فکر شعر مین زیرک

یہان تلک پانون مین پھولے ہین	کہ قدم بھر چلا نہین جاتا

گوہر تخلص مہدی علیخان نام ساغر مراد ساقی میخانہ سخن شیخ امام بخش ناسخ نے بھرا پیر مغان فکر نے خمخانہ کاغذ مین آکے مضمون کو جام دلمین بھر کر دہرا کیا گویائی ہے جسکی یون شنوائی ہے

خواب مین شب اوس پری کی شکل دکھلائی ہمین	جاگ اوٹھی بخت خوابیدہ جو نیند آئی ہمین
دل پھٹ گیا کدورت طبع نگار سے	حیرت کی جا ہے آئینہ ٹوٹا غبار سے
ہون وہ بلبل کہ یہ تھا شوق اسیری پس مرگ	پر بھی اوڑ کر میرے صیاد کے گھر تک پہونچے

گویا تخلص شیخ ہدایت اللہ نام وطن فرخ آباد باقی حال گویا خواب گنگ

الا نعون سے دل شاد

جس کم سخن سے کچھ تقریر بول اوٹھے | ہر ہم مین وہ کمال کہ تصویر بول اوٹھے

گویا تخلص حسام الدولہ نواب فقیر محمد خان نام لکھنؤ مین امیر نامدار دیار کا تذکرہ مین مضمون شعر سامعین ذی ہوش کے روبرو ذوالاقتدار بجہان ذخیرہ جمع کیا اسی ذریعہ سے دل کا غبار رفع کیا عاصی نے دیوان مکرر دیکھا بلکہ بخوبی دل بھر دیکھا کلام معجزہ نما ہے جس کے روبرو گنگ گویا ہے

پڑ گیا ہے عکس او گلرو جو تیری گال کا | ہالہ کامل بن گیا ہے چاند تیری ڈہال کا
پانوں پڑی ٹھوکریں کھاتی گئی ہے اپنی عمر | نقش پا گئے یار نامہ ہے میرے اعمال کا
بوقت ذبح منہ کو پھیر کر تکبیر کہتا ہے | عدو قاتل ہے کیا اللہ اکبر اپنی بسمل کا
سوئی پر بھی ہے فکر رخصت معشوق عاشق کو | حنائی ہو گیا خون سے ہمارے ہاتھ قاتل کا
دلکو کس گل کا عرق آلودہ گال آیا ہے یاد | عطر دان کا منہ بنا ہے منہ ہر اک ناسور کا
اڑ کے بس کمر پر موا ہون ہین گویا | بے نشان جیا ہے مزار میرا
کرینگے کیا یہ دعوے خدائی | بتون نے منہ کو بنوایا تو ہوتا
چشم بیمار نے ہمین مارا | مردم آزار نے ہمین مارا
تیر سی لگ گئی ہنسی دل پر | لب سوفار نے ہمین مارا
یہ ہین ہین نقد جان بن اپنی یوسف کے لیے | کوڑی کوڑی گل بکین لیکن نہ آئی عندلیب
منور ہو گئی میری لحد کس مہ کے پرتو سے | چڑہائی چادر مہتاب کس نے میری مدفن پر
گو ہم قفس سے جا نہ سکے بوستان تلک | اوڑا اوڑ کے رنگ چہرہ گیا پر وہان تلک
جنون پڑین ترے نازک مزاج پر پتھر | جو پھول پھینکین ہین لڑکے تو سنگسار ہون مین
نظارۂ رخ ساقی سے بجلو مستی ہے | یہ آفتاب پرستی ہے می پرستی ہے
بس ایک رات کا مہمان یہ چراغ ہستی ہے | سرہانے روئیگی اب شمع گور ہنستی ہے
ہے بے ثبات بہار ریاض ہستی ہے | کلی جو چٹکی تو ہستی یہ اپنی ہنستی ہے

کمتر تخلص کمتر شاہ نام متقدمین شاعر علم شعر سے بہرکیف ماہر گدای سخن

ہر ہر محلہ کاغذ مین سائل سامعین کی صورتین شاہد سخن پر مائل ✤

خریدار ہم ہیں تو کیا پوچھتے ہو ✤	مین دل بیچتا ہون مین جان بیچتا ہون
بکا نام سے اوسکے وان مین تو کمتر	رہا کیا جو اب آکے یان بیچتا ہون

کافی تخلص مولوی کفایت علی صاحب نام مؤلف شمائل ترمذی و نسیم جنت عالم بے بدل قابل دانائے دقائق احادیث و آیات قابل فضیلت نفی و اثبات کی کیا بات بحث صرف و نحو مین بہر نحو صرف اوقات نظم کیا خوب ہے ہر شائق کو مرغوب ہے سامعین کو کافی ہے ناظرین کو وافی ہے ✤

نزع مین گور مین قیامت مین	ہر جگہ یار غمگسار درود ✤
عکس روئے مصطفائی سے ہوا آراستہ	باغ رضوان قصر جنت حدہ خال حور ہے
یا الٰہی بطفیل شرف ختم رسل	عمل خیر کی توفیق ہو دیندارون کو
ہین کہان وہ سنکر ان الفت خیر البشر	بے تمیز و نکو ذرا مجھ تک تو لانا چاہیے
بشکل ابر الکافی یہ مجبور انکا عالم ہے	سہیان پنج کی وہان گنج ذرا ادہر روئی اودہر روئے
دیکھتے جلوۂ دیدار کو آتے جاتے	گل نظارہ کو آنکھون سے اوٹھاتی جاتے
پائے اقدس سے اوٹھاتے نہ کبھی ہم سر کو	روکنے والے اگر لاکھ ہٹاتے جاتے
قدم پاک کی گر خاک ہی ہاتھ آجاتی	چشم مشتاق مین بھر بھر کی لگاتی جاتے
دشت یثرب مین تری ناقہ کی پیچھے پیچھے	دہجیان جیب و گریبان کی اوڑاتے جاتے
کافی کشتۂ دیدار کو زندہ کرتے ✤	لب اعجاز اگر آپ ہلاتے جاتے

کوکب [۲۲] تخلص رائے مکندرای نام حیدرآبادی ثوابت و سیارۂ مضمون نجوم فروغ بخشی طبع میان فیض صاحب سے فلک کاغذ پر مانند کوکب درّیا اور نجم ثاقب درخشان کواکب مضامین کی چمک جس سے چشم عدو چکاچوند ہو جائے جھمک

روشن ہین داغ ہول سے مری سینہ پہ چرخ کی	کوکب کو چرخ کب تیری اختر سے ہی غرض

حرف اللام

لطیف [سنہ] تخلص میر شمس الدین ساکن سندر سمورت طبع لطیف قیام پذیر لکھنؤ

لطیف فکر ایسا کہ مضمون کثیف شستگی ترکیب سے لطیف و شریف نکتہ چین جسکے شائقین حریف و ظریف

گھر مین جا بیٹھ رہا اوس سے خفا ہو تو لطیف — کیا ہی غصہ تری اس بات پہ آتا ہے مجھے

لطیف تخلص سید لطیف علی نام فن جواہر شناسی مین جوہر نظر آبدار از عقیدت مندان و اصلاح پذیران خضر شعرا جوہر مضمون رجگ طبع مین شاہوار

روتے ہین شیخ و برہمن سبھی دل کے ہاتھون — گبر نکلا نہ یہ کافر نہ مسلمان نکلا

لطف تخلص مرزا عالی نام استرآبادی دہلی مین سن تمیز پایا اکثر اطراف مین سیاحی کی اور سرداران دہر کے صفت مین قصاید لکھے تو صلہ ہاتھ آیا شاگرد مرشد شعرا کیا کیا خوب فرمایا تذکرہ اردو لطیف طبع وضع تحریر خوش قطع

نہ پہونچی ضعف سے لب تک دعا بھی ورنہ سدا — در قبول تو بس آرزو مین وا ہی رہا
ساقی لگا دے خم میری منہ سے کہ بار بار — احسان کون کھینچے سبو اور ایاغ کا
کونین سے اے لطف ابھی لیتے ہین عشوون — عارض پہ ہون گر اوس بت مغرور کی عارض
ہے یہ بھی نئی چھیڑ شب وصل مین سو بار — پوچھے ہے وہ کتنی ہی شب کچھ نہین معلوم

لالہ تخلص لالہ اقندی پرشاد نام حیدرآبادی غنچہ سخن انکا اہتزاز نسیم طبع میان فیض صاحب سے شگفتہ بہار خضر تستر کن فکر گلشن مشاعرہ مین اس روش کھو دیتے جس سے گلعذارونکا دل تر و تازہ

جان پر شیرین کے کوہ غم کو دیکھ — ہاتھ تصویر سے ہے فرہاد کی +

لہر تخلص ہیدار بخش نام ستونی خاص شیخ خدابخش متوج کلاونت مرد سپاہی جوان خوش تقریر ذی حوصلہ با لیاقت بعلم موسیقی یکتائے زمان اکثر روزگار جلیل القدر سے حاصل توقیر عرصہ قریب ہوا کہ بسرکار مہاراجہ گوالیار بمشاہرہ معقول ملازم ہوئے اور چند روز مین معززان اس علم سے سبقت لیجا کر قائم ہوئے ہمفنون نے جب انگوشت بر جو یاوری پایا تو از راہ بغض و حسد زہر کھلایا اور یہ علیل ہوکر بسمت فخر دہلی روانہ ہوئے

دشمن کو کیا ہوئے پانہ ہوئے شہر کے قریب ایک گانون جسکا گوپہ نام
انکے دم نے نکل کر دشمنون کا خوش جی کیا مانند دہل قالب تہی کیا سامع نے
مانند نفیر نالہ زار کیا سید احمد بخاری کے مزار مین مدفن قرار کیا جہان اونکے
والد دفن ہین قبر کی جگہ پائی جب سنہ ۱۲۶۱ تہے عاصی سے اونکے کمال آشنائی
عشرت اوستاد نفیر انکو بہی دلپذیر قانون تہی فدوی کا اوستاد سے یاد کیا
نفیری کے نغمہ سے دل شاد کیا تکلیا اور بار بار بندگی انکے آگے گئی اکبار دیدہ اگر
زندہ ہوتے تو بہی خیال آتا کہ زمانہ ہمکو بہی انکا شاگرد کہے جاتا صاحب گلشن بیخار
کا دل کیا آگ لایا کہ انکے والد پر طعن کیا غلط حال سنایا انکی صورت
سوہنی صورت موہنی اگر طول تقریر رعایت سماع ہو تو سامعین کے دلپر
وقت اجتماع ہجوم خامہ دل بیدار کو خواب کی لہر ہے نقش مسطر موج اور کاغذ
کا صفحہ نہر ہے جب دریاے دل مین لہر آئی تو سخن سے کی آشنائی یہ نغمہ
کی سدا ہے جس سے حاسد کا دل چٹکیون مین اوڑتا ہے

اپنی وحشت کا نہ صحرا مین بہی ارمان نکلا | پانون پہیلا نہ سکے تنگ بیابان نکلا

حرف المیم

مائل تخلص میر محمدی نام ساکن دہلی مولوی قدرت اللہ صاحب سے تلمیذ ہے
جنکے اوستاد سخن مین شاہ نصیر انکی سخن کا زمین طبع مین حاصل طبیعت شعر گوئی مائل

کیا کیا کہون مین تجہسے دل زار کی ہوس | مشہور ہے جہان مین ہمسایکی ہوس

مائل تخلص محمد یار بیگ نام لکہنوی قابل صحبت شاگرد قلندر بخش جرات
گویا زبان قلم جسنے کیا مطلع رقم

مٹتا ہون جام مے کی عوض کاسۂ بنگ کا | مائل ہوا ہون جیسے مین اک سبزہ رنگ کا

مائل تخلص سید کاظم علی نام عین شباب مین طرف دار البقا مائل سخن
انکا سننے کے قابل جاہل ہو خواہ فاضل

شب ہجران کی آہ ایک طرف | لاکہہ ابر سیاہ ایک طرف

ماہر تخلص فخر الدین خان نام انکے ادیب سجدہ گاہ شعرا لکھنؤ کا رہنا بصید شوق اتم اختیار کیا وحقائق سخن سے ماہر قابلیت بیان سے ظاہر ✣ بلی اتنی نہ فرصت بھی کہ دو ٹھکر پا لگتا پانی

ہوا تیر نگہہ یون آہ دلمین کارگر کسکا

مبتلا تخلص مرزا کاظم علی نام مخاطب بمردان علی خان مولد و منشا لکھنؤ اصل مشہد مقدس دیوان فارسی بھی آمادہ کیا مزاج فکر لعتبان اردو پر بھی مبتلا ہوا اونہون نے کہا اور قلم نے لکھا

شیشۂ دل پٹک دیا تونے ✣
سنگ دل آہ کیا کیا تونے ✣

مبتلا تخلص لا اعلم بندہ از بس بتلاش اسم مبتلا ہر چند تجسس و تلاش مین رہا مطلب نہ نکلا معشوق سخن انکا دل مبتلا ہے جب لیا عاشقانہ مضمون لکھا ہے

وہ تیری سایۂ دیوار مین پائی راحت
چاندنی رات کو اے رشک قمر بھول گیے

مجذوب تخلص مرزا غلام حیدر بیگ نام شاہجہان آباد خاص انکے سکونت کا مقام سجدہ گاہ شعرا نے بجائے نور چشم آنکھون مین جا دی شوق شاہدان مضمون کے رہنے کو دل مین جگہہ بنا دی مجذوب مزاج کی بڑ شغل سخن جو سلوک مین آئے تو ایسا چلن مجذوب طبع لستر کاغذ مین بڑ مارتا ہے عقیدت مندان معانی کو پکارتا ہے ✣

عداوت ہی نہوگا کچھہ اگر ہووے تو مین جانون
بھلا تم زہر دے دیکھو اثر ہووے تو مین جانون

تمھارا ہمسے جو عہد وفا تھا او سکو تم جانو
میرے پیمان مین کچھہ نوع دگر ہووے تو مین جانون

طوبی کے نیچے بیٹھہ کے رو ونگا زار زار
جنت مین تیری سایۂ دیوار کے تلے

مجنون تخلص لا اعلم تاثیر تخلص یہ دیکھیے کہ لیلاے اسم سے وصال نہوا بجز اسکے کہ زمانہ قریب سے انکے اب و جد شرف اسلام سے مشرف ہوئے معلوم اور حال نہوا مرشد شعر آسے تعلیم سخن اختیار کی لباس برہنگی سے آراستہ ہوکر آوارگی مجنون بر قرار کی عشق شاہد سخن نے انکو مجنون بنایا

دیوانے ہین جنہون نے مجنون نجدی تبایا مجنون کلام کو اشتیاق لیلاے
سخن سے نجد کاغذ مین یون فقرہ زن ہے

جس سے جی چاہے ملو تم نہ کسی سے پوچھو	مجھ سے کیا پوچھتے ہو اپنے ہی جی سے پوچھو

مجنون تخلص لا اعلم آدمی کا فعل نیک ہو خواہ بد وہ تو طشت از بام ہو جاتا ہے لیکن یہ مجنون لیلاے پردہ نشین کے ہین کہ فیض عشق اوسکے منے نام و حال بھی مخفی نظر آتا ہے قیس سخن سوداے لیلاے مضمون ہے اسی فراق مین اوسے وحشت و جنون ہے صریر خامہ نہین نجد کاغذ مین مجنون کی آہ کی صدا ہے لفظ ہین یا نقش کف پاے لیلا ہے

دن مین سو سو بار اوس کا روبرو جانا مجھے	اسمین سودائی کہے یا کوئی دیوانہ مجھے

محرم تخلص میر فتح علی نام کیمیا کا شوق وطن شاہجہان آباد سخن منظوم سے انکو ذوق ہوس طبع کی صنعت سے مضمون کا پارا سیکا ہے سبے جبری کے محرم ہین دیدار شاہد سخن کا چسکا ہے مس معانی برنگ طلا ہے ہوس کا دل جسپر مبتلا ہے

اپنی خواہش پوچھتے ہو تو یہی چاہے ہے دل	جیتے جی بیٹھے سامنے صورت تمہاری دیکھیے

مجرم تخلص میان رحمت اللہ نام ساکن فخر دہلی ابتدا مین دنیا دار تھے اور پیشہ کندلہ کشی کو ذریعہ مایحتاج مقرر کرکے برقرار تھے چشم دل سے غور کی تو دنیاے پلیشت بے بنیاد ہے درویشی اختیار کی استفادہ سخن میر محمدی بیدار صاحب مغفور اسی یاد ہے ناظران گلستان بیخزان فرمائینگے کہ اسکے مؤلف کو کیا کچھ حسد ہے مگر جسوقت معائنہ عبارت گلشن بیخار ہوگا تمیز خوب و زشت ہو جائیگی اعتراض بیک ہیچ یاد ہے اب دیکھیے صاحب گلشن بیخار کی انکے حق مین عبارت ہی جسکی راقم کو نیز ایک سخن فہم سے شکایت ہے ۔
مجرم تخلص رحمت اللہ در اکبرآباد بحرفہ کسب معاش می کرد از مدت ازان شغل در گذشتہ و لباس فقیرانہ در بر کردہ فیض صحبت میر محمدی بیدار

یافتہ ہنگام ورود دہلی پشیم میر سید اوراست الخ الفاظ بحرفہ کسب میکردد پشیم میر سید و اوراست کو غور کیجیے کہ ہر حرف سے ظرفہ ظرافت کا پیدا ہے اگر امیر ہین اور وہ فقیر تو اپنے واسطے ایسی حقارت کی لفظ لکھنے سے کیا حاصل مگر کلمہ غرور ہویدا ہے بقول شاعر ؎ نیش عقرب نہ از پے کین است ٭ مقتضاے طبیعتش این ست ٭ امیر سے فقیر کا رتبہ بڑا ہے اگر غور کیجے تو یہ رستہ کڑا ہے ؎ خاکساران جہان را بحقارت منگر ٭ توچہ دانی کہ درین گرد سواری باشد ٭ یہ صاحب اس فقیری مین اچھے تھے کبھی وارد دہلی ہوئے مرد ظریف و شریف و طباع دفعی بطریق سیر رہ نورد دہلی ہوئے ظفریاب جان رانخ سے اتفاقاً طبع پیمائی ہوئی باہم فکر آزمائی ہوئی آزاد فکر بازار کاغذ مین دو کانداران سخن سے کہون دوست کچہ ہے جب ہی سخاوت کی نام سے کہتا ہے پیشانی فقیر سخن پر الف الند کا خط کھیچکر او داسا لگاتا اور خوش ہوتا ہی

چمن مین کسنے الٰہی نگاہ ڈالی آج
جو کھلکھلاتی ہی گل کی ہر ایک ڈالی آج

ستارے ہوگیے آنکھون مین آسمان کے داغ
ذرا جو کھل گئی کرتی کی تیرے جالی آج

تو جو کہتا ہی بغل بیچ یہ یان ہے شیشہ
محتسب یہ تو میرا دل ہی کہان ہی شیشہ

اشک اور چشم سے ہیہات ساغر و دل کی بدلے
داغ و سینہ ہی مرا گلشن و گل کی بدلے

نگہ و زدیدہ کیون پھینکے ہی تو ای راست علیسی
دل و سینہ کو توڑی ہی یہ بیتھول فرانسیسی

یہی ہی آرزو روز جزا مین اپنی ای مجرم
علی کی غاشیہ داری ہو اور دلدل کی سائیسی

مجبور ۔ تخلص میان حق رسان نام شاگرد شاہ نصیر مغفور شاعر طبع رسا انکا علم سے نزدیک جہل سے دور انکے ذہن ذکا اکثر مختار صاحب سخن مجبور اور تحریر نظم کا صفحہ کاغذ پر یہ دستور

نکیو نگہ آنکھو نکی سب مین غیاث پور کی تھا
نگاہ اہل معانی مین ہی وہ دور کی تھا

ہم ایس دیوار بیٹھے صبح تک رویا کیے
شب خوشی سے پانو پھیلا گھر مین تم سویا کیے

محزون ۔ تخلص میر ناصر خان نام علم ریاضی مین بیہودگی طبع عیان اقلیدس

عقل انکی بمکتب اکتساب کا طفل دبستان ہے طبع محزون مداح خوش ہوئی
اسیر بھی ہر شکل صفت دایرہ تحریر سے خارج شکل شامت سخن تختہ کا غذ پہ
اس صورت سے کھینچ کر شمائل کو بناتے ہین احکام مداح

نہ تو نامہ ہے نہ پیغام زبانی آیا	حیف محزون تجھے یاران وطن بھول گئے

محزون تخلص عالم شاہ نام مشایخین گڈہ مکتیسر سے ہین اب دیکھیے
صاحب گلشن بیخار کو کہ اپنی اصح غلطی کا ہوش نہین اور دوسرے
کی سہو کو اتنا افشا کیا یہ بات بہت نامناسب الشی جو غلطیان سرزد ہوئین
وہ موقع پر بتائی گئین اور آیندہ نشان دیا جاے گا کیا اپنے عیب سخن پر
گوش نہین انہون نے خدابخش معجز مرحوم کے باب مین نغمہ خارج
از آہنگ سر کیا خدا جانے کیا خیال کیا ہادی شعرا کے مقدمہ مین جو کچھ
خرافات بکی انکا وہ حال کیا یہ تو وہ مثل ہے واقعی برمحل ہے مخدوم
میان مصحفی صاحب کو نام رکھتے ہین اونکا پردا کرکے دوسرے کو برا کہنے
سے کام رکھتے ہین اونکی یہ عبارت ہے جس سے باطن کی تقریر کی خاطر صحت ہو سکے
محزون تخلص عالم شاہ از مشایخ زادگان گدہ مکتیسر است و مصحفی کہ او را از
امروہہ دانستہ از وادی تحقیق برکران افتادہ درین جا بحکم اہل البیت
ادری بما فی البیت سخن شرف الدین سرور مقبول است کہ وے را
از خویشان ست و قیام محزون در امروہہ مصحفی را منشار خطا گشتہ بہر حال
این اشعار او راست الخ بیان یہ میان مصحفی صاحب کی غلطی کو خدا
واقف ہے یا غلط غلط بیان کرتے ہین اور اپنی بدگوئیان عیب جوئیان
غلطیان جو ہر ایک صاحب کی نسبت ازراہ کین کین اونکو ہنر گمان
کرتے ہین چونکہ مشار الیہ کے کلام مین ہر کسیکے واسطے خوردہ ہے اسی سبب
ہدف خدنگ معارضہ سینہ سخن نامبردہ ہے باطن لبس کن ضبط نفس کر
گو کہ کلام محزون سے لیکن سامع او سیر مفتون ہے نگاہ محبوبہ سخن محزون کو

عاشق شیدا کی تاک سے مدعی بدکردار ناہموار کی آنکھوں مین خاک ہی

اہل دنیا تونہین دیتے ہین تحفہ ون کو جواب ۔ کوہکن کو خواب شیرین سے جگاؤن تو سہی

محو تخلص منشی حسین علی خان نام مولد و منشا جد دہلی اصل کشمیر برادر حقیقی قاضی واجد علی خان بعد توقیر گلستان بیخزان کے ملاحظہ فرمانے والے صاحب ارشاد کرینگے تقریر و تحریر فریقین تو اچھی طرح یاد کرینگے فرمائینگے کہ گلشن بیخار والے صاحب تو کمینہ مزاج ہین لیکن مقابلہ والے یہ کون حضرت آج ہین یہ صاحب بعہدہ جلیل القدر انگریزی سرفراز و والد ماجد عاصی سے ازبس یکجہتی تھی اور بناز عرصہ دراز تک اسپر کار مہاراجہ گوالیار مختار رہے سنہ ۱۲۵۰ ہجری مین اس جہان کو گوشہ خاطر سے محو کیا بیکار رہے آدمی خوش فکر ہین ہادی شعرا مرحوم سے صلاح سخن کے ذکر مین معتمد الیہ ایسے شخص معزز کو کس عبارت سے یاد کرتے ہین آپ ہی آپ اپنا دل شاد کرتے ہین ۵ محو تخلص حسین علی خان اکبرآبادی بخدمات انگریزی بسر می برد او راست بہ امر خلق اور آدمیت سے باہر ہے جسکی تہذیب ہرکس و ناکس پر ظاہر ہے شاعری میفرمایند و ہمچنین شاعر آدمی را آدمیت لازم است ؎ عود اگر بو نباشد ہیزم است ؎ اس تکرار سے بندیکی یہ غرض ہے کہ شاید تکدر طبیعت نصیحت سے صاف ہو جاے تو انکا قصور معاف ہو جاے عاصی انکا دوست ہی نہ دشمن نیازمند رہبر ہی نہ رہزن انکے کلام پر ایک عالم محو ہے سب ماسوا سہو ہی

سو سو اس دل صد چاک مین ہی جلوۂ یار ۔ مجکو تا نکلی قسم زلف پریشان کی قسم
آج آیا مجھے اوس رشک قمر کا پرزہ ۔ مین بھی بھیجونگا جواب اپنے جگر کا پرزہ
چہرہ ہی سرخ حسن کی تمکو امنگ ہے ۔ ہم زرد عشق مین ہوئی اپنا یہ رنگ ہی
تیر ایتر نگاہ ظالم سپر سو رجلی چھاتی ہے ۔ مجھے خورشید کی احوال پر اب مہر آتی ہے

محو تخلص شیخ عظیم اللہ نام میرٹھ وطن مزاج انکا طرح محو سخن ہی

متاع دل گرانمایہ ہی اپنے پاس ای ہمدم ۔ یہ دولت اوسکو بخشین گی جسے ہم یار دیکھینگے

محبؔ تخلص شیخ ولی اللہ نام دہلی وطن اور لکھنؤ مین انتقال کیا سجدہ گاہ شعرا کی استمداد سے معشوقہ سخن سے حاصل وصال کیا ملازم حضور مرزا سلیمان شکوہ مرحوم غرض اونکے اشعار صفحۂ قرطاس پر بصد زیب و زینت مرقوم محب سخن ہین شعرا کے ہمفن ہین

بحر سنی لائق اشک کب چھوڑی ہی خاک آبجو اب
جلتے خط بھونجا گے میری نامہ بر بھیگے ہوئے
نم ہین مژگان اشک سی تجھ تک نہین جاتی نگاہ
مانع پرواز ہین طائر کو پر بھیگے ہوئے

محبتؔ تخلص میر بہادر علی نام قانون سخنوری ثناء اللہ خان فراق سے پڑھا انکے شاعر طبع کو شوق سخن ہمیشہ بڑھا شاہد سخن سے محبت ہی عاشقان پاک طینت سی محبت ہے صفحہ کاغذ میدان محبت زبان خامہ پر بیان محبت

اگر حنا تیری ہاتھون سے خون بہا دل کا
تو لونگا دست نگارین سی خون بہا دلکا

محبتؔ تخلص نواب محبت خان نام خلف الصدق حافظ الملک نواب حافظ رحمت خان بلند مقام انکا آوازہ نام آوری ہنگامۂ عدل گستری سا مانع انکشاف حال نہین اسمین کچھ حرف قیل وقال نہین صاحب دانش و بینش فکر فارسی مین ہے شوق سا اور ہندی مین طبع ذکا محبت کی الفت ہے الفت سی محبت ہے کلام محبت آمیز سخن بہا دل اونکا

گالی کا انتظار تو حد سے گذر چکا
منہ کو کہان تلک تیرے دیکھا کرے کوئی

محنتؔ تخلص مرزا حسین علی نام اصل انکی شاہجہان آباد آیا نخل عمر گلشن لکھنؤ مین گلستان عدم سے باغ وجود مین بر آیا طبیعت ذکا کی محنت و جرأت ہی کہ جرأت سی سخن کی مصلحت ہی کیا روشن سخن ہے کیا تحریر کا چلن ہے

آمد نہ فصل گل کی نسیم سحر سنا
مرجاؤنگا قفس مین ایسی خبر سنا
کیا حرف یارب اوسکی دہن سے نکل گیا
سنتے ہی جسکے جی مرا تن سے نکل گیا
مجنون کی آنکھ غش سی کھلی کب غزال
ناقہ جب آکے نجد کے بن سے نکل گیا
محنتؔ جو خط ترا فسی کی اوس شعلہ رو نی
صد شکر ہے کہ جان بدن سے نکل گیا

محشر تخلص اکرام اللہ خان نام شاعر نام آور انکے قلم فکر سے جو مضمون فتنہ رفتار
فتنہ قامت قیامت خیز کاغذ کی کرسی پر بیٹھے برپا کیا محشر +

جدھر کو لے اوڑی دل کی تپش گردن پہ پروانہ
ہمین نظر نہین آتا کہ جی بچے محشر
نہین ہی برق صفت ہاتھ مین عنان میری
کوئی دن اور اگر درد انتظار رہے

محشر تخلص مرزا علی تقی نام وطن اصلی کشمیر مولد لکھنؤ فکر فارسی اور ریختہ دلپذیر
انکے باب مین بھی صاحب گلشن بیخار نے لکھا ہے جسکا فقرہ فدوی نے
تحریر کیا ہے کہ غرور شاعری بسیار داشت الخ بسبب طوالت اونکی عبارت
سب تحریر نکی زیادہ دراز تقریر نکی جن صاحب کی مزاج مین شک ہو انکے
تذکرہ مین دیکھ لین تا طلاے سخن کی محک ہو رفتار فتنہ شاہد سخن شائقین پر
کیا کرتی ہے قیامت کا محشر برپا کرتی ہے

جان منتظر ہے آنکھون مین وقت رحیل ہے
جلدی پہونچ کہ تیری ہی آنے کی ڈھیل ہے

محسن تخلص میر محسن نام خلف اخوان مرشد شعرا ان صاحب نے ایسا ارشاد کیا

حرف تیرے عقیق لب کا شوخ
زندہ کرتا ہے نام عیسےٰ کا

محترم تخلص خواجہ محترم علی خان ساکن عظیم آباد مسلم سخنگو شاد عظیما عشق
اونکے اوستاد محترم ایسا سخن ہے اور ایسا چلن ہے +

پیغام پھر جنون کی آنے لگی ہین محترم تک
شاید بہار کی دن نزدیک آن پہونچے

محمود تخلص محمود خان نام نیک کردار ہمایون انوار خجستہ شمائل مبارک آثار
کلام شاعر طبیع محمود الخصائل سخن محمود ہے سامعین کو جس سے سود ہے +

مجکو خبر مرگ عدو سے بھی ہوا رنج
وہ صید ہون کہ شوق اسیری ہی خود مجھے
ایسا ہی سبک زیست نے ہجر انمین کیا ہے
دیکھتا کون ہے محمود عدو کو بخوشی ×
وہ شوخ جو انگشت بدندان نظر آیا
صیاد نے دیا کو رنج کمین نہو
گر چاہی تو اوفتا ہو کوئی بیمار اوڑا دے
جب نظر کرتے ہین افلاک یہ جا جاری ہے

مخلص تخلص میر باقر نام ساکن جد دہلی با دانش و فرہنگ شاگرد اوستاد

مصطفی خان یکرنگ مخلص شاہد مضمون ہین الفت لعبت سخن پر مفتون ہین
صفحہ کاغذ میدان محبت ہی تماشگاہ عشق دوست سی الفت ہی

مین تو بندہ ہون تری جور و جفا کا لیکن
سخت ڈر کا ہی مجھے اس دل سودائی کا

مخلص تخلص مخلص علی خان نام مرشد آبادی صاحب گلشن بیخار اپنی بدگوئی کے عادی انکی عبارت کا یہ فقرہ انکی نسبت ہے جسکی ایسی حقیقت ہی مخلص تخلص مخلص علی خان از ریش سفید کردگان مرشد آباد است اور است یہ لفظ کیسا نا ملائم ہے ایسا کلمہ کلام کیا لازم ہے انکو ہر کسی سے کد ہے ایسی بات کا مآل بد ہے بندہ مخلص ہے نہ دشمن شاعر ہے اور ہمفن مگر صاحب گلشن بیخار ہر شخص کو سمجھتے ذلیل و حقیر ہین جنکا سر و موے بین سفید ہو وہ انکے اوستاد و مشیر ہین سخت بات کہہ بیٹھنا انکے نزدیک نرم ہے دور بین جواب دیتے ہین مجھو یہ بات کی بات کرافات ہی اس سے لازم شرم ہے
کلام بہر حال ہے جسکا تحریر احوال ہے

کوئی اپنے اسیروں سے تغافل یہ بھی کرتا ہی
قفس مین مر گئے ہم یہ خبر صیاد کو پہونچی

مدحت تخلص لا اعلم بلدہ لکھنؤ مقام سکونت انکے مدحت مین اوستاد انکے جعفر علی حسرت جیسے گفتگو ہے آنکھونکے روبرو ہی

لے گئی ہجر تری گور مین یار آخر کار
روز فرقت نے دکھائی شب تار آخر کار

مدہوش تخلص لا اعلم بادہ تخلص نے ایسا مدہوش کیا کہ اسم و رسم سے اس دور مین بے کیف رہا جام طبع مین صہبائے سخن ہے تو اگر دور انجمن ہے جب ہوش آیا سخن تا گوش آیا +

میرا جس ناز سے تو نے لیا دل
خدا جانے ہے اسکو یا میرا دل

مرزا تخلص آغا مرزا نام نیز ادا انکی مازندران ہیچ لکھنؤ کے تولد ہوے خلف الصدق مرزا محمد اسمعیل سوداگری پیشہ شاگرد مرشد قضا سنہ ۱۲۵ ہجری مین تقریبًا وارد حیدرآباد ہلی ہوئے تا قیام

مدام بمشاعرہ مہاراجہ صاحب تشریف لاکر کلام طرح اور طبع زاد سامعین کے روبرو پڑھا فکر انکی بطرز استادمردشایستہ ذی استعداد پایا فہیم سخن شناس حلیم الطبع سلیم النفس عاصی کے حال پر کمال عنایت فرماتے گاہ گاہ غریب خانہ پر بھی تشریف لاتے سنہ ۱۲۵۶ ہجری مین انتقال کیا صرصر اجل نے نہال عمر پامال کیا صاحب گلشن بیخار نے ایسے مہذب شخص کے دو شعر کمقدر تحریر کیے سامعین کے مزاج دلگیر کیے کیا یہ نزاکت اور صاحب جو کسیمان ہین آٹھ ہی ہوئی شاعرہ اونسے بھی کمقدر رہین جو صاحب گلشن بیخار کے دلمین انکی طرف سے ناحق نمدر ہے اول کلام پایدار دوم مدعا طول لفظون مین اختصار اگرچہ یہ تقریر شیرین تلخ معلوم ہوگی حقیقتاً شل بنات مغموم ہوگی قبل اس سے بھی تشریف لائے تھے جلوہ ہاے شاہد مضمون دکھائے تھے بہرحال ایسا فرمایا جو عاصی نے سنایا

کھلا یہ جام حباب سے اب پیا کرے ہے شراب دریا
دھوان نہین ہے گزک کی خاطر کرے ہے ماہی کباب دریا

شراب سرخ مین پانی ملا کے پی ٹھنڈا
کہ یہ اصطلاح اسیکو شراب نیم برشت

نہ سمجھو خام کہ مرزا بڑا اب جلے تن سے
لکھیگا اور غزل در جواب نیم برشت

اپنا گھر چھوڑ کے مرزا کوئی کیا جائے کہین
جسکے گھر آئے وہی اوسکی بلا جائے کہین

آزر نے بت تراشے گئے سل تراش کے
کوئی ہوا نہ اوسکے مقابل تراش کے

سمجھانے تا نکوئی کہ یہ کسکی لاش ہے
سر تن سے لے گیا میرا قاتل تراش کے

محو ہے جسکی شکل یہ عالم وہ صنم کی صورت ہے
پتھر مین کیا لعل لگے ہین یہ بھی خدا کی قدرت ہے

ایک ہی مشت خاک لیا اور لاکھ طرح کی صورت ہے
چشم تماشا وا کر دیکھو حد نہین کیا کثرت ہے

لاتے ہین بھی کھاوینگے مرزا کچھ بنین ہے ہمکو شرم
یار کے زانو پہ لیکن ہات تھیر سے جاینگے

مرزا تخلص مرزا بنا نام مشہور ریختہ تو خوب فرماتے ہین فارسی سے بھی دل مسرور
اب اردو یہ دو بدو یہ

خالی اوس سے نہین ہے کعبۂ و دیر
کون سے سنگ مین شرار نہین

مرزا تخلص ہدایت اللہ نام علم موسیقی سے آگاہ شہر دہلی آنحضرت کے آرام گاہ

نی خامہ طبع کا یہ ترانہ ہے گلوے خورش شاعر فکر کا نالہ عاشقانہ ہے

دل ہاتھ سے اشک آنکھ سے جی تن سے چلا جاے	ایوای مصیبت کوئی کس کس کو سنبھالے

مرزا تخلص لاعلم خواہرزادہ حکیم مرزا محمد خان ادب یافتہ رستم بیگ سخن کے پہلوان کیا ترتیم اپنے کیسی تفہیم ہے

اگر زلف دراز یار مین ہے صدگرہ مرزا	دل صدچاک یہ ہم بھی بسان شانہ رکھتے ہین

مروت تخلص صغیر علی نام وطن سنبھل جرأت تابعی طباع و سخن گو قدرشناس انکے اوستاد اول دیدۂ شاہد معانی مین دیکھیے دیکھیے مروت ہی شاہد سخن سے الفت ہے معشوق فکر سے محبت ہی

غیرون پہ دیکھ دیکھ کرم اوس نگار کا	چین برجبین ہے نقش ہمارے مزار کا

متکون تخلص مرزا علی نام مسکن اول مشہد مقدس مولد دہلی سیر دکن مقام منزل مقصود کو لے اوڑے ابس طبع اونکی سخن سے مرہون ہوش حدیث سے ممنون سامع جنکا مشکور نظم سے دل مسرور

ہر آرزوی دل کا حرمان نے خون کیا ہے	گردن پہ یاس کے ہے خون اپنی آرزو کا

مزمل تخلص مزمل شاہ فقیر طبع کا یہ سوال دل آگاہ + + + +

ہین نہ کہتا تھا کہ مزمل دے نہ دل	نقد ایسا رایگان کھونا نہین

مسرور تخلص شیخ پیر بخش نام کاکوروی از حاشیہ بوسان بساط مرزا سلیمان شکوہ بہادر مرحوم منزل سخن کا حمائل طبع غلام ہمدانی مصحفی سے دور بدور درست کیا اور مفهوم ہنگام جلوہ افروزی مرزا سلیمان شکوہ بہادر بفخر دہلی مدام شریک مشاعرہ مہاراجہ صاحب بہادر ہوتے طبع نہایت موزون درستی سخن بہت درست بندہ پر نوازش کمال فرماتے دل محزون کا داغ غم آب کلام تازہ سے اسیطرح مسرور ہوکر دہوتے

گو اولٹیان آنکھون سے نکلین شب ہجران کیا نشتر فصاد رگ جان کی تلی ہے	ہر نالہ کی رخصت دل نالان کو نہ دو من ہر ایک کی انگشت جو دندان کی تلی ہے

غبغب عرق آلودہ ہی یہ سیم تنون کے — یا نہر لبن چاہ زنخدان کی تلی ہے
کہتے ہین درگوش تراد یکہ نجومی — یہ زورستارہ مہ تابان کی تلی ہے
نشتر سا کہٹکتا ہے رگ جان مین تجوید — پیکان کوئی اور بہی پیکان کی تلی ہے
کہتے ہی یہ ہر وقت مجہے آبلہ پائی — آگے کو قدم دشت مغیلان نہ اوٹھے
اوس مہر کو دیکہہ اشک ہماری نکل آئی — لو تہر ہوا دن کو ستارے نکل آئے

سرور تخلص مرزا سنگی نام دہلی کے ساکن مشہور میر عزت اللہ عشق کی شاگرد ہیں نہایت مسرور انکا بہی کلام سنا مسرور ہے جیسے طبع محزون کو بہر نمط سرور ہے ایسا فرمایا یون لکہنے مین آیا

سدا اوس چشم میگون سی یہ دل استلہ رکہتے ہین — صراحی کی ہوس نہ خواہش پیمانہ رکہتی ہین

سرور تخلص شرف الدین احمد نام صاحب سخن میرٹہ سکونت کا مقام شاعر طبع رسا ہے یون قلم بند ہے جس سی سامعین کا جی خورسند ہے

ہے غیر کے گہر وہ شمع محفل — دن رات مجہے یہی جلن ہے

سنگین تخلص سید عبد الواحد نام سخن سنگین شاعر طبع نہایت غریب و سکین صفحہ کاغذ پر روان قلم سے کلام مسکین یون رقم ہے

کیون نہ اوٹہنا بیٹہنا مشکل ہوا اوس رنجور کا — جسکو از خود رفتگی ہی ایک سفر ہے دور کا

مسرت تخلص شیخ وزیر علی نام فکر سخن مین حکیم عزت اللہ عشق سے مسرت اندوز وطن انکا دہلی عرصہ قریب تک دکن مین زمرہ شعرا ے دیوان چند و لعل سے گنے جاتے ہین یہ سخن آموز کلام سی خوشی حاصل صفحہ کاغذ مین یون داخل

اگرچہ روتے روتے کہوئین آنکہین — نہ کہا دیدہ خون بار پر ہات

مستمند تخلص یار علی خان نام عظیم آبادی شاگرد مرزا بچہو متخلص بہ فدوی سخن سے مستمند ہین دلمین خورسند ہین ایسا کلام جسکا یہ انتظام

ہنوز تک وصل کے ہے یار امید — ہے مثل ایکدم ہزار امید

مسیح تخلص سیان براتی نام تجار وطن اصلی کشمیر کلیم طور سخندانی اسطرح

لن ترانی کی تدبیر مشتاق جلوۂ شاہد مدعا کا سوال رب ارنی ہے معشوق مغرور حسن کا جواب لن ترانی دمہر نہ کرنی ہے وادی ایمن صفحہ کا تمدین ظہور نور دیدار ہے موسیان شائق جمال لعبت معنی کا دل بیقرار ہے

شاید کہ سوے زلف کا شانہ تھا بست غیر
بے ڈھب رہا تھا جسکو سیری بیحساب رات

مشیر تخلص قطب الدین نام از افضل شاگردان شاہ نصیر وطن انکا شاہجہان آباد بندش مضمون سخن دلپذیر سخن انکا ہم جلیس ہے مزاج طبع سخن کا ہمسر

یہ عمل ہے کہ وحشی نے تیری پانون نکالی
پھر دست جنون سلسلہ جنبان نہوا ہو

مشتاق تخلص عبد اللہ خان نام ابتدا انکی ایران گروہ موزونان شاہی سے ہین علم جفر مین قاعدہ دان بزم سامعین مشتاق ہے دیدار معشوق مضمون کا اشتیاق سبے شاعر طبع طاق ہے سخن گوئی مین مشتاق ہے طمع کیمیاگری مین ہر روز پارہ کیطرح بیقرار دل سیم خام کی لالچ مین پختہ پارہ پارہ بار بار دل کاغذی بوتہ مین بس سخن کو عقل کی بوئی سے آتش شوق پر جیکر دیا جیکر کیا دیا طلا کے مانند ایکدم حجاب کر دیا

اپنی ہم بندگی پہ پھول گئے +
اب جو دیکھا وہان خدائی ہے

رنگ کیسون سبز ہی جیدی کا تیری ای مشتاق +
کسنے دیکھا ہے تجھے زہر بھری آنکھون سے

مشتاق تخلص حافظ تاج الدین نام میرٹھہ کی باشندی سنا ہے کہ روشنائی چشم کو دنیائے بے ثبات سے چشم پوشی پایندہ حافظ طبع مشتاق کو دور مضمون سے شوق ہے بن دیکھے جمال نازنین سخن کا ذوق ہے یہ نظم ہے جسکے واسطے مشتاقونکی آراستہ بزم ہے

کوہکن خسرو پرویز کو قصہ اپنا اپنا سنائی دو
ہر یہ وہ افسانہ شیرین ایک پری دیوانی تو

مشتاق تخلص محمد واصل نام بدایون انکی سکونت کا مقام بندہ انکے اور حال کا مشتاق انکی طباعی کا جہان کو اشتیاق وہ ذہن ہے یہ سخن ہے

ہمارے کام پہ ہرچند آسمان پھیرے
تجھے قسم ہے جو تم اسطرف کو آن پھرے

مشہور تخلص لا اعلم باقی بیان موقوف اور حالات مثل بنادئی محذوف کیا

مضمون طبع فقط صفحۂ کاغذ پر ہے تمام عالم مین مشتہر ہے

خوشی سے کیون نہ ای شہسوار بغلین بجائین ہم	ملے گا یار ہمسے آج پھر بازو پھڑکتے ہین

مصدر تخلص میر ماشاالله خان نام والد میر انشا الله خان علم طب مین اوستاد اور کبھی افکارات کو ماضی کرکے فی الحال مصدر ایجاد نفی مضمون کا قواعد طبع سے اثبات بیان کیے مستقبل کی نکات ماشاالله طبیعت چالاک ہے شاہد

مضمون صحن کاغذ مین بیباک ہی

کافر سو سوا تیرے کرے چاہ کسی کی	صورت نہ دکھاوے تجھے الله کسی کی

مصحفی تخلص شاعر عزہ اوستاد ذوی الاحترام اوستاد مسلم الثبوت علم ہمہ دانی مین غلام ہمدانی نام ابتدا کی انکی قصبہ امروہہ مضافات مراد آباد شباب مین تشریف لائے شاہجہان آباد و خجستہ بنیاد بعد چندے مشتاق شہر لکھنؤ سوئے مردمسن شروع انکا انجام عبد سجدہ گاہ شعرا کے دن انشا و جرأت کے ساتھ ہم نشین و ہم جلیس و ہم زبان و ہم ردیف سنا ہے کہ فی الحقیقت چھ دیوان زبان اردو مین اور دو تذکرے اور ایک دیوان فارسی معہ تذکرہ انکی تصنیف و تالیف بہت ملک انکے سخن سے آباد ہین اکثر شاگردون کو اوستاد ہین سیاران گلستان سخن ان جو منصف مزاج ہین غالبا احقر سے راضی ہون گے اور اس معرکہ مین یقینا قاضی ہون گے یہ شخص اتنے بڑے اوستاد ہین جنکے تعلیم یافتہ خواجہ حیدر علی آتش اور مرزا حیدر علی گرم شیخ پیر بخش مسرور اور طالب علی خان عیشی مرزا تقی ہوس وغیرہ شاعر مشہور انکی نسبت صاحب گلشن بیخار نقش دعا بھرتے ہین اور کس کس طرحکے ملمع کی افترا پرداز زبان کرتے ہین کہ صفت کے ساتھ اہانت بھی برابر ہے اسواسطے اس کتاب مین انکی عبارت بھی اکثر ہے انکے باب مین ترقیم ہے جس سے سامع کا دل دو نیم ہو مصحفی تخلص غلام ہمدانی اصلش از قصبہ امروہہ مضافات مراد آباد در عنفوان جوانی بہ جہان آباد آمدہ طرح اقامت افگندہ آخرہا بہ لکھنؤ رفتہ و تا نفس

آخر ہمہ را انجا قرار گرفتہ وفاتش را امروز دہ سال گذشتہ عمر بسیار یافتہ
ابتدا الیش انتہای دورہ سودا بود با جرات وانشا مشاعرات و مطارحات کردہ
است شش دیوان ریختہ و دو تذکرہ تمام کردہ و دیوانی در فارسی و تذکرہ
ہم دارد و قوت مشق او از انجا توان دریافت در بلاد شرقی بسیار مسلم و با و سلوکی
علم بودہ و اکثر سخنوران آن بلاد اکتساب فن از و کردہ اند ہر چند بمقتضای
شیوۂ بسیار گویان اکثر کلامش پر کم مایہ و از لطافت خالیست اما گزیدہ اشعار
او در نہایت رتبت و الا مرتبت عالیست چنانچہ ازین ابیات کہ از دواوین
وے گزیدہ آمد پیداست اور است الخ بیان نقص فقرا انسے ظاہر صاف ہی
انکے عیب جوئی مثل آئینہ شفاف ہے کیسے فقرے چلتے ہین وقت مقابلہ
حسرت سے ہاتھ ملتے ہین ایسے ایسے اوستادونکو عیب لگایا جب اپنے
اوستاد اور اپنے میں برا کہوایا انکی عیب گوئی معروف ہی عاصی کے
عرض کرنے پر کیا موقوف ہے میان مصحفی صاحب اوستاد ہین اوستادی
کے کیا قابل ہین جو صاحب الیسون سے ترک ادب کرین وہ خود جاہل ہین
مصحف کلام صفت ہی مسلمان مذہب شعر کی بکف ہے گویا وہ دولہہ دولہن کے
روبرو آرسی مصحف ہے کیا لہجہ ہے کیا زبان ہے کیا مضمون ہے کیا بیان
ہے شاہد مضمون کے جلوہ جمال سے صفحۂ کاغذ غیرت برق ہے نہین نہین
برق جو حسن کی جھلک دیکھے تو حیرت کے دریا مین غرق از پا تا فرق ہے
انکے آفتاب سخن کی تابش سے مشرق مطلع خورشید ہے کاغذ کا صفحہ رشک
چہرۂ نور صبح عید ہی تحریر ارشاد ہی جو زبان قلم کو یاد ہی

کی تنک ایک آب دم شمشیر قاتل نے کمی	ورنہ پیمانہ ہماری عمر کا لبریز تھا
ای مصحفی تجہین نہین ہوتی ہے یہ کرامت	دل پھر گیا نہ آخر تیرا خدا سے دیکھا
بھولے لیسے ہین جنت کا کہین نام لیا تھا	اس ننگ سے دوزخ بھی جلاتا نہین مجھکو
عاشق سے بھی ہوتا ہی کہین صبر و تحمل	کہتا ہے وہی کام جو آتا نہین مجھکو

جب ساری سر سے خون نہیں تیری تیر کے بھرتے — تب زخم سے نیت تیری بانجھر کے بھرتے
گرتے نہ ورم پانون جو دیوانگی تیرے — آغوش نہ یون حلقہ زنجیر کی بھرتے
گھبرا نہ لگا زخم سے لطف تو تب تھا — جب پشت بھی خون نہیں تیری شمشیر کی بھرتے
اے مصحفی اب باقی نہین قافیہ کوئی — آگے جو کہے کوئی تو خوگیر کی بھرتے
وہ نخل حنا ہون کہ جو سر بھی میرا کٹ جاے — خون سے ہیئت اپنا حسینون مین ہین بٹ جاے
مژگان وہ ستم تیر قضا ہووی ہے قربان — آنکھین وہ بلا جنسے وم آہو کا اولٹ جاے
شکل امید تو کب ہمکو نظر آتی ہے — صورت یاس بھی بن بن کے بگڑ جاتی ہے
سیری اسے ہوتی ہے نہین رنج ہی نکو سے — عاجز ہون بہت دیدہ کمبخت کی خو سے
کافر کو کبھی میل نہو جانب مصحف — زلف سیہ یار پری رہتی ہے رو سے
یہ شب ہجر مین اوٹھ اوٹھ کی قلق کے مارے — دل کو دیتا ہون تسلی کہ سحر ہوتی ہے
لاف گرمی تیری تا عارض پہ جو گلشن ملے — عارض گل پہ صبا طیش سے دامن ملے
دیکھنا کسکا کہ یہان در تک بھی آنا منع ہے — روزن دیوار سے آنکھین ملانا منع ہے
طاق ابرو پر نہ رکھوا دل لگائی ہین جو تیر — کیونکہ قبلہ کیطرف رکھنا نشانہ منع ہے
بیٹھکر بالین پہ میری تو نہ رو اے رشک شمع — روبرو بیمار کے آنسو بہانا منع ہے
ہم تیرہ بخت پاس گئے جس نہال کے — پتے نکالی اوسنے زبان غزال کے
کنج قفس مین ہمتو رہے مصحفی اسیر — فصل بہار باغ مین دھومین مچا گئے

مضمون تخلص لا اعلم معاصرین سجدہ گاہ شعرا و مرشد شعرا مضمون فکر انکا بہت بہتر نہایت خوب اچھا مضمون کا جو مطلب ہے معانی شناسون کے روبرو صفحہ کاغذ پر مرتب ہے

مے سے اوس بن کون ہے خوش وہ بیہودہ — کسکو خواہش ہے معاذ اللہ یہ بیہودہ

مضمون تخلص شرف الدین نام سلسلہ نسبت اولاد حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر قدس اللہ سرہ تک اوسے یافتہ خان آرزو اکثر خیال سخن طرف صنعت ایہام بالوقت تھا بلاشک کس مضمون کی عبارت ہے جو ثبت جریدہ محبت ہے

تیر مژگان برستے ہین مجھپر | آب پیکان کی اسطرف سے ڈہال

مضطر تخلص لاله کنور سین نام لکھنؤ وطن اصلی شاعر طبع مضطر شاگرد غلام ہمدانی مصحفی شاہد سخن پر دل بیقرار صفحہ کاغذ سیماب وار سامعین کا دل مضطر ہے جی حیران و ششدر رہے

ابھی سے بیقراری ہے تو ہمنے | دل مضطر مقرر رات کاٹی

مضطر تخلص مرزا سنگی بیگ نام انکی فکر رسا طبع ذکا اضطراب طبع تسلی بخش شائقین بے انتہا جو انکی ترقیم ہے اوسکی تسلیم ہے

تھا خود وہ تڑپنے سے خجالت زدہ ہمتو | مضطر کے کبھی خون کا دعوی نکر سکے

مضطر تخلص لاله درگا پرشاد نام قوم کایتہ لکھنؤ وطن انکا کلام مردہ کو اعجاز دم عیسوی محمد عیسے تنہانی زندہ کیا ذکر ہے جنکا کلام مضطر پرشوق دل شائق بیقرار ہے صورت برق بیتاب اضطرار ہے الیا ارشاد ہے مضمون فرحت خیز کی بیتابی ہے

ترے وعدون پہ اب ہی دم شماری | بہت اختر شماری کر چکے ہیں

مضطر تخلص محمد حاجی نام پسر قاضی رحمت اللہ خان جو قاضی القضات شاہجہان آباد تھے پیچھے انتقال والد کے خدمتگذاری مسند مصطفائی سے دل شاد تھے فکر سخن مین ممنون سے ممنون شاہد سخن پر مفتون جلسہ مشاعرہ کا مقام قاضی سخن کی سبب دار القضا کہلایا یہ مضمون تازہ عاصی کی زبان قلم مضطر کو مفت ہی ہاتھ آیا یہ حکم قضا جریان ہے صفحہ کاغذ گویا فرمان ہے

لٹتے کسیطرح سے نہین یہ شب فراق | شاید کہ گردش آج تجھے آسمان نہین

مظہر تخلص مرزا جان جانان نام عالی حسب والا نسب آبا و اجداد انکے صاحب جاگیر تھے انکے والد نے کسی سبب حاشیہ برداری عالمگیر بادشاہ کی چھوڑی اور گوشہ گیر تھے اور یہ جد دہلی مین بسن شعور کو پہونچے پھر دہلی مین رہنا اختیار کیا تو گداز دل افضل طبع عاشق مزاج صاحب باطن با انیمہ گوہر نگار آبدار کیا ترتیب دیوان بوجہ احسن بہتر ہے اور بیاض بدرجہ اوسط مسمی بخریطہ جواہر ہے

سنا ہے کہ ان حضرت کو کسی بد مذہب غیر کیش نے شہید کیا اس بد اندیش نے فکر در پیش کر کے یہ کار بعید کیا اونکو رتبہ شہادت حاصل ہوا بکار خستم ہین داخل طرز کلام مظہر یون مظہر جس سے حقیقت حال ظاہر

ہمنے کی ہے توبہ اور دھومین مچاتی ہی بہار / ہائے بس چلتا نہین اور مفت جاتی ہے بہار

لوگ کہتے ہین موا مظہر بیکس افسوس / کیا ہوا اسکو وہ اتنا بھی تو بیمار نہ تھا

مظفر تخلص سید مظفر علی نام شاگرد میر ممنون ملک فکر انکا لشکر مضمون پر لوتا مظفر و مفتون افواج مضمون پر حاکم طبع مظفر فتح میمنہ کی جکیب ہین ظفر کاغذ کا میدان شکل کف دست ہے جسمین نثر و مضامین کا بند و بست ہے

تجکو بھی پوچھتا تھا گل نزع مین مظفر / آیا بہت سے رونا ہمکو جو تو نہ آیا

معقول تخلص لا اعلم حال انکا بطرز معقول افشا نہوا لہذا مفصل قلم عاجز سے منقول ہوا جو کچھ انکی زبانی نقل ہے اوسکو بیان کرنا کلک باعقل در اصل ہے

رقیبون پر غضب ڈرہم سے گئے ہین / ہوا زخمی کوئی مرہم سے گئے ہین

معنی تخلص محمد امین نام متوطن اطراف مشرق علی گڈہ مین عبارت جسد سے معنی روح نکلے خلاصہ مطلب سخن کا یون ملحق

سرمہ منظور نظر ٹھہرا ہے چشم یار کو / نیلگون گنڈہ پہنایا مردم بیمار کو

معین تخلص معین الدین نام اپنا رہنا انھون نے الہ آباد مین تعین کیا معین قادر نے سجدہ گاہ شعرا کو انکی اوستادی کے لیے تعین کیا عالی مضمون لاتے ہین کیا خوب فرماتے ہین

ہون مین وہ دیوانہ کہ بہار آنے سے پہلے / زنجیر مین رکھتے ہین معین مجکو جکڑ کر

معروف تخلص مرزا الٰہی بخش خان نام برادر خورد فخر الدولہ نواب احمد بخش خان مرحوم چھوٹے بیٹے مرزا عارف جان برادر شرف الدولہ قاسم جان جو ہستی ہین معدوم امرائے عظام ذو الفقار الدولہ نواب نجف خان بہادر شمع دودمان امارت حشم و چراغ خاندان اصالت اول بہ بحر ناپیدا کنار دنیا آشنا رہے

آخر معائنہ بے ثباتی کے ہوئے غواص قلزم اتقا لباس فقر اختیار کرکے حضرت میر ضیاء الدین سجے پوری رحمتہ اللہ علیہ خلیفۂ خاص جناب مولانا محمد فخر الدین صاحب قدس سرہ سے شرف بیعت حاصل کیا بلبل طبع نواسنج سخنوری عندلیب فکر صفیر انگیز دلبری عاشق روش آزاد منش خوش وضع نیک قطع نے اپنے تئین شعرا مین داخل کیا والد ماجد مرحوم عاصی سے سلسلۂ اخوت دینی تھا باہم توسل خوش آئینی تھا چونکہ صاحب گلشن بیخار نے انکے اشعار انتخاب نہ لکھے سنیدہ مقابلہ مین کسیطرح لب لباب نہ لکھے جس غزل مین سے موصی الیہ نے جو شعر بد نسبت خود خراب لکھے فقیر نے اوسی غزل کے اشعار انتخاب لکھے انکی شاعر طبع نے اپنے مزاج کو شعر کیطرف مصروف کیا اس بات مین نفی کو اثبات اور مجہول کو معروف کیا ناظرین کے روبرو جب برائے مقابلہ گلستان سخن اور گلشن بیخار ہوئے مناظر کی بہار ہو اب اشعار کا مقابلہ ہے باہم مجادلہ ہے

جھوٹ کہتے ہین کہ سولی پہ بھی نیند آتی ہے	ہمکو یاد قد دلدار نے سونے ندیا
مرگیا میرا مریض غم مگر اچھا ہوا	یہ کبھی اچھا نہوتا عمر بھر اچھا ہوا
ناتوانی اسکو کہتے ہین کہ آکر یار نے	جب ٹٹولا مجھکو بستر پر تو بھا تھی مین نہ تھا
ہے شغل اہل ماتم اپنا شعار رونا	دل کے بیان کرنے اور زار زار رونا
یاس وغم درد والم حسرت وحرمان افسوس	یہ کہان جائینگے میرے رفقا میرے بعد
لاکھ قہر اللہ ایک طرف	ایک اس دل کی چاہ ایک طرف
ایک طرف بخشش اوسکی ای معروف	میرے سارے گناہ ایک طرف
شکل نے کچھ بھی جو نالو نمین اثر رکھتے ہم	روز وشب آپکو مصروف ادھر رکھتے ہم
مزا جو گفت وشنو مین ہے کچھ بیان نہین	زبان کے کان نہین کان کے زبان نہین
بس ایک تھا دل بریان سو دم چلی ایکبار	سمجھ کے نانگو کبابی کی بیان دو کان نہین
کہا جو مین نے کہ اس ناتوان کا سنیے حال	کہا جو حال سنا دہی وہ ناتوان نہین
مریض عشق کی تیری جو دیکھی ہے تصویر	کمر ہے سخت تاسف کہ اسمین جان نہین

چشم تر سے گو کہ آ مژگان پہ پانی پھر گیا	اس پہ بھی تو نوح کی طوفان پہ پانی پھر گیا
کیا کرینگے جب سوا نیزہ پہ ہوگا آفتاب	ہم تو اے سرو قد یہان جاڑے ہی مین پھر ادھو گئین
عکس سے سجود ملائک ہو گئی یہ مشت خاک	ایسی وہ کیا شے خدائی آدمی مین ڈالدی
یہ آئینہ ہی کی چھاتی ہے ورنہ کیا منہ ہے	کسی کے منہ پہ کوئی صاف یون جواب تو دے
کیا ہوا چھوٹے قفس سے بھی اگر ہم ناتوان	رہ گئے بیٹھے کے بیٹھے یون ہین پر کھولے ہوئے
چشم سے ٹپکے ہے خون کیون نہ چھپا ہووے	لعل جب جامے گہر سیپ سے پیدا ہووے

یہان تک چند اشعار بمقابلہ ابیات شبنم گلشن بیخار لکھے آگے اور انتخاب
معقول کر کے اچھے اچھے اشعار لکھے

شکل آئینہ صفائے دل اگر پیدا کرے	عکس روے یار تیرے گھر مین گھر پیدا کرے
ہو سوز دل کی لکھون اپنی داستان ساری	تو پیچ شانہ نہ جلکے اونگلیان ساری
وہ تفتہ دل ہون گرے اشک گرم گر میرا	کباب جل گئے ہون دریا مین مچھلیان ساری
تمہارے دل مین اثر ہو جو میری گریہ کا	تو جانو پانی ہوا سنگ مین یہان ساری
ایک دن معروف برہم ہوگی یہ محفل تمام	حیف گل افسوس بلبل واے قمری ہاے سرو
یون ہی دل زلفین زلف اوس ستم ایجاد کے ہاتھ	صید جو دام مین ہو دام ہو صیاد کے ہاتھ
عجائب ہے کوئی یہ جامۂ عریانی اپنا بھی	کہ ساری عمر یہی ایک ہر موسم کی کام آیا
میرا رونا تو میرے ہی نہ کام آیا یہ رونا ہے	وگرنہ ابر کا رونا تو ایک عالم کے کام آیا
رہا بیکار ہاتھ اپنا نہ کاروبار الفت مین	چھٹا جامہ جو زینت جب تو پھر ماتم کے کام آیا
دلسے یار زلف مین نکلے جو آہ آتشین	یہ طلسم اب دیکھیے روشن ہوئی سنبل ہے
شکل انگشت تاسف بن گیا تیرا خدنگ	بے گنہ مارا جو اے ابرو کمان منہ پر میرے
دل ہمارا دکھا دیا کس نے	عرش اعظم ہلا دیا کس نے
سنگ ہین جھولیون مین لڑکون کے	ان کو سودا دلا دیا کس نے
تڑپے ہے برق کس طرح پوچھے تو مت بتا کہ یون	منہ کو چھپا کے کھول دی کھول کے پھر چھپا کے یون
قد قیامت گات اچھی بات کیا اوس شوخ کی	خط دھوان چہرہ پری ابرو ستم تصویر زلف

نالہ وہی ہے کہ ساتھ اوسکے کلیجا پھٹ جائے
یہ منزل گاہ دنیا کنج آسایش نہین غافل
جنکی مرقد پر گھڑی روتی ہی تو اب زار زار
جسکو تکیہ ہی خدا کا اوسکو کیا تکیے سے کام
باغ گیتی مین برنگ غنچہ ای سعر وقت اب

خوشی اک پڑگئی ہے مرغ گرفتار کو تو
خطر کی جا جو سوتی بھی ہین تو ہوشیار سوتی آہین
صورتین کیا کیا ملی ہین ٹھوکر اس گل مین اے شمع
سو رہی جب نیند آئی رکھکے نیچے سر کی ہات
ہے میری عقدہ کشائی حیدر صفدر کے ہات

مومن تخلص مومن خان نام ساکن شاہجہان آباد شاگردان سخن کے اوستاد اگر نور بات سحر بیاض فکر دیکھے تو صحن خانہ سے کوچ کرائے کشش الفاظ سے اوسکے ہوش مین خرابی پائی جائے رشتۂ جان تار تار ہو رشک مضمون سے شعر عالم ہات ململ سے بیقرار ہو کلام میٹھا ایسا گاڑہ کہ جسکی حیرت سے شیرین زبان بلبل کو وہ کن شور مچائین نشہ شراب الفاظ سے مخموران میخانۂ سخن دستار گو ہوا مین اوڑائین مصرعہ نازک کو رشک سے گلبدن گل کھائین اور بیتابی کی شعر سے ایسے مضطر ہون کہ رات کو کم خواب آوے بیتاب ہو جائین بانا باندھنے والے فکر شایستہ کی اگر ان کی نظم کو گوش کرین تو اپنی تعریف بتانا بھول جائین روبروے خامہ انکی کلک ہاے سحر نگاران سامری کا نام بھول جائین اگر ارادہ تعلیم کسی کو دن پر کرین تو ایسے پیچ سے پٹی پڑھائین کہ خاصہ اوستاد ہو جائے اور جو کسی زبردست پیشہ والے کو کارخانہ عقل دکھائین تو ترت دنیا کے بارہ سندھ مین ہجتا پائی تک نوبت آئی انکے انا ابل مباحثی کے قایل مدرکہ مین تشخیص سے شیخ الرئیس کو انسے کیا تخصیص ہے قارورہ شناسی کی تمیز ہے کہ نیز انکو آب حیات سے زیادہ تر عزیز ہے ارسطو کو کیا عقل بھی انکی سمجھ کے آگے وہ ایک نقل تھی قانون وضع مین انکی طبیعت پکی ہیئ سدیدی و موجز و شرح اسباب انکی ذہن رسان کی طفل مکتب کی کتاب علم نجوم مین اوستاد ہین ستارون کی سب چالین یاد ہین اب تقریر اور کرتا ہون اور طرف غور کرتا ہون اپنا اوستاد باپ ہے اگرچہ ناقص ہے لیکن کامل کہا جاتا ہے اوس مرتبہ تک کہ وہ تعریف حد سے زیادہ گذر کر صورت ہجو کی

ہو جاے مگر اسکو شعور اور عقل و ہوش و آدمیت تہذیب اخلاق چاہیے
کہ حد امکان سے بڑھکر قبیح ہو جاے جیسا کہ مخبر صادق نے ارشاد کیا خیر الامور
اوسطہا پر صاد کیا صاحب گلشن بیخار اپنے غم و جوش و خروش مین اکثر شراب
خودی سے بیہوش ہو گئے یارون کو تقریر کی تنگی مین وسعت ہوئی طبیعتون کو
جوش ہو گئے مومن خان صاحب جو انکے اوستاد ہین اونکی صفت حد سے
زیادہ کی شعر بھی اتنے لکھے کہ ہنگام شمار معلوم ہوا کہ اسقدر شعر کسی کے نہین
لکھے اور تعریف پر طبیعت آمادہ کی مولانا صدر الدین خان کی تعریف اونسے
بھی زیادہ کی شاید انکے دادا یعنی اوستاد کے اوستاد ہون گے اونکو کیسے کیسے
علم ہنر کسب فن جس سے آدمی نام آور ہو دریا سے جوہر کا شناور ہو یاد ہون گے
انکے نزدیک سب اوستادان ماضی و حال لیاقت سے دور ہین پس ایسے
اندازون سے فدوی نے جانا کہ یہ تالیف تذکرہ کے طرز و انداز سے ناواقف
و مجبور ہین الا مومی الیہ کو دل کا سہ اوستاد و ہمنشینان یہ مطلب تھا کہ
اس پردے مین سب کی ہجو کیجے اور تعریف و توصیف پر تو خیال کب تھا وہ
شاعر اس حساب بکیے نسبت بہت اچھے رہے جنکا باوجود مستثنی ہونیکے مشار الیہ
نے ذکر نکیا پہلو خالی رہے صرف سات شخصون کے واسطے اتنی دردسری
اختیار کی اورون کی بدگوئی اور عیب جوئی مین تکرار کی اون سب کی سمعہ اپنے
خوب دل کھول کے تعریف کی زبان بند ہوئی گویا اسی واسطے تذکرہ کی تالیف
کی تو بے تعریف والے جو درج کتاب نہین سستی چھوٹے جھگڑا مٹا خلل گیا خوب ہوا
بہتر ہوا جو انکے عیب جوئی اور لیت و لعل گیا اتفاقاً جو کوئی صاحب یہ فرماوے
کہ سجدہ گاہ شعرا اور مرشد شعرا اور ناسخ و آتش وغیرہ کی کیسی تعریف لکھی کیا فقط
اپنی ہی قبائل کی صفت کی تو زبان خامہ سامری پیشہ نیاز مند سے یہ جواب ہے کہ ان سب
کے حال کتاب مین رکھیے قابل ہجو جیسی اہانت کی کہ توصیف لکھی اگر اونکی عیب جوئی
و بدگوئی پر ذہن لڑتے تو گلشن بیخار کا نام خار بن رکھیے جو صاحب باریک بین

اور نکتہ رس ہین اونکے واسطے یہی ایما بس ہین مولف جی خوش کر لین کہ ہم بھی خواہ مخواہ مفت صاحب تذکرہ مشہور رہی اونکے اوستاد دل راضی کر لین کہ ہم ایسے ہین جو ہمارے شاگرد نے تذکرہ جمع کیا پر صاحب شعور دن کی نزدیک دور دور رہے انہون نے سب کی تعریف اہانت کی شمول کی تو شیار ون کو آگے غافل ہوکر بھول کی ازانمیان میر سوز صاحب جو صاحب درد اہل باطن اوستاد کامل اونکی نسبت انہون نے جو لکھا ہو وہ فقرہ گلشن بیخار کا گلستان بحران مین واقل بعض جا کل عبارات کہین فقرات مباحثہ مین تقریر کو وسعت ہو الاکتاب طول ہوئی اور سامع کو دقت ہے جو صاحب عاصی کی تقریر غلط سمجھین اگر خدا توفیق دے تو دونو کتابون کو دیکھین انصاف پیکر باندہین جہالت اور ہٹ دہرمی کی گرہ کھولین تب جھوٹ سچ معلوم ہو حق و باطل مفہوم ہو اگر اسپر بھی اونکی جانب دار ہین تو صاحب گلشن بیخار کے یار ہین جب بے منصفی کا قدم درمیان ہے تو طاق کے سر پر کتاب ایمان ہے انکی طبع کا مومن فکر سخن کا ریزہ مشاعرہ کے گذر مین لایا جو لایا دلال کو دکھلایا لفع بنایا ٹوٹا ہاتھ آیا کاغذ گیا دوکان بارچہ ہے جسمین مومن کی جنس مشروع والاچہ ہی

شب کو جو گرم گرم وہ آکر چلا گیا — یہ بے کلی ہوئی کہ مجھے غش سا آ گیا
تو فلک ہین کیا کرے یہ نالہ آتش فشان — ایک دشمن سر سے کھویا اور پیدا ہو گیا
تو فلک مرگ ہمسے سب غافل — اب کسی کا بھی آسرا نہ رہا
یہ عذر امتحان جذب دل کیسا نکل آیا — مین الزام اوسکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا
دکھلا رہی گی جلوہ نزاکت کہ ہی اونہین — دشوار ہ چاک پردۂ حائل کو تھامتا
بت خانۂ چین ہو گو ترا گھر — مومن ہین تو پھر نہ آئینگے ہم
دیکھنا اوس دہن تنگ کی بوسہ کا مزا — کہ ہوسناک تمنائے عدم کرتے ہین
جا کی کعبہ مین بھی مومن نہ گئی دیر کے یاد — جائے لبیک صدا ہای صنم کرتے ہین
یہ سبب حجابی بری گو مجھے کو جہان کو تم — کہ روز پردۂ حائل کی ٹکڑے کرتے ہین

لاش پر آنی کی شہرت سب غم دیتے ہین
مجلس مین میرے ذکر کے آتی ہے اوٹھ وہ
جنت مین بھی مومن ملا ہای بتون سے
وہ چلا جان چلی دونو بہانسی کھسکے

ای پری ہم ملک الموت کو دم دیتے ہین
بدنامی عشاق کا اعزاز تو دیکھو
جور اجل تفرقہ پرداز تو دیکھو
اسکو تھا ہون کہ ادسے پانون پڑون کسکی

میر تخلص مرشد شعرا درۃ التاج اساتذہ فلک احتشام درغربہ بحر اوستاد ان رفیع احترام لولوے شاہوار فصیحان ارفع الشام جناب میر محمد تقی نام والا دودمان عالی خاندان ملک مالوفہ ابر نیسان بار فخر دہلی در مکنون ہمشیرہ زادہ سراج الدین علی خان آرزو اوستاد اساتذہ جدید و قدیم جنکے سب شاعر معتقد ہین جو جاہل انکی نسبت الفاظ اہانت لکھے اوس سے گفتگو فصاحت خادمہ کلک جادو نگار بلاغت کنیز خانہ طوبی اطوار محاورات روزمرہ غاشیہ بردار طبع شوخ گہربار مضمون عاشقانہ سحاب فکر سے ترشح کرتے ہین نباتات کیمیا خصلت مرزبوم شعر مین نشو و نما پاتے اور ترقی کرتے ہین اہتزاز نسیم طبع نے وہ گل ہاے بوقلمون کھلائے جنکی نکہت سے مشام سیاران عنبر سر ہو جاے عنادل طبع سخن سنجان عصر شاخ مضارع رنگین پر پروانہ وار نثار طوطئے نوا سنج زبان خوش گویان کلام کے روبرو صورت آئینہ بصد شکل حیران و بر اضطرار زبان گویا کا کام نہیں کہ انکے لب و لہجہ کے روبرو گفتگو کرے ناطقہ کو تاب کہان کہ یارا بات کہنے کا ہو روبرو اف یا تو کرے صفیر خامہ چمنستان دیوانین رشک صداے بلبل ہزار داستان نواے کلک دو زبان بوستان نظم مین روکش نغمہ طوطی خوش زبان جس مرتبہ صفت لکھیے مناسب اور بجا لا زیب فیہ جسقدر تعریف کیجے زیبا صاحب نگارش بنجار آنحضرت اوستاد کی خدمت مین بھی بے ادبی کے لفظ لاتے ہین صفت کی عبارت لکھتے لکھتے پھر وہی ژاژ خائی کیطرف لیجاتے ہین اور ایسے ایسے فقرات تحریر فرماتے ہین پست و بلند کہ در کلامش بینی و رطب و یابس کہ در ابیاتش بنگری نظر نکنی و از نظرش بیفگنی کہ گفتہ اند شعر

شعر گر اعجاز باشد بی بلند و پست نیست	در ید بیضا ہمہ انگشتہا یکدست نیست

اس فقرے کا فقرہ دیگر دوسری چہرۂ تصویر کا اور ہی رنگ ہے انکے اس بیان کا نئے طرز کا ڈھنگ ہے ؎ در قصیدہ فکر خوش نداشتہ چند انکہ غزلش بلند رتبہ تر است ہمچنان قصیدہ اش پست پایہ تر در بدو حال شاہجہان آباد آمدہ و تمتع بنیافتہ ناکام برگشتہ الخ جب ایسے صاحب کی نسبت یہ عبارت ہو تو اوروں کی کیا حالت ہو سیر گلشن بخیار و گلستان بخیز ان سے جھوٹ سچ دونون کا معلوم ہو گا فریقین کا نیک و بد سیارون کو مفہوم ہوگا مرشد شعرا نے جو دیوان فکر شائستہ سے آمادہ کیئے کہ شش جہت ہین جواب نہین انکے برابر نظم اردو مین کسی شاعر کی کتاب نہین قیام اپنا لکھنؤ مین اختیار کیا سرکار نواب وزیر الملک مین روزگار کیا یہ اشعار نتائج افکار شریفہ سے زیب جریدہ کیئے فی الحقیقت شنیدہ نہین بلکہ دیدہ کیئے گرمی کلام سے عدو کباب ہے آتش حسرت مین خاک وہ خانہ خراب ہے کلام میر ہے افسر برخوردہ کبیر سے اوستاد کا ارشاد ہے جسکے فیض سے ہر شاگرد اوستاد ہے صفحہ کاغذ گلستان سخن ہے سطح قرطاس گلستان سخن ہے جب پڑھتے اور گنتے ہین تو نظارہ کی دامن دامن پھول چنتے ہین اس گلشن کے سیارون کا دل باغ باغ ہے بہار دیکھے تو غیر خزان نصیب ذلیل خوار کے دل پر داغ ہے رہروان منزل نظم کے خضر کا کلام ہے اس طریق سے جادۂ کاغذ پر انتظام ہے

ہم رہروان راہ فنا ہین برنگ عمر	جاوینگے ایسے کھوج بھی پایا نجاینگا
اولٹی ہوگئین سب تدبیرین کچھ نہ دوا نے کام کیا	آخر اس بیماری دل نے اپنا کام تمام کیا
گئی تسبیح اوسکی مرتی دم کب تیر کی دل سے	اوسیکی نام کی سمرن تھی جب منکا ڈہلکتا تھا
گیا آرزو ہی جس سے سب زخم نم ہوئے ہین	ہر زخم سوجگہ سے ناسور ہے ہمارا
مسجد مین امام آج ہوا آکے وہاں سے	کل تک تو یہی میر خرابات نشین تھا
اولجھاؤ پڑ گیا جو مجھے اوسکے عشق مین	دل سا عزیز جان کا جنجال ہو گیا

خدا کو کام تو سونپے ہین مین نے سب لیکن
کیا ہے گلشن مین جو قفس مین نہین
ہم خستہ دل ہین تجھسے بھی نازک مزاج تر
سر دورِ فلک کیھو ن ہین اپنی روبرو ٹوٹا
تھا مستعار حسن سے اوسکے جو نور تھا
ہنگامہ گرم کن جو دل ناصبور تھا
پھونچا جو آپکو تو مین پھونچا خدا کے تئین
آتش بلند دل کی نہ تھی ورنہ اے کلیم
منعم کے پاس قاقم و سنجاب تھا تو کیا
ہم خاک مین ملے تو ملے لیکن اے فلک
کل پانون ایک کاسۂ سر پر جو پڑ گیا
کہنے لگا کہ دیکھ کہ چل راہ بے خبر
تھا وہ تو رشک حور بہشتی ہمین مین میر
سیر کی قابل ہے دل صد پارہ اوس نخچیر کا
گرمی عشق مانع نشو و نما ہوئے
کیسا چمن کہ ہمسے اسیرون کو منع ہے
آنکھین چرائیو نہ ٹک ابر بہار سے
اعجاز منہ تکے ہے تری لب کے کام کا
داغ فراق و حسرت وصل آرزوی شوق
دلخستہ لو ہو جو ہو گیا تو بھلا ہوا کہ کہان تلک
دیر و حرم مین کیونکہ قدم رکھ سکیگا میر
پھر آج میر مسجد جامع کے تھے امام
دو قدم ساتھ جنازے کے نہ آیا وہ میر

رہی ہے خوف مجھے وہان کی بے نیازی کا
داغ دل دیکھے بس چمن دیکھا
تیوری چڑھائی تو نے یہان جی نکل گیا
کہ سنگ محتسب سے پایۂ خم و ست سبو ٹوٹا
خورشید مین بھی اوسکا ہی ذرہ ظہور تھا
پیدا ہر ایک نالے سے شور نشور تھا
معلوم اب ہوا کہ بہت مین بھی دور تھا
یک برق آہ خرمن صد کوہ طور تھا
جب زندگی کی رات گذر گئی تو عور تھا
اوس شوخ کو بھی راہ پہ لانا ضرور تھا
یک سر وہ استخوان شکستون سے چور تھا
مین بھی کبھی کسی کا سر پر غرور تھا
سمجھے نہ ہم تو فہم کا اپنے قصور تھا
جسکے ہر ٹکڑے مین ہو پیوستہ پیکان تیر کا
مین وہ نہال تھا کہ اوگا اور جل گیا
چاک قفس سے باغ کی دیوار دیکھنا
میری طرف بھی دیدۂ خونبار دیکھنا
کیا ذکر یہان مسیح علیہ السلام کا
مین ساتھ زیر خاک بھی ہنگامہ لیگیا
کبھو سوز سینہ سے داغ تھا کبھو درد و غم سے فگار تھا
ادہر تو اوس سے بت پھری اودہر خدا اٹھا
داغ شراب دہوتی تھے کل جانماز کا
جانتا تھا کہ اسے ہے میری رفتار پسند

ہمسی کچھ آگے زمانے مین ہوا کیا کیا کچھ — تو بھی ہم غافلون نے رہ کی کیا کیا کچھ
حسرت وصل غم ہجر وصال رخ یار — مر گیا مین پہ میری جی مین رہا کیا کیا کچھ
درد دل زخم جگر کلفت غم داغ فراق — آہ عالم سے میری ساتھ چلا کیا کیا کچھ
ایک محروم گئے میر ہمین دنیا سے — ورنہ عالم کو زمانے نے دیا کیا کیا کچھ
اے غافلو وم ارہ صفت آی جاے ہے — چلیو کہ نخل عمر کو یہ کھای جاے ہے
کیا تن نازک ہے جان کو بھی حسد جس تن پہ ہے — کیا بدن کا رنگ ہے تہ جسکے پیراہن پہ ہے
راہ دم تیغ پہ ہو کیون نہ سپر — دل پہ رکھین گے تو گذر جاینگے
کیا موج ہوا بجا ان اسے میر نظر آئی — شاید کہ بہار آئی زنجیر نظر آئی

مشغل تخلص مشغل علی نام اصل انکی کشمیر ایسے انکے سخن کی تحریر

خورشید جو نکلا ہے اسوقت یہ لرزان ہو — کوٹھی پہ کھڑا شاید وہ ماہ لقا ہوگا

مغموم تخلص میر شیت علی نام حکیم عزت اللہ عشق کے شاگرد شیت ایزدی سے انکی طبع مغموم کی فرحت مضمون سے عشق پھر اگر دیکھتا تیز قلم ہے کہ سر دشمن بد ستیز قلم ہے

خیال چشم میگون مین قدم مستانہ رکھتے ہین — دیوانی ہین ہمارا نام جو دیوانہ رکھتے ہین

مفتون تخلص مرزا کریم بخش نام از خاندان گورکان شائقین انکی بندش مضمون پر مفتون بجان مضمون پسندیدہ ثبت جریدہ

مفتون خمار بادۂ شب ہو تو پھر پیؤ — ایک جام جا کے ساقی پیمان شکن کے پاس

مفلس تخلص محب علی نام صاحب گلشن بیخار جب تک کسیکو برا نکھین تو دل بیقرار رہتا ہے سچ ہے جبر مین کسی کا اختیار رہتا ہے انکے باب مین یہ فقرہ مرقوم ہے جسسے صاف برائی مفہوم ہے مفلس تخلص محب علی حالش از تخلص پیداست در رام پور بہ عطر فروشی کسب معیشت میکرد اور بیت الخ بالفرض اگر کسی کا تخلص خراب یا مقتول یا بسمل ہو تو گیا اوسکا حال تخلص کے معنی پر سمجھنے کی قابل ہو یہ تقریرین صرف اندازہ کینہ ہین انکی طبیعت کا ہر کسی سے

یہی قرینہ ہے خیر انکے گنج مضامین سے ہر سائل سخن کی طبع آسودہ شمیم عطر مضمون سے دماغ شامہ نکہت آسودہ ہو ❊

اوڈن تو لاکھ بار یہ دربان تیری کہین		مفلس مجھے سمجھ کے نہ بے آبرو کرین

مقبول تخلص لا اعلم دہلوی شاگرد ثناء اللہ خان فراق ہر مقبول سخن کا انکی کلام پر نہایت اشتیاق تحریر نظم معقول سامع کی طبع پر مقبول

دل گرفتاری کو اوس زلف کی کب چاہتا تھا		عشق نے ڈالی ہے یہ پانون مین زنجیر بزور

مقتول تخلص ابراہیم بیگ نام اصفہانی الاصل مولد الیشان انکی مقام دہلی زخم سینہ سخن مرحم توجہ غلام ہمدانی مصحفی سے مندمل ہوا چونکہ مضامین تیر نگاہ و شمشیر ابرو اور دشنۂ مژگان انکے دیوان مین بہت ہین گویا کہ کلام ممدوح خنجر قاتل ہوا کاغذ حنائی ہے جیسے شہادتنامہ مضمون دکھائی ہے

مین یہان خون روتا ہون ہاتھون سے اونکے		جو پانون پر اوسکے حنا باندھتے ہین ❊

مقصود تخلص لا اعلم لکھنوی کمترین یہ عرض کرتا ہے کہ جو شخص انکی نزدیک کمال ناقص ہے پھر اوسکا ذکر لکھنا اور اوسکے ضمن مین موجی الیہ کو برا بھلا کہنا محض بیجا بلکہ عقل سلیم تو ہرگز قبول نکرے مگر انکو مین جانب الشیطان بغض و حسد الصاف اسکا سپرد بخدا المقصود اس تقریر سے یہ کہ ظاہر انکی عبارت کی تحریر سے ہے مقصود تخلص از سوقیان لکھنو است خرافاتش نہ سزا ہے کہ درین اوراق مذکور گردد اما چون نوشتہ اند نوشتہ شد الخ حقیقتاً صاحب گلشن بیخار کا کلام سوقیین سے بھی بدتر ہے ان صاحبون کو اس بیہودہ عبارت مین جو لکھا بیجا سراسر ہے انکی عبارت سے مسلسل ہو کر کلام ہو تو زبان خجل ہے کمال نادم و منفعل ہے لیکن دریا کے خس و خاشاک سے گوہر کے دست ناپاک سے آبرو نہین جاتی یہ بات نہین آتی لعل اگر خلاب مین گرے خراب نہو شریف جو مفلس ہو جاے بے آب نہو خیر باطن مقصود کے کلام سے مقصود ہے حاسد عیب گو کو سزا دینے والا معبود ہے یہ مقصود کا کلام ہے جسکے برا کہنے کے سبب حاسد بدنام ہے

بوسہ لینے سے خفا ہوتی ہو کیون مشفق من
بوسہ وہ شے ہے کہ دونون کو مزا دیتا ہے

ملال تخلص لا اعلم لکھنؤ والے ہین جنھون نے گوہر مضمون گوش شوق مین ڈالے ہین کس مذاق کا کلام ملال ہے جسکے روبرو فرحت و عیش پامال ہے ایسا فرمایا یون لکھنے مین آیا

موت آئی نہ سر شام جدائی مجھکو
سخت جانی نے عجب رات دکھائی مجھکو

ملول تخلص شاہ شرف الدین نام اسکے سخن پر ملال سے ملول طبیعتون کو کہان فرحت کا خیال خام یہ فرمان اور کاغذ کا سیہ ان

تیری جدائی نے یہان تک ہمین ملول کیا
کہ زندگی کے عوض مرگ کو قبول کیا

مملو تخلص لا اعلم با وصف مملو تخلص کی ساغر مراد صہبائے حال سے خالی ہے نہ ساقی نہ جام نہ مغبچہ نہ رند بد نام نہ شراب پر تکالی ہو وہ ذہن یہ سخن

سرو سا قد گل سا چہرہ جب دکھایا آپ نے
قمری و بلبل کو آپس مین لڑایا آپ نے

ممتاز تخلص لا اعلم فیض آبادی شاگرد سجدہ گاہ شعرا سخن ممتاز سے گوش سامعین کو اس روش سرفراز کیا

ہمارے رونے سے انکا غبار اوٹھتا ہے
کہ جیسے پانی کے چھڑکے غبار اوٹھتا ہے

ممنون تخلص میر امانت علی عظیم آبادی دہلی مین تحصیل علم کو آئے میر فرزند علی موزون کے شاگرد ہوکر شاہد نظم سے عیش اوڑائی کلام موزون ہے جسپر سامع مفتون ہے کلام موزون ناظم طبع کا ممنون

ای ولے کہ تیرے لیے اس خاک نشین کو
جون باد لیے پھرتی ہے گھر گھر تپش دل

ممنون تخلص سید نظام الدین نام فرزند خورد میر قمر الدین منت اصل انکی سونی پت متعلقہ شاہجہان آباد انکا مولد و منشا دہلی اکتساب اکثر فنون کا پدر والا تربیت سے ضبط کیا ایک عرصہ تک لکھنؤ مین رہے خوش اور آباد فکر انکی نہایت خوش اطوار مضمون زادگان طبع باعث تشفی دل بیقرار اشعار سماعی ثبت جریدہ اور کچھ گلشن بیخار سے چیدہ صاحب گلشن بیخار نے تمام کتابین

سبکی شکایت مین لکھین ان حضرت بزرگوار کی باب مین یہ عبارت لکھی ہے
در بستن مضمون بیگانہ یگانہ است و فکر صحیح صائب از غلطش اوستاد اتہ قوت نظم
اکثر اضافت سخن دارد الخ صاف عیب بیان کر گئے ناحق شناسیان عیان
کر گئے شائقین کو بصد منت مضمون کا ممنون کیا ہر ایک کا دل مفتون کیا
کیا لب و لہجہ زبان ہے کس لطافت و متانت کا بیان ہے

یہ سانس سے میلا ہو وہ آہوئے نسیم نہو رحم
روان ہے خون جیب و دامن تو اٹھو نہی
شغل شب فراق یہی تھا کہ دھیان مین
اس مرگ پر حیات فدا ہے کہ اوسنے آج
آشفتہ ہی رکھے ہی سیہ روزگار ربط
ممنون کا درد دیکھ کے فرمائی ہے مسیح
ممنون مبادا آئے کہین سحر ناگہان
شب ہمکو گشت خون رہا فوج غمکے ساتھ
گل رخون سے ہاتھا پائی ہو چکی
رات تھوڑی حسرتین دل مین بہت
آئینہ سے جو کہ بگڑے بار بار
بخت بد صیاد غافل نبد بخت
دل خراشی سینہ کوبی جان کنی
ناز گرم جنگ بے جرات یہ دل
جرعۂ مے کی لیے یہ اضطرار
جگر کے دو دو سے رنگین نشان آہ کیے

تن آئینہ ہے دل ہے میری جان کا لوہا
جگر کا فکر جدا سوچ ہے جدا دل کا
اک اک شکن گنا تری زلف دراز کا
بدہی کے اپنے خاک یہ میرے چڑھائی گل
شانے سی مو ومو سی بلا اور بلا سے ہم
عاجز ہے اس مرض سی دوا اور دوا سی ہم
ناکامیون سے وصل مین بھی آو خو کر بن
سو حسرتین شہید ہوئین ایک دم کی ساتھ
بس حنا زور آزمائی ہو چکی
صلح کیجے بس لڑائی ہو چکی
اوس خود آرا سے صفائی ہو چکی
ہم اسیرون کی رہائی ہو چکی
تجھسے کیا کیا اے جدائی ہو چکی
لے ہوس مطلب برائی ہو چکی
میر ممنون پارسائی ہو چکی
دل شہید کے غم مین الم سیاہ کیے

منیر تخلص وجیہ الدین نام خلف شاہ نصر شوخ و طرار و صحیح الذہن صرصر اجل نے
جوانی مین گل کر دیا او نکا چراغ منیر بھر جھڑ ہوئی یکا یک مٹ بھیڑ ہوئی

یہ تحریر صاحب گلشن بیخار ہے مقابلہ مین سنان خامہ آبدار ہے سو
از بی علمی کہ ہیچ از ضروریات این نمیدانست از طریقہ راسخہ برکران است
صاحب گلشن بیخار کی بیہودگی نے مجھ خاموش کے آگے غل کر دیا ہوای کبر نے
اونکا چراغ عقل گل کر دیا صاحبو انصاف کا مقام ہے یہ بے علم کا کلام ہے
حاسد بدگو کے منہ مین شکر دیجیے اوسکی تقریر مین شک کر دیجیے انکی شمع سخن کا
پردۂ فانوس خیال ہے پروانے کے پر جلتے ہین اس خلوت مین آنا محال ہے
جو روشن ضمیر ہے تو چراغ سخن بیضیر ہے کاغذ کی چونک ہی مضمون کی راگنی بیکار ہے
شایقین کو لو لگی ہے عدو کی منہ کو تو لگی ہے کلام مانند شمع ہے سامعین مجتمع ہین

فرہاد سے کہتے تھے تیشہ کی زبان ہر دم	مسموم ہو نادان سنگ آمد و سخت آمد
اس باغ جہان مین کبھی پھولا نہ پھلے ہم	جون نخل چنار اپنی ہی آتش مین جلے ہم
خون کی دہارین چھٹین دل سے دل افگارونکی	رونگٹی سن کے کھڑی ہوگئے فوارون کے

منیر تخلص خواجہ آفتاب خان نام مصباح طبع منور مشعل مزاج سخن فروغ طبع
سعادت یار خان رنگین سے روشن تر شمع فکر مجلس کاغذ مین روشن ہے
پروانہ وار تصدق ہر اہل انجمن ہے

جی چاہتا ہے زلف کا تیرے بیان کرین	شانے کے دانت توڑ کے اپنی زبان کرین

منشی تخلص میر محمد حسین نام از مشاہیر دہلی ایرانی نژاد جد و آبا انکے ساکن دہلی اور
یہ لکھنؤ مین دل شاد مرزا سلیمان شکوہ بہادر کے حضور مین خدمت
انشاء پردازی سے سرفراز تھے منشی طبع وقایع نویسی مضمون سے ہمیشہ دلشاد رہتے تھے

پوچھو اوس پری کے حسن کا عالم کہ آفت ہے	بلا شوخی غضب رفتار قامت اک قیامت ہے

منشی تخلص لالہ موتیچند نام فیض یافتہ صحبت شاہ نصیر قوم کایتھ دہلوی جنکے سخن کی
یہ تاثیر منشئ انشا پرداز کا شاعر طبع ناظم ہے اوسکی نظم بھی تحریر کرنی لازم ہے

چشم سے قہر بلا زلف قیامت قامت	اسلیے لوگ تمہین آفت جان کہتے ہین

منتظر تخلص نور الاسلام نام شاگرد مصحفی ہین منتظران کلام محفل مشاعرہ کاغذ مین

ملتجی ہین سامعین کو جو انتظار ہی تو اسیطرح تحریر اشعار ہے

ہر دم خیال یار جو پیش نظر رہا | ہجران مین بھی وصال ہمین بیشتر رہا
طرف چمن نجانہ سوئے لالہ زار دیکھ | تو آپ باغ حسن ہے اپنی بہار دیکھ

منتظر تخلص شیخ امام الدین نام ساکن جد دہلی جودت طبع ذکا و رسائی ذہن رسا سے جنہون نے ایسے نظم لکھی

جس گھڑی یار گلستان کی طرف جاتا ہے | ہات ہر گل کا گریبان کی طرف جاتا ہے

منعم تخلص قاضی نور الحق نام مربع نشین مسند قضاے بریلی گنج فارسی سی متمول رنگ ریختہ یون ریختہ کیا یہ مطلع گلشن بیخار سے لکھا منعم سخن خزاین مضمون سے خوش کرتا ہے مفلسان شایق کا دل

وہ نوک مژہ جیسے میرے دل مین گڑی ہے | ایسی تو کھٹکتی ہے کہ جینی کی پڑی ہے

منعم تخلص لالہ موہن لال نام خزاین افکار شاہ نصیر سے دولت سخن پائی یہ کم مایہ نقد عرض پیشکش کرتا ہے کہ منعم کو مضامین کی پونجی اپنے اوستاد کے گنجینۂ دفینہ طبع کی بدولت ہاتھ آئی

وہان اشارۂ ابرو مطلع ہلالی ہے | ہے یہ آہ کا مصرعۂ مقطع فغانی یہان

منصف تخلص منصف علی خان نام عظیم آبادی شاہجہان اباد مین اس جہان کے نقل کی شاگرد نظام خان متحیر صاحب گلشن بیخار کی طبعیت نے بہر ہمت طرف اصل کی جہان اور عبارت ہے وہان یہ بھی روایت ہے ۵ در نظم اشعار چندان دستگاہے نداشتہ فقیر راہم اتفاق در خورد با ایشان شدہ بعلت نیک معاشی ہا بہ تعلیم اطفال بسر مے بردہ الخ انکی تیغ زبان سبکے واسطے الم ہے لیکن عاصی کا دہ تیز قلم ہے جس سے انکی تیغ یک قلم قلم ہے منصف طبع کچہری شعرا مین انصاف پر ہے مدعی لاف و گزاف پر ہے حاکم طبع کا یہ حکم ہے جس سے مدعا علیہ صم و بکم ہے

گر عشق تیرا یہ ہے تو پھر دست جنون سے | داماں رہے گا نہ گریبان رہیگا

منت تخلص میر قمر الدین نام لعل اصل انکا بدخشان مشہد مطہر اور معدن

معدن

مولد سونی پت منشا شاہجہان آباد مقرر مولنا و مرشدنا حضرت مولوی محمد فخر الدین صاحب قدس سرہ کے مرید ہین ناظم و ناثر ایسے کہ زمانے مین دیدہ ہین نہ شنیدہ ہین شاہجہان آباد مین علم کی تحصیل کی ہر ایک مباحثہ مین قال و قیل کی لکھنؤ جاکر عمائد کے قصائد تحریر کیے اس ذریعہ سے اپنے مرتبہ با توقیر کیے پھر کلکتہ گیے اور بصفت ناظم قصیدہ کہا اور ملک الشعرا خطاب پایا پھر دکن گئے اور بدولت نظم جمع زر کیا پھر لکھنؤ آئے اور طول گوئی کو ناچار مختصر کیا جب اون سے شعر کسی کو سنا ئیں سنت کرتے ہین تب فی شبہ حصول یہ نعمت کرتے ہین

کسکو لب جان بخش کی مین بات سناؤن	مسیحا بھی اگر بولین تو صلوات سناؤن
مدعی ہمسے سخن ساز لب پابوسی ہے	اب تمنا کو یہان مژدہ مایوسی ہے
تہمت عشق عبث کرتے ہین تہمت مجھپر	ہان مگر ملنے کی خوبان سے تو نکہ خوسی ہے

موزون تخلص میر فرزند علی نام شاگرد شمس الدین فقیر لکھنؤ مین قیام ہو رہی مین فکر معقول تر ہین عطار دبھیسے دبیر کلام موزون ہے شایق مضمون ہے ناظم طبع کا کلام ہے ول حبیب کا کلام ہے

سینہ و دل کو مین کرتا ہون کدورت سے صاف	اسکی آمد ہے الٰہی کہ یہ گھر جھاڑتے ہین

موزون تخلص لالہ چھتر سنگھ نام کاتھہ دہلوی از نبائر مادہو رام کہ انشا انکی اسم با مسمے مشہور ہے بھلا اسمین بھی کچھ پرخاش کی جا ہے جو صاحب گلشن بہار کی عبارت کا انکے باب مین یہ دستور ہے نبیرہ مادہو رام کہ انشای وے دستمال اطفال است میگفت الخ یہ تو جب حقیقت معلوم ہو الیسی انشا آپ بھی لکھین تب مفہوم ہو کہ دستمال اطفال ہے یا پامال جہال ہے او کہنے میں آیا سو کہا اس کاوش سے کیا حاصل خیر اچھا مادہو رام الیسی انشاء کہ حاسد اگر سات جنم لے تو بھی نہ لکھہ سکے گا اوسکے مضامین پر شیفتہ ہو جاے بلکہ حاسد کے اوستاد اور ہمنشین سب کا حوصلہ بلند پست ہو کر فریفتہ ہو جاے بس باطن بس کلام موزون زیب دفتر کر طول کی تقریر کو مختصر کر

بیت ابرو کو تیرے دیکھ کر ای مطلع حسن	جو تیری کوچہ سے نکلا سو غزل خوان نکلا

معوج تخلص خدا بخش نام دریاے مواج علم موسیقی مین لطمہ گٹکری کا آبدار لحجہ آواز رشک حنجرۂ داؤدی سے نکلیا آشنای بحر وجد وار پار ہمہ اسے تان سین چادر ندامت سنہ پرلی جسوقت سرود کی لی تو بہیرو مین مانند جنون ہوش مین اگر اپنا نام گوری نے باوصفت کم علمی فیضان صحبت ذی علمون سے ایسا کچھ انہی پیشہ مین تصنیف کیا کہ عالم متجزنی سنا تو واہ واکا طعن کھینچا انکو قابل تعریف کیا ہم پیشہ انکے ہر تال پر سم کہاتے بار یدہ اگر ہوتے تو سدہ بدہ کھو کر شاگردیکا دل مین خیال لاتے فرد فری لیاقت باوقا دہلی اور لکھنؤ کے سوا انکی پایمال اور دیار سرداران ہر دیار سے بہت انتفاع اوٹھاتے وطن اصلی جد دہلی ہنگام ورود بخدمت جد امجد بہر استفادہ قدمبوس ہر روز ضرور تشریف لاتے مباہات دینی و دنیوی و فیض ظاہری و باطنی سے بہرہ ور ہوتے خدا مان درگاہ والا سے سر قدمبوسی پاکر فیض بر ہوتے بتاریخ نہم صفر کہ روز عرس میر ابو العلا صاحب نورہ مرقدہ تھا ۱۲۴۵ہجری مین ہنگام سماع بفرمایش جد بزرگوار معوج مرحوم نے یہ قطع کہ واقعی قطعہ زیست اونکا تھا پڑھا بتکرار اہل مجلس کو وجد کا جوش ہوا کوئی تڑپا کوئی سسکا کوئی بیہوش ہوا عاصی بھی اوس مجلس مین حاضر تھا لیکن چندین شعور سے قاصر تھا جد امجد جیسے ولی بزرگ کی فرمایش اور مزار پر انوار سے برکت کی تراوش میان معوج صاحب کو کہان ہوش تھا فکر میان مہر صاحب مرحوم کا ترانہ پر جوش تھا یہ وہ نظم ہے جس سے بیہوش ہر اہل بزم ہے ✣ ✣ ✣ ✣

قطعہ

دل غیر تو آشنا ندارد	جز خاک در تو جا ندارد
کاشانۂ چشم و خانۂ دل	بے نور رخت ضیا ندارد

بہر حال بعد انفراغ حال و قال فاتحہ کا انجام ہوا معوج صاحب کی دل مین جو لہر آئی تو وہان سے حسب ارشاد حضرت کنارا کرکے بروضۂ قلزم فیض

مولوی بیدار صاحب کی قیام ہوا صبح کو بظاہر عارضہ مفیدہ مین مبتلا ہوکر دسوین تاریخ اوسی جگہ مانند صدای ساز روح انکی طبل جسم سے باہر ہوئی سہ پہر کیوقت لاش تا جلخج مین لائے اور درگاہ حضرت سید احمد بخاری انار اللہ برہانہ مین دفن کیا خلق حیران یکسر ہوئی یہ عجب قصہ ہی میری چشم دیدہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ صاحب گلشن بیخار کا انکی باب مین یہ نغمہ خارج از آہنگ ہی جسے سنکر اب حریف کی دل پر حالت تنگ ہے ۔ چند سال است کہ در لکھنؤ فوت شد الخ سچ ہے کہ انکی تحقیقات بھی غلط سراسر انکی بات بھی غلط جب قریب کے رئیسون کی واقعی تحقیقات نہوئی تو معلوم ہوا کہ انشی فی عمرہ سچ کوئی بات نہوئی یعنی تو انکا یہ حال ہے جو بندہ کی ترقیم پر خیال ہے پھر زیادہ اس سے ہوگا کیا غلط خود غلط انشا غلط املا غلط مخصوص نہ وہ غلطیاں فاحش مین ایک یہ کہ جسکی سبب ہم مع خراش ہین دوسری موقع پر لکھی جاینگی بات وقت پر کہی جائیگی موج کی طبع دریا دل ہے جس سے یہ آبدار مضمون کا گوہر حاصل ہی

ایسا انکا خدنگ ترانہ ہی جس سے عدو کا سینہ نشانہ ہی

چھپ گئی ابر مین پہلی ہی سے جا شمس و قمر	اوسنے چہرے سے نقاب ابھی اوتارا ہی نہین
بحر مین عشق کے ای موج تو زنہار نہ تیر	یہ وہ دریا ہے کہین جسکا کنارا ہی نہین
صنم ہے گلبدن ہے مہ جبین ہے	بھلا کہیے تو کیا کیا کچھ نہین ہے
گیا اودہر جو بھیرا ادہر نہ آیا	عجب کوچہ کی تیری سر زمین ہے
مجھے قدمون پہ سر رکھنے دو صاحب	تمہارا موج بندہ کمترین ہے
جب خندہ ہای گل بھی ہو بار گران مجھے	بلبل کا کیونکہ جوش لگی شور و فغان مجھے
دوار زوہین موج کی یا شیر کردگار	حرمت کی ساتھ دنیا مین رکھیو یہان مجھے
اور دوسرے جو حشر کا دن ہو وے آشکار	کوثر سے بھر کے دیجیو اک جام وان مجھے
جو محشر مین چلے ہے تو اپنی رہائی	تو اے موج حسنین کا آسرا لے

مونس تخلص حلیم سعادتعلی نام سید عالی گوہر ساکن بنارس طبع بلند فکر ارجمند علم حکمت مین تشخیص کی ہوس نسخہ نظم کی مونس کو الفت ہی تو کاغذ کی مفردات مین ترکیب سخن مجلبت ہے

زبان جوش گریہ ہے چکیان لینی لگا مونس	خلل انداز ہی اب نالہ شبگیر مین انسو

٩٢ مہر تخلص مرزا حبیب بیگ نام ذرہ فکر سپہر کاغذ پر چمکا جسکے پر تو شعاع کے سبب مہر گردون کا دل دھمکا خورشید سخن جسدم قرطاس پر پدید ہے شائقین کو اوسکی دید گویا نوید ہلال عید ہے

مین جان بلب ہون رونے دے آنکھ جنبھی مجھے	آیا ہے یاد خال لب نازنین مجھے

مہر تخلص منشی مہر چند نام فرخ آبادی جد دہلی اور لکھنؤ مین اکثر رہے آفتاب سخن فلک قرطاس پر یون فروغ بخش ذرہ نواز رہے

نیند آگئی ابرو کے تصور مین جو مجھکو	تھا خواب مین کھینچے ہوئے تلوار کوئی شخص

٩٤ مہلت تخلص مرزا علی نام لکھنوی اوستاد سخن انکے جرات انکی شاعر طبع کے سخن اور شعر گوئی مین بڑی جرات ہا بین علی نقی محشر اور مرزا علی مہلت کی کسی وجہ سے فساد برپا ہوا اور آپسمین لڑنے اور مرنے پر راضی ہوے کچہہ ایسا ہوا محشر نے قیامت کی کہ ایک دم کی مہلت ندی اور زخم کارگر لگایا انکی اس جرات کو خیال کیجئے کہ خموشی کو کام فرمایا لوگون نے قاتل کو ہرچند تلاش کر دیا لیکن مجروح نے بجز اسکے کہ روز جزا پر جزا موقوف رکھکر کسیکو نام بھی نہ بتلایا اسی حادثہ جان کاہ سے خنجر اجل نے مرغ روح کو ذبح کیا انہون نے مرمر کر شب اجل کو صبح کیا یہی مضمون بندش شعر مین لائے جسنے بیان مذکور کو رنگ دکھلائے زبان خنجر ہر مصرعہ سے صفت قوت بازوے قاتل ہے صریر کلک نالۂ پردرد حلق بسمل ہے سوزون کا بیان ہے بیتابی کی داستان ہے صفحہ کاغذ زخم دامان دار ہے دشنۂ خامہ کی دہار گویا خون کی دہار ہے

مرنے کے بعد بھی نگئی دل کی یہ تپش	آرام زیر خاک بھی اب خاک کیجیے

مہر تخلص مرزا حاتم علی نام بن مرزا فیض علی بیگ مغفور قزلباش مولد و منشا فرخ آباد تلمیذ شیخ امام بخش ناسخ مرحوم ان حضرت کی نسبت خاکش عرصہ دراز سے جد دہلی مین رونق افروز اور اکثر مشاعرات مین تشریف لاتے ہین ہر روز نتایج افکار سے طرح ہو یا طبع زاد سامعین و حاضرین کا دلشاد مصرعہ

ابروکے وصف مین جو نازک خیالی ہے غور کیجے تو گویا دیوان ہلالی ہے دلکی مہر سے جو آفتاب رخکی تعریف ہے تو مطلع خورشید اوسکا ہمردیف ہے ذرہ افشان کی مدح مین جو ستارہ نقط چمکایا تو کشش زلف کی الفاظ بشکل خطوط شعاعی ہوکر دکھایا اِس ذرہ بمقدار پر بھی نظر مہر بہر حال ہے مگر وہ مہر کہ جسکے جمال کو اگر بجلال بھی دیکھے تو کمال ہے نہ کہ زوال ہے عاشق منش آزاد روش سن شریف بدر کامل روے منور خورشید شمایل صفحہ کاغذ سپہر مہری نہین نہین مہر کا سپہر ہے نظم کا ہجوم مثل عقد پروین ہے کاغذ کیا سپہر برین ہے باطن اگرچہ پرتو مہر سے دل روشن ہے بزم سخن انجم کی انجمن ہے لیکن کتاب کا تمام کرنا ہے اس آغاز کا انجام کرنا ہے صفت کو دفتر چاہیے پر اتبو بہر بسط مختصر چاہیے مہر کا کلام اظہر من الشمس ہے دل چمک جائے اگر مہر سے لمس ہے سیف خامۂ مہر چمکتی ہے کہ برق ہر لحظہ دمکتی ہے

جو بے نشانیکا ہمسے ہوا نشان پیدا — تو اب مکان سے ہے مشکل لامکان پیدا
عبث خیال ہے افشاے راز کا مجھسے — جلے گا دل یہ نہوگا دھوان کبھی پیدا
چلا ہون ڈھونڈنے مضمون کمر کی سوے عدم — نہوئے گا میری تربت کا بھی نشان پیدا
مین سمجھا دیکھکے اوسکو لب مسی آلود — ہوا ہے آتش یاقوت سے دھوان پیدا
داغ عشق شمع رویان ونسے کر جاتا رہا — گل میرا ناصح چراغ دودمان ہو جائیگا
کیا بڑی مخلوق پہ کرتا ہے غرور اے بیخبر — منہدم ایکدن رواق آسمان ہو جائیگا
ہم سیہ کارونکا گریون ہین رہیگا بوسگاہ — سنگ ہو جاوسکا سنگ آستان ہو جائیگا
سارے عالم کا ہے غم مہمان دل — کسقدر رکھتا ہے وسعت خوان دل
داغ سودا ہین گل و ریحان دل — دیدنی ہے یہ سر بستان دل
مجھسے ہے زندہ دلون کی زندگی — جان جان تو ہے تو مین ہون جان دل
لاعلاجی ہے علاج درد دل — بے سر و سامانی ہے سامان دل
کھینچ لایا جذب دل اوس ماہ کو — مہر ہے مجھ پر بڑا احسان دل

اے مسیحا مجکو ہی آزار عشق
میرا درمان کر جو تجھسے ہو سکے

پیدا ہی کرون گا کسی تدبیر سی زنجیر
توڑون گا درِ خانہ زنجیر سے زنجیر

دریای سرشک آنکھون سی جاری ہی تہ بالا
یہ گنبد گردان سے حباب یہ بلبل

مضطر ہے نہایت میرا مضطر دل بیتاب
اب دیکھیے کیا لائے گا جگر دل بیتاب

خیال عیش جوانی سے ہے خواب پیری مین
سحر ہی چونکی غفلت سے اب سدہاری رات

لکھا کیے ہین مضامین زلف و عارض کے
سیاہ کاغذ سادہ کیا ہی ساری رات

وہ کافر ہون کہ تبخانہ مین شغل کسب ایمان ہی
ہوین محراب کعبہ مین تو مصحف روی جانان ہے

بجائی حرز جان زلفونکو زاہد روی جانان ہے
جیسے کافر بھی ایمان جانتی ہین وہ یہ قرآن ہے

گریبان ہات مین ہی دہیان مین صحرا کا دامان ہے
بس اب پانون مین اپنے اور سر خار مغیلان ہے

مطلا لوح مصحف ہی نہ پیشانی نہ افشان ہے
لب لعلین جیسے کہتے ہین وہ سرخی قرآن ہے

کہان یہ ابروی خمدار کب یہ چشم فتان ہے
بیاض چشم آہو ہیان کتاب طاق نسیان ہے

ہر اک ذرہ مین ہیان عالم سویدا کا نمایان ہے
غرض ای مہر کیا دیکھیے اپنا بھی بیابان ہے

ملی یہ وجہ کامل ماہِ مصحف رو کی باتون سے
کہ زاہد مصحف ناطق یقینًا روی جانان ہے

سبق کو دیکھتا ہون رات بھر اور پھر اوجھتا ہون
مطول مختصر وہ شرح شعر زلف پیچان ہے

جلاتا ہی یہ پروانون کو وصف شعلہ رویونسی
زبان خامہ بھی اتبو زبان شمع سوزان ہے

ہوائی دشت وحشت ہمکو لی اوڑتی ہی لستی سے
ہمارا عنصر خاکی مگر ریگ بیابان ہے

جیسے اہل ریاضی برج آبی کہتے ہین شاید
وہ سانچا تیرے آنسو ڈہالنے کا چشم گریان ہے

یہ فیض پرتو ہے مہر اپنی طبع عالی کا
لسان الوری جو ذرہ ذرہ اب سخندان ہے

نکیون ہر طرز مین پڑہتا غزل اوس ماہ کی آگے
میرا اوستاد کامل مہر ناسخ سا ہمہ دان ہے

مسیح تخلص مسیح اللہ نام جنکا ذکر بندہ کرتا ہے انکا نفس عیسوی طبع مردگان مضمون کو قم باذن اللہ کہکر اسطرح زندہ کرتا ہے

اوس فتنہ گر سے کیسے ہی کوئی وفا کرے
ممکن نہین ہے یہ کہ وہ ترک جفا کرے

ہے جان بلب فراق لب لعل سی مسیح
بچ جای کوئی حق مین یہ اوسکی دعا کری

۹۷ مہر تخلص نواب منصور خان نام کہ از خاندان عظیم الشان صمیم بن نواب محبت خان محبت تخلص پسر حافظ رحمت خان بہشت مقیم تشریح حال انکی کیا حاجت ہی اتنا ہی کفایت ہی بریلی انکا وطن ہے گویا رشک چمن ہے صاحب گلشن بیخار نے تابش شعاع خورشید سخن سے آنکھ جھپکائی تمازت آفتاب سی دماغ مین خشکی آئی حواس مختل ہوئے اسی باعث انکا حال تحریر نفرمایا تو اس ذرہ بمقدار نے ستارۂ سخن اپنے طالع کے زور سی چمکایا انکے خورشید طبع کا جلوہ جہان مین روشن ہی جو ماہ سے ماہی تک از ذرہ تا خورشید مبرہن ہے مہر طبع ملک کاغذ پر لشکر انجم کا منصور لعبت مضمون کا جلوہ حسن جو شمس الضحیٰ و بدر الدجیٰ لامع النور

خط سی سبز و دہے باغ رخ دلدار کی راہ ۔۔۔ بند کانٹون ہین سبز کر دیتے ہین گلزار کی راہ

مفتون تخلص حکیم اگوسٹین ولسنلو نام ابن حکیم الیس فطرت تخلص دار الاحترام متوطن جے پور حال ساکن بھرت پور از زمرۂ اہل انصار انتظم سخن مین سید گلزار علی صاحب اسیر کا سہارا ایک مدت سی ہمراہ عاصی رابطہ اتحاد مربوط ہی انصاف یہ ہے حکیم کلام انگلستان کا غذ مین منقوط ہی

دیکھکر موباف زرین اوسکی مفتون جعد مین ۔۔۔ تجکو میری قسم اتنا دل مضطر نہ تڑپ
سمے کشو عقد ثریا سے اگر ٹل نکلے ۔۔۔ خلق کہتی ہے پڑی بجلی شب دیجور پر
برق کہتی ہے یہ بیتابی سے سر بار کبھی ۔۔۔ کیا عجب شیشہ گردون سی بھی قلقل نکلے

۹۹ ماہ تخلص مرزا عنایت علی نام کوچک برادر مہر تخلص مرزا حاتم علی والا مقام مولد و منشا و سکونت انکے اخوان محترم کے باب مین گذری یہ سب حقیقت تلمیذ پذیر خواجہ حیدر علی آتش جیسے اوستاد ماہ چرخ خوبی بدر فلک نیکوئی عطارد کی ہمزاد احقر کے حال پر کمال عنایت سخن منظوم سے از بس الفت ماہ خورشید رو ہلال ابرو بزم رشک انجم مین تشریف لاکر زبان خوش بیان سے اشعار سناتے ہین جن سطور نظم کو رشک کہکشان بتاتے ہین ہر مطلع غیرت خورشید النور ہی ہر بیت برج ماہ منور ہی سیارہ ان مضامین کی روشنی سے ہے صفحہ کاغذ فرش چاندنی ہی

غشی سے میری وہ ڈر ڈر کی شب ہوئی بیخود
عجیب غفلت دل نے کی ہشیاری رات

ہماری مردۂ بیکس پہ کون روتا ہے
سر مزار بھی روئے نہ شمع ساری رات

نصیب ماہ کو رہنے ہی دیکھے کب تک
یہ داغ دل کی مصیبت یہ اضطرار مین روح

جب غریق بحر غم کا تو نگہبان ہو گیا
موج کشتی ہو گئی اور نوحؑ طوفان ہو گیا

لاکھون نعمت ایک زبان ہی شکر کیا کیجے
وسعت خوان کرم سی تنگ مہمان ہو گیا

وہ ورو طلب ہون کہ تیری راہ مین ملنے
کانٹا نہ کبھی آبلۂ پا سے نکالا ؞

ادنا بھی کام آتے ہین اعلی کے ایکدن
اچھون کے منہ سی لگتا ہے تنکا خلال کا

پیرہن سے پھوٹ نکلا یار کا جسم لطیف
حسن شکل بوی گل جامہ سے باہر ہو گیا

بے برگی پہ اپنے رو دیا مین
پتا جو گرا کسی شجر کا ؞

موہوم رہا بیانِ موہوم
مضمون نہ کھلا بندھا کمر کا ؞

وصل ہو گا کہ ابھی ہجر مین رونا ہو گا
ہو رہیگا میری قسمت مین جو ہونا ہو گا

خال عارض مین ابھی ہو گی ملاحت پیدا
سانولا رنگ تیرا اور سلونا ہو گا

یہی بیتابی کی صورت جو رہیگی قائم
دل ہمارا تیرے ہاتھون کا کھلونا ہو گا

آہ صد ہون سے دل ناکام کے
خوب رویا مین کلیجہ تھام کے

منیر تخلص سید منیر الدین نام از سبزہ زادگان جالیسر انکے فیض سخن سے ہر ایک شائق بہرہ ور مشعل سخن کی یہ تنویر ہی جیسی سطح قرطاس رشک ماہ منیر ہو گیا ارشاد ہے طبیعت مضمون غیر کی یہ تلاش

دم آخر جو دم اولجھا تو یہ تھا اوسکا سبب
کون سلجھاویگا یہ زلف دوتا میرے بعد

منیر تخلص اسمعیل حسین نام وطن شکوہ آباد عرصۂ دراز سے لکھنؤ مین جلوہ افروز ہین جوان وجیہ وظریف وشوخ چشم مسرت اندوز نیاز مند سے بھی ایکبار کی ملاقات ہے جسکے بیان کی یہ بات ہے کلام منیر رشک بدر منیر

پھول بھی تھوڑے لیے اے صیاد رکھ لی چاہئین
ہما عقدہ ہے نالۂ آتش فشان عندلیب

نکہت گیسو گلستان مین اگر لائے صبا
عنبر اشہب ہو مغز استخوان عندلیب

اوس بت گل پیرہن کی سامنے اے برہمن
چاہیے ناقوس مشتِ استخوانِ عندلیب

۱۱۰۲ مشفق تخلص مرزا احمد بیگ نام میرزا اعظم علی بیگ صاحب کی شاگرد اکثر مشاعرہ مین شریک رہتے ہین مضمونِ خوش انکے پاس باگرد نبدے کی بھی شفیق ہین بدل وجان رفیق ہین یون فرمایا جو لکھنے مین آیا

گئی رقیب کی وہان شدت بخار مین روح	یہان تو یار نے کی گرم تجلی مشفق

۱۱۰۳ مشکل تخلص شیخ امین الدین نام مولد و منشا فخر دہلی شاگرد نجتا ور سنگھ غافل مشاعرات راجہ صاحب محفل سخن سنجی مین سخن کی انسے آسان مشکل سہل ہے مضمون طبع گفتگو کی یہ قطع

جو آؤ تم تو پھر آجائے جسم زار مین روح	نکل گئی ہے تمہارے ہی انتظار مین روح

موج تخلص لا اعلم انکے دریاے حال مین غواص فکر نے ہر چند غوطہ لگایا گوہر مقصد کف مراد مین لانا چاہا مگر گرداب تردد مین چکر کھایا شنا ور طبع بحر نظم مین موج زن ہے صفحۂ کاغذ چادر دریاے جمن ہے

دل پنچ مین لا کر میرا دہ طرۂ دلدار - اک اینٹھی کھیل گیا	رن کا کل پیجان عنبر کا تیری یار - ہمیشہ کبھی بل گیا

معز ز تخلص لا اعلم بجز اسکی او حال واضح ہوا طرز اس غزل سے معلوم ہوا کہ انکا شاعر طبع بڑا معزز تھا کس نادر صنعت مین غزل تحریر فرمائی اس وضع سے شاہد مضمون کا شکل دکھائی ایک غزل مین طرح طرح کی زبان ہے ایک زمین مین بوقلمون بیان ہے تختہ کاغذ صحن چمن ہے بوٹہ بوٹہ رشک گلشن ہے گل بیان رنگین ہی لخت جگر سی تضمین ہے

ولی افسوس مجھ تو دی نجا ہا آہا - بانی ظلم و ستم جات ہی جان گرت ستی کرا آہا - پایا سوچی ہم ہم یہ غزل جنی سنی اوس نے سراہا آہا - تیری ہی سہر کی قسم	مین نے تیرا کسا تو تیر عشق بنا ہا آہا - کہما کے ستم طرح کا کم کاہ رس کہای کہ تم روس رہی ہو پیتم - آو کر یا کرو جو ہین معز زیری سب شہر سلسل موزنان - شکت نین سمجھ فرما

مسیح تخلص نواب مسیح خان نام دانا د نواب عبد المطلب خان مسیح مضمون دل مردگان سخن کو اس دم سے جان تازہ بخشتا ہے ہران کبھی کبھی محفل مشاعرہ راجہ صاحب تشریف لائے اور مضمون تازہ سنائے

وہ دوست کو کیونکر کوئی دیتا ہی سجا　　دشمن کو بھی ہمسے تو ستایا نہین جاتا

منتظر تخلص اسد اللہ نام مرد شریف علیگڈہ سکونت کا مقام لطیف انکی سخن کے منتظر سامعین ہین بزم شاعرہ مین جو جو نکتہ چین ہین کلام مستفید ہے انکے سخن کی سند ہی

لے اوڑی طرز فغان بلبل نالان ہمسے　　گل نے سیکھی روش چاک گریبان ہمسے

منیر تخلص لا اعلم پھر کیا حال ہو رقم سخن روشن گویا سراج منیر ہے جسکی صفت اس چمک سے تحریر ہے

بھلا ہوا کہ نہ خواہان عز و شان ہوئے　　جگر چھیدا جو صدف کا تو ہمکو کان ہوئے

موزون تخلص مرزا آغا درخشش نام سخن انکا موزون باقی حال کچھ معلوم نہین ہوتا کیا لکھون بجز اسکے کہ ہاتھ مین قلم لے لو تو انکا مضمون کی رقم ہے

تو ہو در پے نقصان عدو بھی موزون　　فائدہ کیا جو ہوا اوسکو ضرر اپنا سا

مسرور تخلص نواب غلام حسین خان نام دل غمگین شائقین فیض سخن سے مسرور و شاد کام کلام مسرت اندوز جس سے سامع بہجت افروز یون فرمایا تو لکھنے مین آیا

رکھتے ہین یہ کمال کہ رکھتے نہین کمال　　آتا ہے وہ ہنر کہ جو آتا ہنر نہین
جسپر ہزار داغ نہون وہ نہین ہے دل　　جسپر ہزار زخم نہون وہ جگر نہین

مشیر تخلص عنایت حسین خان نام شاگرد اوستاد اسیر شوخ چشم طرار طبع نوجوان بندے پر مہربان سخن انکا اور یہ سخن کے مشیر کیا خوش کلام ہے جسکا یہ انتظام ہے

چھوڑیگا جنون تن پہ نہ اک تار کفن کا　　شرمندہ نہو گا یہ گنہگار کفن کا
کیسا یہ ترا سوز جنون تھا کہ مشیر آہ　　ہر تار ہوا قبر مین فی النار کفن کا
جائیگا تہی دست جب آغوش لحد مین　　تب کاسۂ حرص سر لغفور بھرے گا
آتش عشق یہ بھڑکے ہے بدن کے اندر　　ہر نفس شعلہ مشعل ہے دہن کے اندر
تم شب مہ مین جس طرف کو گئے　　مہ کا ظل چلا تمہارے ساتھ

مشتاق تخلص غلام علی نام شائقین جنکے مشتاق اور کیفیت مخفی فقط تخلص شہرۂ آفاق مشتاقون کے واسطے بیان ہے جسکی یہ طرز شان ہے

اشکون سے تر ہی مژگان نکلے ہے آہ دسی ۔ بجلی کی کیا چمک ہی عالم ہے کیا گھٹا کا

مضطر تخلص محمد اسد الله خان نام شاعر نام آور سخن پرور مشہور انام دل راقم آثم نہایت مضطر ہے کہ اوس حال کے رسم و راہ کیونکر ہی ہر چند مقرر ہوا لیکن مطلب بر آ ہو

ہو کہان دیکھو ذرا ہوش مین آؤ صاحب ۔ خلد کو بھی کہین تم سمجھے ہو گھر اپنا سا

باغ رضوان مین جو اب ڈھونڈھتے مضطر ۔ گلبدن حور لقا رشک قمر اپنا سا

محسن تخلص لا اعلم گو کہ از راہ سخن محسن بندہ لیکن انکشاف احوال مین قلم عاجز بندہ شرمندہ طبیعت موزون کا احسان ہے ان صاحب کی نظم کا یون بیان ہے

سب آنکھیں بند کیے یار ہو گئے راہی ۔ عدم کا صاف ہی رستا چلے چلو تو سہی

مست تخلص رتن لال نام وطن حیدر آباد میان فیض صاحب انکے استاد شراب سخن پر زاہد مست مئے ساقی طبع کس کیفیت سے ساغر بدست ہے کاغذ کا صفحہ بزم مے گسار ہے ساتگین طبع مین بادۂ ریحان ہے جام شوق یون چھلکا شیشۂ دل سے چھلکا

کیا حقیقت عالم ایجاد کی ۔ آپ سے صورت بندہی بنیاد کی

سرور تخلص لالہ گردہاری لال نام حیدر آبادی فیض سخن میان فیض صاحب سے سرور و شاد ہی ایسا ارشاد جسکی یہ بنیاد

شاکر ہون اپنی حصہ پہ سرور روز و شب ۔ جنت سے مجکو کام نہ منتر سے ہی غرض

محسن تخلص محمد محسن نام حیدر آباد وطن آپ خوش طبع اور کیا خوب انکا میلان شائقین سخن پر احسان ہے انکے نظم کا بیان ہے

روز جزا نہ عیسیٰؑ و موسیٰ سے کام ہے ۔ محسن تجھے جناب پیمبر سے ہی غرض

حرف النون

ناجی تخلص محمد شاکر نام دہلوی انکی طبیعت طرف صنعت ایہام مائل ہوئی عدوے ناہنجار ناری دوست خوش اطوار ناجی جب انکا کلام دل نے سنا جی تب بدل اسکا لگا جی خدشہ مضمون ممکن ہے تو یون روان کلام ہے

محبت سے علیؑ کے دیکھہ ناجے تصور مین تری رہ لگی گیی ہے نیند آنکھونسی
ہوا ہے دل میرا اب حیدر آباد مقابل جسکے ہو خورشید کیونکر اوسکو نیند آوے

نالان تخلص محمد عسکری نام دہلوی شاگرد غلام ہمدانی مصحفی صاحب گلشن بیخار کو زبان بد سے ہر کسی کو یاد کرنا عادت ہی انکی نسبت یہ تحریر عبارت ہے سے از افلاس زدہ گان دہلی است الخ امیری اور فقیری اختیار بدست کاتب تقدیر ہے انسان بے بنیاد مجبور کوئی امیر کوئی فقیر ہے جو پنبۂ غفلت در گوش ہین وہ اپنی امارت کی رو برو غریب کو ناچیز جانتے ہین جنکا گوش ہوش وا ہے وہ انسان اون مغروروں کو بے ثمر جانتے ہین بعد مرگ نیک ہون خواہ بدتر ہون گے سب تہ خاک برابر ہون گے مفلسی اور آسودگی خدا کے اختیار ہے بندہ عاجز ناچیز ہر دم ناچار ہے بدگو کی بدگوئی کے اطوار ہین ہم فدوی ایسونکی دل بیزار ہین طبع عاشقانہ فراق یار مین نالان ہے یہ سخن شایستہ بگوش سامعان ہے

وہ بدگمان ہون کہ اوس بت کی سایہ پر بھی مجھے رقیب ہی کا سدا احتمال ہوتا ہے

نالان تخلص لا اعلم شاعر عظیم آباد ہین جن حضرت کے مشتاقون کے لیے یہ ارشاد ہین ہر اہل بزم خاموش ہر شب کو ہمہ تن گوش ہے

نکہ اندنو نہین تمنے یہ زور خون نکالی ملنا کسی سے جا کر بدنام ہمکو کرنا

نادم تخلص لا اعلم دہلوی شاگرد میر حسین تسکین کا دم سخن طبع تیز اور دقیقہ آئین انکے سخن کا آہو گیر نادم ہے مزاج انکا سخن کا خادم ہے سامعین کی بزم ہے جسمین بیان نظم ہے

آتے ہی میرے شام ہوئی جلد کس طرح کیا آفتاب داغ دل بیقرار تھا

ناصر تخلص نواب ناصر جنگ نام جگر بند نواب مظفر جنگ نبگش امیر سخن سند کا غذ پر حاشیہ بوستان نساط مضمون سے بیش آیا بوضع دلکش نظم سخن کا بیان ہے جنبش مضامین کا نشان ہے

آگے تو تھی ہی بر سر پرخاش گمند زلف پیچھے پڑی ہے کاہیکو کاکل بلا کی طرح

نادر تخلص لالہ گنگاپرشاد نام لکھنوی تلمیذ پذیر میر حسن ترکیب بندشش مضامین نادر مین فکر نہایت مستحسن کلام مین ندرت ہے ارشاد مین لطافت ہے

قاصد تو اوس بہانے سے اوس پاس جائیو — صاحب یہ کسکا خط ہے ذرا پڑھ سنائیو

نادر تخلص میر محمد عارف نام ساکن کشمیر مقیم دہلی سخن نادر ہر ایک طبع کے دلپذیر بیان سراسر نادر ہے جسکے وصف مین طبع قاصر ہے

سو طرح سے بات اگر کیجے تو کھلتا ہی نہین — آنکھین اور او سمین نجانو پڑ گئی ہے کیا گرہ

نازک تخلص زینت نام از ارباب نشاط نزاکت کلام سے ہر ایک مشتاق نیاز مند کو حاصل انبساط انکی طبع نازک زندام نازنین مشتاقان تماشہ بین نکتہ چین معشوق سخن کا ناز ہے عاشقون کے روبرو یہ انداز ہے

ہے نالہ وزاری کا میرے شور فلک تک — پردہ ہے بت مغرور کوئی کان دھری ہے

ناظم تخلص لا اعلم وارد لکھنؤ شاعران ہم بزم سے یہ گفتگو ملک سخن کی ناظم ہین اسکے بند و بست قائم ہین

وصل ایسا ہو گیا او سکے بدن سے میرا تن — رات کو مین یار سے یکجان و قالب ہو گیا

نامی تخلص مرزا رجب بیگ نام برادر زادہ امیر الدولہ حیدر بیگ خان آدمی نامی گرامی سخن دلچسپ خوش انسے مزاج سخن سنجان ہاتھہ مین قلم ہے یہ طرز رقم ہے

بسکہ مدت سے ہے راہ انتظار یار پر — چھا گئی آخر سفیدی دیدۂ خون بار پر

نامی تخلص مبارز الدولہ نواب مرزا حسام الدین حیدر خان نام رشتۂ نسبت تا بہ سلسلۂ خاندان والا دودمان وزیر الممالک پہنچا اور تمام گرامی گوہر والا مرتبت مرد حسن خلیق فکر سخن مین حسن طبع بوجہ احسن شاگرد میر مستحسن خلیق شاعر طبع نامی ہے سخن مین نیک انجامی ہے مدعائے طبع کاغذ پر جمع

کام اسکو نہین کچھہ رخ نیکو سے کسی کے — وابستہ ہے جو حلقۂ گیسو سے کسی کے
کسطرح مجھے کل پڑے بستر پہ کہ کل رات — ہمپہلو تھا پہلو میرا پہلو بھی کسی سے
کسطرح مہ عید کو ند روکے نہ دیکھون — ملتا ہے ہلال خم ابرو سے کسی کے

کیا تھا جو نہ ہم کر چکے اوسکی لیئے نامی — پر کچھ ہوا افسون سے نہ جادو سے کسی کے

نامی تخلص لا اعلم نام و نشان کا پتا ملا ہر چند تلاش کی فائدہ ہوا احوال تخلص کے برخلاف تو نظم سے لکھتا ہون صاف

آتش عشق سے نامی کا جگر جلتا ہے — آپ ہنس ہنس کے یہ کہتے ہین کوئی آ دیکھے
واہ کیا خوب مثل ٹھیک بندہی ہے اسدم — گھر کسی کا جلے اور کوئی تماشا دیکھے

ناسخ تخلص شاعر والا احترام گویاے بلند التزام شیخ امام بخش نام بلدہ لکھنؤ سکونت کا مقام زمین فکر سیرابی استعداد وسعت نباتات مضمون سے گل خیز غنچہ با وصف تنگ دہانی زبان ہر برگ سے ثنا خوان وگلریز نو بادہ ہاے مضارع رنگین اہتزاز نسیم فکر سے نشو و نما پاتے ہین جنکے رشک سے گلہاے باغ پژمردہ ہوجاتے ہین گلبن دیوان ارم تزئین مین وہ وہ گل رعنا شگفتہ ہوئے کہ جنسے عین جوش بہمن ودی مین خجلے اردی بہشت ظاہر شاخ بیت رشک شاخ طوبی ہے مصرعہ سدرۃ المنتہی قاصر صحن چمن دیوان مین کس کس روش کی قرینے سے نشست نہال غزل کی صورت ہے جس سے سیاران شائق کو ہنگام نظارہ لسان طوطی تصویر حیرت ہے مرغان مضامین عرش پرواز ہر ایک شاخ پر مشغوف نواسنج سحر پردازی طوطیان شکر خاے فکر اغصان ابیات پر مصروف ثنا سازی حبذا دو دیوان مثل گلستان و بوستان مضامین اونکے گویا نغمہ بلبلان کسیکا گمان ہے کہ شاگرد آتش محترم ہین کوئی بیان کرتا ہے کہ انکے استاد مرزا اکرم ہین غرض مختلف روایات کا بیان ہے پر عاصی کی ذہن ناقص کے نزدیک یہ کامل دور تر از این وان ہی مگر شاعر ذہن رسا کی شاگردی سے شاد ہین کسی کے شاگرد نہین اور سب کے اوستاد ہین جسکا اعتقاد راسخ ہے وہ معتقد ناسخ ہے شیخ کا کلام ہے اعجاز کلام ہے صفحہ کاغذ دراز دستان کا بند ہے جو ارشاد ہے عاشقانہ اوستادانہ وعظ پند ہے

وصل کے ایام مین وہ دور قلقل ہوگیا — اب تو ساقی کی جدائی مین میرا قل ہوگیا ۲۰

ذبح وہ کرتا تو ہی پر چاہیے ای مرغ دل
بات جن نازک مزاجونسی نہ اوٹھتی تھی کبھی
فکر عریانی نہین مجھ ناتوان عشق کو
مین نہین عریان سلامت ہین اگر داغ جنون
راحت طلب کرون تو ملے آسمان سے رنج
جا برابر ہے دل مادر مین ہر فرزند کی
سنہری ہی ہے شعلہ قدم اوس شوخ پری کا
مرا سینہ ہی مشرق آفتاب داغ ہجران کا
میرا ایسا پاک دامن ہی یقین ہے بعد مردن بھی
سیکڑون آہین بھرون ہر ذکر کیا آواز کا
مر گیا کیا ناسخ میکش جو ساری مے فروش
تیرہ بختان ازل کو نور سے بھر انہین
بجسم زار پیچر را کتے پیراہن مین ہے +
برنگ طائر رنگ حنا ہون
کرون کیا احتیاط جسم خاکی
رعد قلقل موج مے بجلی کف مے ہے سحاب
باغ و مے ابر و غنا مہتاب و نہر و وصل دوست
ہین روانہ کوی قاتل سے عدم کو قافلے
دھوپ ہے بہتر شب فرقت کی بدتر چاندنی
خوب روون سے شب غم مین مکدر چاندنی
گر کہ شب تاب تھی گویا شب مہتاب وصل
دل سیہ ہی اپنا او رہین بال پیری مین سفید
میرے گھر کی راہ کترا کر نکل جاتا ہے چاند

دل بھڑک جائے تڑپنا دیکھ کر صیاد کا
بوجھ اونسی سیکڑون من خاک کا کیونکر اوٹھا
پوست ڈھیلا ہو گے تن پر پیرہن ہو جائیگا
پہانے جب اسیر لگین گے پیرہن ہو جائیگا
جانفزا ہو موت ابھی جو خیال آئے خواب کا
رتبہ زیر خاک یکسان ہے گدا و شاہ کا
پاپوش نے سیکھا ہے چلن کبک دری کا
طلوع صبح محشر چاک ہی میرے گریبان کا
بجای سبزہ تربت پر اوگے گا پنجہ مریم کا
تیر گر آواز دے ہے نقص تیر انداز کا
مسجدون مین بیٹھ اپنی اپنی دوکان چھوڑ کر
شور اکثر کرتے ہین گو سے شب مہتاب مین
سب مجکو جانتے ہین کہ مردہ کفن مین ہے
کف دست حنیان آشیان ہے
غبار توسن عمر روان ہے
ہم کشون کو کب ہی حاجت ساقیا برسات کی
ایک دل ہے اور حسرت ہی برابر سات کی
مسیلون کی ہچکیون مین نمک کی آواز ہے
صاعقہ کے طور پر پڑتی ہے مجھ پر چاندنی
بعد بارش صاف ہو جاتی ہی اکثر چاندنی
چھپ گئی ایکبارگی کیا منہ دکھا کر چاندنی
گھر کے اندر ہے اندھیرا اور باہر چاندنی
رہتی ہے فرقت کی شب باہر ہی باہر چاندنی

وحشت و دریا سبزہ و ساقی شیشہ سا نو چاندنی

ایک ہفتہ سے مجھے ساتوں میسر ہین ہیچ — ہان مگر زخمی ہون تو آوے مقرر چاندنی

غیر تاریکی شب فرقت مین اے نا تیغ نہین — جلوون مین آپ ہی قاصد جواب کی بدلے

لکھا ہے اوسنے بہت اشتیاق دل مجکو — کبھی زانو پہ سر اسر ہے گریبان مین کبھی

فکر سے بین نہین خالی غم جانان مین کبھی — کشتی مے ہوگئی تخت سلیمانی مجھے

باد کے مانند ساقی لے اوڑا پانی مجھے

نثار تخلص عبد الرسول نام ہمعصر سجدہ گاہ شعرا و مرشد شعرا شاہد سخن پر تصدق اور اس طرح کلام کیا لعبت سخن پر نثار ہین اور ایسے گفتار انداز ہین

ہاتھ سے ان جامہ زیبون کی نکل جائینگے ہم — یہ گریبان دامن صحرا کو دکھلائینگے ہم

نثار تخلص نثار علی نام متوطن قصبہ بلگرام طبع رسا مضمون عالی پر نثار شمع سخن پر وانۂ بزم کا غذ پر اور سامعین کا دل انکے نظم کا فدائی ہے تب بگوش ہوش کلام کی شنوائی ہے

اوتری ملک غلک سے یوسف زمین سے نکلے — ممکن نہین کہ تجھ سا کوئی کہین سے نکلے

نثار تخلص محمد امان نام خلف میان سعادت معمار سنا ہے کہ بانی مسجد جامع شاہجہان آباد انکی بزرگوار آثار ایسے معلوم ہوتے ہین کہ یہ بھی اس محل مین طبع کا شوق طرف سنگین رکھتے ہین طرح طرح کے گل بوٹے مضمون کی تراشکی در و دیوار بیت سخن کو رشک نگار خانۂ چین رکھتی ہین قصر طبع انکا ریختہ چابکدستی شاہ حاتم ہے انکے سخن کی سرو خانہ کی بنیاد اونکی کارفرمائی سے محکم ہے صحن کا غذ کشادہ میدان ہے در انداز صورت آئینہ حیران ہے

خوبی مین تیری حسن کی کچھ حرف تو کب ہے — لیکن یہ ذرا خط ہی سو اصلاح طلب ہے

زخمی کو محبت کی ہر طرح سے راحت ہے — گر یون بھی تو چھیڑے گے تو سنگ جراحت ہے

نجف تخلص سید نجف علی نام وہ بھی نماز کا نیاز نجات شاخ قلم کو ہاتھ مین تھام تحریر کیا انصاحب کا کلام

کسطرح ربط ہو زلف سے دیوانون کو — ربط ہوتا ہے پریشان سے پریشانون کو

نجات تخلص ملا اعلم دونو زبانون مین گویا فارسی مین اونکی کیابات اردو مین مہربان مضمون کو انکے فیض اوستاد سے نجات تقریر سنگین ہے مضمون رنگین ہے

یہان تلک سر کو پٹک ہجر مین تو ڑے ہم — کہ نہین دامن کہسار مین چھوڑے پتھر

۱۹ ندرت تخلص مرزا مغل بیگ نام شاعر قدیم کلام مین کمال ندرت ہے نعلین اُن مضمون کے حکیم صفحہ کاغذ پر بیان سخن ہے بزم شعرا مین امتحان سخن ہے

تجھے تو پای تخت عیش ہے نقش قدم اوسکا	بڑی دولت ہے ندرت جو میسر ہوے پابوسی

ندیم تخلص مرزا علی نام ہمعصر مرشد شعرا و سجادہ گاہ شعرا انکے شاعر طبع کو ہمیشہ شعرگوئی کا شوق رہا سخن کے ندیم ہین ہمنشین قدیم ہین

جدائی مین تری ہم کیا کہین کسطرح جلتے ہین	بجاے مو بدن سے آگ کی شعلے نکلتے ہین

نزہت تخلص مرزا ارجمند نام عماد الملک کی نامہ نویس مرد دانشمند خوش کلام جو سخن کا ارجمند ہے اوسکی یہ نظم قلمبند ہے

چاک کر پھینک دیا ہاتھ کا او الجھاو گیا	ایک قصہ تھا گریبان کی سلوانے کا

نزاکت تخلص رنجو نام معلوم نہین کہ یہ کسبی ہین یا خانگی شہری یا قصباتی اسکو میان شیفتہ صاحب نے صاحب گلشن بیخار کا دل جانے یا چھاتی نزاکت کو انکی نزاکت سے نقیض لطافت انکی لطافت سے مستفیض رقاصۂ فلک انکی خادمہ مختار دنیا انکی مشاطہ شعرگوئی مین طبیعت ساحر سخن فہمی مین بقول شیفتہ ماہر صاحب گلشن بیخار کے عقل کی صفت کوئی بیعقل بھی نہین کرسکتا ہے انکی محبت کا مرتبہ انکے جوش محبت نے استادون سے بھی زیادہ بڑھا دیا انکی نسبت گلشن بیخار مین جو عبارت ہے بسبب طول کے اوسکے لکھنے مین کفایت ہے اون سے صحبت حاصل کرکے امتحان فکر شعر کیجے تب قلعی کھلی یہ ہوس دلمین اُٹھی ہے اونکی کسوف کے آئینہ مین عاشق کا منہ دکھائی دیتا ہے یاد ہوکی تلٹی نے رنجو کی طبع مین کہان اتنی نزاکت مگر صاحب گلشن بیخار کی عقل کی لیاقت باطن طول عبارت دردسر ہے بس بہرکیف اختصار بہتر ہے تم تو بیان کرتے چلے جاوگے طبیعت کا امتحان کرتے چلے جاوگے تو کتاب کاہے کو تمام ہوگی داستان کیونکر انجام ہوگی معشوقہ مضمون شاعر خوان طبع سے ناز کرتا ہے نازنین سخن یاران ہمصحبت پر کیسا مزاح و غمزہ آغاز کرتا ہے لعبت مضمون سے آنکھ لڑی ہے عاشق کے

تصدی فکر تبا تا مضمون با نشاط ہے جس سے سامع کو حاصل انبساط ہے ✣ ✣ ✣ ✣

کوئی تڑپے ہی مارا حسرت تو غم کا اور کوئی آفت کا	تیرے کوچہ مین ہے گرم آج ہنگامہ قیامت کا
ہوا جازت تو ذرا لیجئے دم سایہ مین	تیری دیوار کے آ بیٹھے ہین ناہم سایہ مین

نصیر تخلص شاہ نصیر الدین نام سجادہ نشین شاہ محمد جہان غفر اللہ تعالے ذنبہ عمر کثیر ہوئی بہت شہرون کی سیر کی حیدرآباد تک رسے گئے مشاعرہ راجہ چندو لعل شعرائے ہر دیار سے تقریر ہوئی برکت سخن اور ذہانت طبع سے مشہور شہر شہر دور دور ہنگام قیام وطن یعنی دہلی ہمیشہ مجلس مشاعرہ آراستہ کرتے لباس ترکیب بندش سے تن شعر پیراستہ کرتے عرصۂ قلیل گذرا کہ انتقال ہوا تہ خاک وہ خسرو شیرین مقال ہوا کیا زبان سے کیا بیان ہو ✣

پشت لب سے ترے نکلا خط ریحان ایسا	سنہ تو دیکھو نکھے یاقوت رقم خان ایسا
شمیم کاکل شکین ہے شب جو اوڑھ گیا	تو آپ کہنے لگے اسکو سانپ سونگھ گیا
چاہتا ہون مین کہ ای ابر مژہ تجھسے بھی	موج ہر اشک کی تلوار ہیو برسے تلوار
چڑھائی چادر مہتاب شب ستون نے چھپر پر	کٹورا صبح دوڑانے لگا خورشید گردون پر
قدم نرکھ میری چشم پر آب کے گھر مین	بھرا ہی نوح کا طوفان حباب کی گھر مین
ہوا سے زلف یکسو ہو تو خال رخ دمکتی ہین	کبھو بدلی گھر آتی ہے کبھو تارے چمکتے ہین
دل کا کیا مول بھلا زلف چلیپا ٹھہری	تیری کچھ گانٹھ گرہ مین ہو تو سودا ٹھہری

نظیر تخلص لالہ گنپت رائے شاگرد شاہ نصیر سخن گو مشہور مرد سنجیدہ طبع دل پذیر وہان سخن گو زبان پر آیا دریا ہے فقر جہان پر آیا

کیا زرد ہوئین عشق کے آزار سے آنکھین	ہے چشم ہین اب نرگس بیمار کی آنکھین

نظیر تخلص لا اعلم از العقاد یافتگان سجدہ گاہ شعرائے نظیر بیاسی حہ؟ کوئی شعر گلشن بیخار کی ہم نہ پہنچایا المصنوعی نظیر مقرر کیا اور ہادی شعرا کا شعر انکے نام گلشن بیخار مین لکھ دیا جو بلا شک ہے اور اپنی تقریر ہے اس چالاکی اور عقل اور تحقیقات کو آفرین صاحب کے پاس سا اس زمین شعر کی تمام غزل براہ نظیر ثبت گلستان نظیر زبان

سینہ مین گویا نہال گڑتے ہین ابکار مضامین کا جوبن دکھاتے ہین نعوذ باللہ ہدنگا دل بھکاتے ہین میل سرمہ کو طرف کجل میل ہے خواہش درآمد و برآمد خیل خیل ہے

سرمۂ خاک پا عنایت ہو
آگیا ہے غبار آنکھون مین +

کیا کیا عذاب اوٹھائی ہین اندوہ عشق کی
جز نام اب تو کچھ بھی نزاکت نہین رہی

نسیم تخلص گلزار علی نام اپنے والد کے فیض یافتہ صحبت اہتزاز نسیم طبع سے گلہاے مضامین کو فرحت و نزہت کاغذ کا تختہ گل لالہ کا چمن ہے بوقلمون رنگین شگوفۂ مضمون سخن سے صریر خامہ ہی کہ بلبل چہچہاتا ہے خط رخ کا بیان ہی کہ ارغوان پر سبزہ لہلہاتا ہے نالہ مرغان نسیم سحری ہے آب شبنم سے ہر گل کی پیالی بھری ہی یہ باغ طبع کا ثمر ہے جو شاخ سطر پر ہی

غیرون کے ساتھ اوسکو تو ساری تپاک ہین
اک ہم ہی اے نسیم اوڑانیکو خاک ہین

نسیم تخلص مرزا راجہ کدار ناتھہ نام خوش فکر خوش کلام غنچۂ افکار نسیم مضمون سے شگفتہ روائش گلشن طبع مضمون نادر کی ہوا کی ہوا سے شستہ و رفتہ نہالان سخن پر نسیم بندش نرم نرم بہتی ہے عندلیب فکر ہر شاخ مصارع پر کیا کیا نغمہ کہتی ہے جوش بہار ہے چمن کاغذ گلزار ہے یہی خزان کا دور ہے چراغ لالہ کا رنگ اور ہے صرصر کی چال لدھڑ ہے ہر نخل کی پت جھڑ ہے تیغ بہمن چلتی ہے سیر اردی شال سایہ ڈھلتی ہے شجر فکر کا سایہ ہی قرطاس کے کنارے مین ڈہل گیا ہی

قتل ہاتھون سے تیری عاشق رنجور ہوا
درد سر روز کا تھا خوب ہوا دور ہوا

نشاط تخلص مولوی الہی بخش نام صاحب دانش عالم طبع کو مضمون تازہ قہقہہ نغمہ سے نشاط مدعی کج فہم کوتاہ بینش طلباے نظم کے مدرسہ کاغذ مین تکرار معقول ہے کہین بحث نفی و اثبات کسی جا گفتگوے قال اقول ہے +

تیغ ابرو کا اگر کچھ بھی اشارہ ہو جائے
آپ کا نام ہو اور کام ہمارا ہو جائے

نشاط تخلص لالہ اشیری سنگہ نام قوم کاتھہ متصدی خالصہ شریفہ شاگرد اشا غمگین طبعون کو حساب سخن کے فاضل باقی روبروے محاسب مضمون کے

زیب و تزئین تا برہان قاطع ہو عدو کا عیب شایع ہوا ابطال کلام صاحب گلشن بہار ہوا اور غلطیان جو انسے سرزد ہو لیکن اونکا بھی اظہار ہوا اور وہ جو سو لسے اور غلطیونکی دو غلطیان اشد اونسے وقوع مین آئین ازانجملہ ایک خام موج مطرب چغتائی گئی دوسری یہ ہے کہ انکو کدورت ہی کہ اچھا شعر جو پایا تو صاف دوسرے کا بتایا انکے دل کی صفائی گئی دوسرا فقیر مقرر کرکے انکا شعر اونکے نام لکھا ایسی افترا پردازی سے کیا حاصل ہوا جو ایسا کلام لکھا انکی صفت مین یہ عبارت ہی جسکے واسطے بندہ کو اتنی دقت ہی

ناظر تخلص شخصے ست در بنارس خود را شاگرد سودا میگوید از کلام اوست وہ شعر یہ ہے جسپر انکو تحسین ورنہ ہی حضرت آدمی شعرا کے بیہان اس شعر کی غزل لکھی جائیگی نغمہ گو کو کیا کیا کہلائیگی

تا ایک نظر دیکھے تجھے اے مہ تابان ۔۔۔ رہتا ہے سدا مہر درخشان ہمہ تن چشم

نظام تخلص نواب عماد الملک غازی الدین خان بہادر وزیر عظیم الشان جنکی امارت ایران انتظام ہندوستان انکی سرداری کا فسانہ حلقہ بگوش عالم ہے سجدہ گاہ شعرا کا قصیدہ انکی شان مین بصد طمطراق چونکہ تخلص نظام ہے تو نظم کا انتظام ہے بعالی شان کلام مین صولت امارت ہی عماد طبع پر کاخ سخن کی عمارت ہے

چھپا ہی مانگ مین دل ابکی دو یہ یتیم ڈھونڈہتا ہون گدہر ۔۔۔ کہ آدہی رات ادہر ہے اور آدہی رات ادہر
دل تڑپتا ہے اور دیدہ تکی راہ کسی کی ۔۔۔ یارب نہ کسی دلکو لگے چاہ کسی کی

نعمتی تخلص نعمت اللہ نام واد غلام محی الدین عشق ومبتلا زبان فارسی خوشتر فکر ریختہ مین تفتیش طبع دل کشا

تڑپتے ہین ہم یہ دل غمگین بغل مین ۔۔۔ اب آ کہین اے باعث تسکین بغل مین

نکہت تخلص نذر علی بیگ نام شاگرد شاہ نصیر ترجمہ سکندر نامہ بزبان ترجمہ انکی تحریر مشام گل مین انکے عطر سخن کی نکہت ہی چمن کلام مقام نزہت و فرحت ہے کاغذ کا چمن ہی جسمین گلدستہ سخن ہے

آج اک پردہ نشین کو ہے مری گہر آنا ۔۔۔ آئیو اے ملک الموت تو کہکر آنا

نوا تخلص ظہور اللہ خان نام وطن خاص بدایون تلمذ اللہ خان لقا سے فیض سخن پایا صاحب عالم مرزا جہاندار صاحب کی سرکار سے خوش فکر خان خطاب ہاتھ آیا لکھنؤ میں قلندر بخش جرأت سے مجاربات سخن کا اتفاق ہوا پر واسطے حصول محاورۂ زبان و رسمی شہر ایران کا اشتیاق ہوا پھر لکھنؤ آئے یاروں سے بچھڑے اور اسی عرصہ قریب گذرا کہ بلبل روح قفس تن سے پرواز کرکے زمزمہ سنجوں سے ہم نوا ہوا طائر جان گلشن جسم سے ہوا ہو کر ہمصفیر ونکے ساتھ گویا ہوا طوطی کلک کی نوا ہے اسی ہزار داستان کہنا بجا ہے

تیر پہ تیر ناز کا دل پہ میرے گذار تھا	رخنہ در زخم ہر خدنگ دیدۂ انتظار تھا
اوس اوج تک تو سیل سرشک اپنا جا بہا	حسین کہ ابر جون کف دریا بہا پھرا
سانس سینہ میں اٹک گئے ہیں میری تس تس	کیا ہی نہ درون پر چڑھی ہے ناتوانی اندنوں
الٰہی ناگ لگیو گور میں اوس تیرہ باطن کو	کہ جس نے تھی تکلف اوسکی زلف عنبرین پکڑی
او نہیں کیا لطف ہستی ہے جنہوں نے نازنینوں کی	نہ چشم عشوہ زا دیکھی نہ ساق نازنین پکڑی
ہی یا ہے ہاتھ تھوڑی دل سے مضطر دیکھ کیا ہو	ادہر اندیشۂ دشمن اودہر اوسنے نہیں پکڑی

نوازش تخلص نوازش حسین خان نام مشہور مرزا خانی شاگرد ظہور الشعرا نواب ناصر جنگ کی نواسے سخن کے انکی حال پر نوازش کلام لیا

یہ سانس ہے پیکان سے نشتر ہے کہ دل سے	کانٹا سا کھٹکتا ہے یہ دیکھو میرے بر میں
ہون کاہ سے کاہیدہ کیا زار اسے کہتے ہیں	عیسیٰ سے نہ ہوا اچھا بیمار اسے کہتے ہیں
بن ہاتھ لگی وسکے ہیں جا سے نہیں ہلتا	لاغر اسے کہتے ہیں طیار اسے کہتے ہیں
میرے چشم خون بار سے گر نیو اسلے	رنگا جاتے گر زعفرانی دو پٹہ

نیاز تخلص محمد میر نام ساکن فرخ آباد شیوہ اکل حلال صدق مقال تادیب اطفال ناز طبع کو سخن سے نیاز معلم فکر سبق سخن طفلان شائق کو دیتا ہے یہیں انداز

کہاں ہے دسترس اپنی جو پہونچے میرے داماں تک	نہ پہونچی ناتوانی سے یہ ہاتھ اپنے گریباں تک

نیاز تخلص مولوی نیاز احمد نام جلوہ افروز بریلی مرید حضرت میر ضیاء الدین صاحب

سے پوری صاحب کیفت اہل باطن رموز دان حقائق ایزدی پیر مغان میخانہ جذب وسلوک صوفی باصفاے سر مدی عرصہ قلیل ہوا کہ تعلق دنیا سے دلکو آزاد کیا شہر خموشان آباد کیا عالم فکر بدرسہ کاغذین مباحثہ حق و باطل کرتا ہے یہان تک کہ شاعر طبع بھی نیاز حاصل کرتا ہے یہ مسئلہ سخن سے مثل یقین پر مبرہن ہے بعید بہ تکلف ہے کہ مزاج مائل تصوف ہے

وہ جو نقش پا کیطرح رہی تھی نمود اپنے وجود کی ‌ ‌ سو کشش نے دامن ناز کی اوسے بھی زمین سے مٹا دیا
کیا ہی چین خواب عدم مین تھا نہ تھا زلف یار کا کچھ خیال ‌ ‌ یہ جگا کی شور ظہور نے مجھے کس بلا مین پھنسا دیا
صبر و قرار و شکیب تاب و توان عقل و دین ‌ ‌ سب نے تو لی اپنی راہ رہ گئی کیون جان تو
پوچھے ہے ہر ایک سے کسکا ہے عاشق نیاز ‌ ‌ تجکو نہین ہے خبر ایسا ہے ایجان تو

ناصر تخلص لا اعلم اور حال معلوم نہین لیکن فکر مین متانت ہی کلام سے فصاحت کو ستعانت ہی اول کا حال اوپر گذرا یہ ناصر نامی جنکے شاعر طبع کی یہ خوش بیانی

جسم و گردن کا تری جس بزم میں افسانہ تھا ‌ ‌ تھی تہی قالب صراحی وارگون پیمانہ تھا
خار تھی پابوس جہالی پانون اوسکی پڑنی سے ‌ ‌ یار جس صحراے وحشت مین ترا دیوانہ تھا
یک قلم شمشیر قاتل نے کیا اوسکو قلم ‌ ‌ کیا نہال عمر اپنا سبزہ بیگانہ تھا
نیم وا ہے چشم وقت خواب اوس میخوار کی ‌ ‌ بیخبر ساقی پڑا تھا در می خانہ تھا
بعد عزت عاشق و معشوق ایک جا تھے ‌ ‌ دل میرا تھا عندلیب اور گل چراغ خانہ تھا
باتین کرنا خوابین کندہ ہے یہ رکھکر کیونکہ ہاتھ ‌ ‌ و ان کرام الکاتبین ہی اوسکو دروشانہ تھا
قبر ناصر سے بقول درد آتی تھی صدا ‌ ‌ خواب تھا جو کچہ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

نسیم تخلص لا اعلم درویش دلریش آزاد کیش عمر از جہل کم و بیش وارد حال دہلی ہوے یہ شگوفہ اونکی نہال طبع سے عنبر بیز مشام سیاران معدلت کیش نسیم فکر نکہت گل سخن کی جھولیان بھر بھر کر لاتی ہی شائقان نظم شمیم عطر آگین غنچہ مضمون سے معطر کر جاتی ہے ✣

نسیم کس سے گلہ اپنی اپنی قسمت ہے ‌ ‌ وصال غیر کو ہو اور فراق یار ہمین

نحیف تخلص سید برکت علی نام ساکن مراد آباد سخن سنجی مین زور آور و میر و استاد اگرچہ تخلص نحیف ہی پر سخن پر قوی نگہ ضعیف ہی

ابھی ہین شہر خموشان مین تو الدوان گشتہ | خدا جو دی مجھے اگیدم کو بھی مزار مین روح

نسیم تخلص لا اعلم نسیم سخن سے گلشن کاغذ مین غنچہ دل سیاران فرو تازہ ازہار مضمون چمنستان کاغذ مین بی اندازہ کشمیر فکر کی ٹھنڈی ہوا سے گلشن کاغذ قرطاس مین کیا کیا گل کھلا ہے + +

نسیم باغ مین جائے اگر وہ جان جہان | ہر ایک گل مین پڑی جان ہر ایک خار مین روح

نظیر تخلص درۃ التاج شہنشاہ سخندانی گوہر یکتای قلزم فیض رسانی سر پر آرای اقالیم سخنوری اور رنگ پیرای محافل شاعری سید ولی محمد صاحب مرحوم و مغفور کہ اصل اصیل دار الخلافت شاہجہان آباد سن صغر سے ہمرکاب والد بزرگوار عہد دہلی کوچہ ملکان جو متصل روضۂ ممتاز محل اور روصف اوسکا اظہر من الشمس ہے زینت بخشی وہ کیسی شمع شبستان ہمرست چراغ دودمان عزت گلدستہ گلستان عظمت غنچہ بہار ندرت لعل معدن حلم و حیا گوہر گنج اتقا خورشید آسمان وفا ماہ چرخ صفا بادہ نوش میخانۂ مضمون نگی رحیق پیمای مصطبہ معنی دل نشینی بحر ان جود و احسان معدن الطاف بے پایان حلیم الطبع خلیق الوضع مطلع انوار سواد نظم مقطع بیاض تجلیات بزم حریف محفل آشنائی ظریف انجمن دانائی خلاصۂ خاندان بصالت صلائی دودمان اصالت چرخ ہمت زمین حلم دور از جہل نزدیک بعلم وحید عصر یکتای زمان یکہ تاز عرصۂ مضمون سخن سنجان آشنای غواص لکتہ چینی دانای دقایق رنگینی عالی فکرت بلند ہمت رفیع مرتبت بزرگ شوکت والا فطرت اوج فتوت ہادی شعر القب صاحب قاعدہ ادب خیاط ازل نے قبای مضامین نادر انکی عقل کے جسم پر قطع کی دبیر فلک نے بیاض سخن پروازی و مضمون طرازی انکی نام بخشی بلاغت مین سلمان ساوجی بسم اللہ خوان و لستان فصاحت مین سحبان وایل طفل مکتب ایشان انکی چمن فکر مین اس طرح کے گلہای مضامین کھلے ہین کہ

اگر عین خزان مین بلبل تصویر کو اوس باغ مین لیجاے تو اون پھولون کی بو کار
نفس عیسوی کرے نغمہ سراے عندلیب طبع کی اگر طوطی سحبان سنے تو ہزار زبان سے
نوا سنج توصیف و مدح ہو کر انکا دم بھرے جس شاخ پر ایک پھول گلستان سخن
انکے سے کھلا دیکھین سیاران شائق عنادل وار جان نثار کرین گلشن جنت ایک
برگ خزان رسیدہ چمنستان طبع بہار خلد غنچہ گلبن باغ جنان طبع جسوقت مزاج
عالی تحریر نثر پر ملتفت ہوا مضمون انشا ہاے نثری گزین قدر متین فہم قرین بزم
رعنا زیبا حسن بازار طرز تقریر وغیرہ نو عدد مثال نو رتن زیب بازوے شاہد مدعا
ہو کر دست بستہ آن پہونچا ہر گاہ عنصر لطیف سمت ترقیم نظم متوجہ ہوا اور صیاد فکر نے
دام طبع بچھایا مرغان مضمون لامکان پرواز اوڑنے سے باز آکر بخوشی صید ہوے
تو غزل مستزاد مثلث مربع مخمس مسدس مسبع مثمن معشر رباعی قطع بند ترکیب بند
ترجیع بند تضمین واسوخت بحر طویل وغیرہ ہر ایک کو مستعد تحریر فرمایا یہ کچھ سراے
گفتن و نوشتن نہین بلکہ فی الواقع بلا تصنع اور اوسمین کل صنعتین شاعری کی ختم
کین دیوان حافظ کی چند غزلین زیور رحمہ سے معرا ہین باقی سب جواہر فکر سے
مرصع ہوئین عاصی پر معاصی جو غاشیہ شاگردی غلامی دوش سعادت پر رکھتا ہے
اب نظارہ گیان نسخہ گلستان بیخزان کی خدمت عالی مین نظر چشم عنایت پر
رکھتا ہے کہ بچشم انصاف غور فرمائین مہربانی بہر طور فرمائین مؤلف گلشن بیخار نے
کہ در حقیقت پر خار ہے اکثر ہر ایک شاعر کی نسبت حقارت اور تحقیر سے گفتگو کی
بلکہ یکسر شکایت سے پر ہے اور عاصی ہر جگہہ مباحثہ اور تردید انکی موقع پر کرتا چلا آتا
ہے زبان خامہ کو ہیچ شیخی کی یہ کہ شمع دودمان مرتضوی ہین چراغ خاندان مصطفوی
ہین انھون نے گلشن بیخار مین شیخ انکا نام کیا یہ کیا بیجا بیہودہ لغو کام کیا اور ش
عبارات لکھی جسسبب بندہ نے شکایت لکھی ہے نظیر تخلص شیخ ولی محمد اکبرآبادی

خانہ در جوار روضہ تاج گنج کہ بیرون شہر مذکور است دارد آیت لم یخلق مثلہا فی البلاد
کہ در خصوص باغ شدہ اوآمدہ است مہربان گشت ورنہ و ثنای ہمین گلستان

ہمین یعنی برزبان آدمی گویند نظیر در حلم و خلق وانکسار بےنظیر روزگار است
بہ تعلیم صبیان بسر می برد کم مدت است کہ ازین خاکدان بروضہ رضوان رفت
اشعار بسیار دارد کہ برزبان شوقین جاریست و نظر بآن ابیات در امداد شعرا
نشاید شمرد امابرعایت ابیات منتخب قطع نظر کردہ شد اور است الخ
سبحان اللہ صاحب گلشن بیخار کے نزدیک شاعری سہل کام ہے پر اس معنی سے
کہ شعر کہوالیے اور شاعرون مین اپنا نام ہے اوستاد سے شعر کہوا کر اپنا نام مشہور
کرائے اور دل مین خوش ہوے کہ ہم بھی شاعر کہلائے مدار کے بھروسے پہ یہ شوشے
انکی کمر مین کہان زور ہے اس شاعری پر ایسا منہ پھٹا کہ ہر شاعر کے تن پر عیب کا
جامہ سیا انکے سخن کے بیکار حرف ہین ایسی شاعری پر چار حرف ہین بیگانی شعرون سے
یہ شاعرون مین ہین شامل ہو لگا کی شہیدون مین ہوگئی داخل منہ سے روبرو نہ
کھڑکی نہ دروازہ نہ ٹٹی جھٹ بھلائی انکی سب باتین ہین اٹھی کسی کے برا کہنے سے
کوئی برا نہین مگر یہ فعل ہرگز اچھا نہین برا کہنے والا خود برا جو اپنے تئین اچھا سمجھے
وہ لابد برا باطن بدگویون کا ذکر کہان تلک اچھون کو برا کہتے آئے ہین یہان تلک
کہ طعن کرتے تھے ہو یہ بھی کفار + وہ جو تھی وارث سریرونی قیل ان الالہ ذو ولد + قیل ان الرسول
قد کہنا + ما نجا اللہ والرسول معًا + من لسان الوری فکیف انا + شاعری اسکو کہتے ہین کہ دانا
ہو زمانے کی امورات نیک و بد سے ہمہ دان شیرین بیان ہو بڑہ کی حد سے شعر گوئی
کے دقائق سے خوب ماہر ہو شاعری کے سب نکتون کا فائدہ اوسے ظاہر ہو شاعری
کے عملون کا عامل ہو ہر طرز مین مہارت کامل ہو جیسے ہادی شعرا امیر بھی کہ
لازم نہین کسی کی نسبت کہنا ایسے ناملائم نہین صاحب گلشن بیخار مخفی نہ رہے انداز ہین
انمین بھرے ہوئے لاف و گزاف ہین ایسے شاعر نامدار عالی مقدار جنکے کلمات
شائستہ نے گوش فہم عالم کو عقل سماعت بخشی اور شہر شہر دیہہ دیہہ قصبہ قصبہ کوچہ
و برزن مین ہزارون شرح بجز ذکر اوصاف نظم و نثر اوس جنت آرامگاہ کی کچھ
نہ تھی ساقی خمخانہ فیض طبع نے نشہ بادہ شوق سخن کا لبریز کیا پیر مغان طبع نے

ہر ایک خشک کام گلو تر گروہ راوق تمناے سخن کا اپنے دور مین لبالب ساغر کیا
چشم حاسد کیواسطے مصرعہ برجستہ کا رمیل کرتا ہے پای ابتدا مین مضمون پیچیدہ پیرہن
بھرتا ہے ای مخلصان صوری و معنوی بگوش دل متوجہ ہوکر سننا اور چشم انصاف کو
بمعاینۂ گلشن بیخار اور گلستان بیخزان کھولنا کہ مولف گلشن بیخار کو اوسکی تالیف سے
کچھ یہ مدعا تھا کہ سیر گلدستہ گلہاے بوقلمون سخن کیجیے بلکہ ضمیر خاص یہ تھا کہ رسوخ
اپنا اور اپنی آشنا اور مومن خان اور اونکی آشنا اور مولانا صدر الدین خان و مرزا
اسد اور غلام علی وحشت کی کلاسون سے داد لیجیے باقی سب کو برا کہیے افسوس
کیا کیجیے بہت جا غلط کو صحیح لکھا اور صحیح کو غلط صریح کہا عجب آتا ہے کہ یاران ہمنشین
نے بھی باوجود واقفیت کمال چشم پوشی کی چنانچہ مرزا اسد صاحب کہ ہادی شعراے
شاگرد اور انکی کیفیت سی خوب آگاہ تھے خاموشی کی یہان تک کاشہ دماغ شعراے
غرور سے پر ہوا کہ غلطی کو صحیح جانا اسقدر ان سبکو تجبر اور غرور ہوا بس ہمنے
صریح جانا شعر ہادی شعرا کو نظیر ثالث بنارسی کے نام لکھا معلوم نہین کہ وہ نظیر حقیقی
ہین یا مجازی جسکا ہمنے یہ انجام لکھا ہین اس غزل کی اور شعر بھی تحریر کرون گا
نظر انصاف سے مباحثہ کی تقریر کرون گا علی ہذا القیاس اور غلطیونکا بھی
نشان موقع پر مٹاتا گیا جو مضمون زبان خامہ پر آتا گیا اگر یہ کہو کہ ہادی شعرا
ضعیف شعر کہا کرتے تھے تو یہ نظیر قوی و بی نظیر نہین ہر زمانے مین فصاحت و بلاغت
کا تبدل ہوتا ہے صفائی فصاحت مین تقریر نہین چنانچہ موجد کلام اردو و والد شعرا
کے سخن کو غور کیجیے اور سجدہ گاہ شعرا وغیرہ کے کلام کا دور کیجیے زمین و آسمان کا
فرق ہے دریای حیرت مین خیال غرق ہے اونسی انکے شعر نہایت بہتر ہین ہمین نمط
قیاس کرتے چلی جائیے کیا سب برابر ہین پچاس برس کا عرصہ ہوا جو ہادی شعرا کا
فکر سخن مین دور اخیر تھا یہ فقرہ اس موقع پر قابل تحریر تھا فی زمانا بہت لفظ شعراے
حال نے لچر سمجھکر چھوڑ دیے تو اب جتنے متقدین شاعر تھے برے اور شعراے حال
اپنے چھے پڑے اتبو دشمنون نے منہ موڑ دیے جب عرصہ کثیر گذری گا اور درستی سخن

زیادہ تر ہوگی تو شاعران حال شعرائے مستقبل کے روبرو ماضی ہون گے اور
یہ کلام انکا کمال ناقص ہوگا اب کلام قبلہ گاہ شعرا اور سخن آتش کو مقابلہ کیجیے تو
مضامین آتش گرم اور انکی کلام کے قائل ہی ہون گے اگرچہ اس مقام مین بہت طول
ہوا حاسد نہایت دل ملول ہوا سبب اسکا یہ کہ ممدوح الیہ نے جب کہ لوگون کی گفتار
کی اور خود امارت کو کام فرمایا ولیکن سمجھے کہ جسکو جیسا دل چاہے لکھو کوئی ہمارا کیا کریگا
اوسکی تردید کیواسطے عامی یہ گفتگو لایا مخصوص ہادی شعرا کے باب مین نفس الامر
گفتگو اور واجبی تقریر بیان کیجیو اس کلام کی جگہ نہین کہ انکی بہت شعر لکھے یا عبارت
طول تحریر کرے کیونکہ صاحب گلشن بیخار نے کدورت کی راہ یا کبر یا لوابی کی سبب
انکی نسبت بھی کلام بیجا لکھا اب اگر انکی ابطال تقریر کے لیے ایک دیوان ہادی شعرا
کا شامل گلستان بیخزان کیجیے تو بجا ہے جو شعر بندہ لکھتا ہے اونکو دیکھکر جو اس
پر ان ہون گے اور کیفیت طباعی و لطف سخن سے اون کے ہمنشین اور اوستاد
وغیرہ کی ہوش گریزان ہون گے یہ نہین کہ اوستاد سے غزل کہوا لی اور شاعر
بنگئے شعرا پر طعن تشنیع کرنے کو تن گئے و تحقیقون مین ذرا اوستادی چاہیے جس سے دشمن
کی خانہ بربادی چاہیے مولوی صدر الدین صاحب جو صاحب گلشن بیخار کے بڑے
یار شفقت مآب ہین اور عالم متبحر بلکہ لاثانی اونکی اتنی تعریف لکھی ہے کہ ایسی کسی کی
نہین کی اون کے مطلع پر جو اس نالایق نے اعتراض کیا وہ استحکام تقریر کا بانی
منصفان والاشان نقطہ باحرکت کا بے حرکت ہونا اونکی اس حرکت ناشایستہ
کو لحاظ فرمانا کہ حرکت متحرک ہے یا ساکن بندہ تو فتح و ضمہ و کسرہ و جزم سے واقف
نہین من وعن جو اس مقول مین بحث معقول کرے مدعی و غلط گو کی بات کو
طول کرے ذی علمون کی زبان سے سنا فقیر جاہل ہے پڑھا لکھا نہ پر متحرک لکھا اوستاد
نے کلام کا بیان کیا میری یاد مین چنانچہ اسکی نظیر کیواسطے ردیف الف مین بنام
مولوی صاحب مذکور تقریر گذری یہ مقام بڑے موقع کا ہے عقلا غور فرمائین
کہ جو ایسے عالم اور انکے بڑے دوست کی ایسی تحریر گذری اونکے شعر کا یہ حال

پس جو کمتر مرتبہ ہون سے اونکا کون احوال شکلا مؤلف گلشن بیخار یا اونکے اوستاد
اونکے کلمات کا کیا حال ہوگا صحت لفظی کی عافیت کا ہیکو میسر اونسے کیا قیل و قال کا
مال ہوگا یہ کلام مومن خان جسکی غلطی فاش کا کیا بیان دل ایسے شخص کو مومن نے
دے دیا کہ وہ ہی محب حسین کا اور دل رکھے شمر کا سا انکے دوست کا وہ مقال اوستاد
کا یہ حال خود دلی یہ تقریر جنکی سبب طول ہوئی تحریر بخدمت سیاران گلستان بیخزان
عرض عاصی یہ ہے کہ کہان تک کلمات کی تحریر کا طومار ہو لب لباب کرکے لکھون
اگر کل منتخب کو جمع کرون تو بہت ضخیم ایک کتاب جلدی تیار ہو لہذا چند اشعار ثبت جریدہ ہین
وہ شنیدہ کیا بلکہ دیدہ ہین چونکہ تخفیص تالیف اس کتاب کی دو سبب ٹھہری ایک
یہ کہ صاحب گلشن بیخار نے کل لفظ بیجا اور عبارت بے محل اکثر صاحبون کی نسبت
لکھی اوسکی تردید منظور تھی دوسرے بادی شعرا مرحوم جو ناظم و ناثر اس مرتبہ کے تھے
اور مشار الیہ نے اونکی اہانت کی انکے علم و فضل کو دکھا کر گفت و شنید منظور تھی
اگرچہ ان حضرت کے اشعار بندہ نے بہت لکھی عدو کے کلام کو رد کیا لیکن بسبب طول
ہونے کتاب کی اتنے پر اکتفا کرکے تردد بیجد کیا عشاق مضمون کو منظور شاہدان
شائقین عصر کی تسخیر اسلیے عمل حب سخن کو گوشۂ کاغذ نظیر کلام نظیر شعراء عصر کیلیے
نظیر ہے تقریر عاصی بے نظیر ہے عدو کا سینہ سپر خامہ کا تیر ہے یہان مضمون گرم طبیعت
کے سانچے مین ڈھلتے ہین وہان عدو سر دہین بن آگ پڑے جلتے ہین یہان طوطی
خامہ گویا ہے وہان آئینہ دل زنگ مین لدا ہے یہان چمن کاغذ مین معانی کے
گل کھل رہے ہین وہان خار حسرت سے خاکمین عدو دل رہے ہین یہان تیغ زبان
برق زا ہے وہان عدو کے کھیت کا کھلیان ہورہا ہے یہان جیب طبع مین
مضمون رنگین ہے وہان دامن عدو اشکسا خون سے تضمین ہے یہان نیزۂ خامہ آبدار ہے
وہان عدو کا سینہ فگار ہے یہان شعرا کی آراستہ بزم ہے میان نظم ہے وہان خنجر
عزا کھچا ہے ماتم داری کا عزم ہے مین ہین باطن اب کہان تک زور طبع آزمانا
ہے خندہ تگ کا کب خونریز کا کب تک قلب دشمن نشانہ ہے اگرچہ جوش طول

طول سخن ہے اور ایسا زور علم و فن ہے تو کتاب کیونکر تمام ہوگی داستان کسطرح انجام ہوگی بس تمہاری طبع کا زور دیکھا دریاے فکر کا شور دیکھا تم تو تیغ زبان چمکاتے چلے جاؤ گے عدوی بزدل سپر انداز کو دھمکاتے چلے جاؤ گے مگر رنگ فکر منہ زور ہے عدوے ناہنجار سکندہ می خور ہے اب مطلب پر آؤ حضرت اوستاد کی شعر سناؤ سامعین ہمہ تن گوش ہین اہل مجلس مؤدب و خاموش ہین اعدا کا سر نیچا ہے ندامت سے زانو مین بھچا ہے اب ہمارے حضرت اوستاد مخدوم و مکرم و معظم و محتشم و محترم کیا فرماتے ہین فخادمان با ادب و سعادت اندوز تمتع آموز کو کیا کیا مضمون سناتے ہین برخوردار بہرہ اندوز ہون گے بدبخت نافرجام او .بھی کینہ اندوز ہونگے نواب مستفید ہو مضمون کی گفت و شنید ہوا ایسا حضرت کا ارشاد ہے جس سے دوست شاد دشمن برباد ہے

دیکھے جلوہ جو اوسکے حسن بالا دست کا
حوصلہ اتنا کہان اپنی نگاہ پست کا

بے صدا آکر لگا اور ہو گیا سینہ کے پار
یہ خدنگ صاف تھا کہنے نشانی شست کا

یہ سیل کی اشکونکی بیابان مین نہین ٹھہر
پھوٹا کوئی مجنون کا گر پاؤن کا چھالا

گل جو رخ عرق فشان یار نے تک دکھلا دیا
پانی چھڑک کی خواب سے فتنہ کو پھر جگا دیا

اوسکے شرار حسن نے جلوہ جو اک دکھا دیا
طور کو سر سے پانون تک پھونکے یا جلا دیا

گذری جو سوی خانقاہ وان بھی بشکل جلوہ نما
اہل صلاح و زہد کو فرش کیا بچھا دیا

نکلے جو راہ دیر سے ایک ہی نگاہ مست مین
گبر کا صبر کھو دیا بت کو بھی بت بنا دیا!

لائی خاطر مین ہماری دلکو وہ مغرور کیا
جبکی آگے مہر کیا مہ کیا پری کیا حور کیا

دیکھہ سبزون کی طراوت کو زمین پڑھتے ہی
دمبدم انبتہ اللہ نباتا حسنا

چمن طراز حقیقی نے اپنی صنعت سے
کسیکو پھول بنایا کسی کو گھاس کیا

وصل اوسکا ہوتا کیونکر میسر
وہ نور جان تھا مین آب و گل تھا

آغوش تصور مین جب غنچہ اوسے مسکا
لب ہائے نزاکت سے اک شور تھا بس بس کا

اوس تنکو نہین طاقت شبنم کی تلبس کی
اے دست ہوس او سیر تو قصد نکر مس کا

سو بار جو پڑا اوسکا مسکا نگہہ گل سے
رخ و جبین مژہ تیر و چشم و ابرو کو
تن و دل و لب و دندان کو رو ہی محارت سے
ذقن کو چاہ زنخدان کو گوش و گردن کو
کف حنائی و انگشت و ساعد و قد کو
جو وصف زلف کا پوچھا تو حلقہ حلقہ کو
دیکھ او سی رنگ بہار و سرو گل اور چو بہار
تو ہی وہ گل ایجان کہ تری باغ میں ہے شوق
ہی کونسی وہ چشم نہین جسمین اوسکا نور
عیسیٰ کے تم سے حکم نہین کم تقصیر کا
شہر دل آباد تھا جب تک وہ شہر آرا رہا
گیا رہا پھر شہر دلمین جز ہجوم درد و غم
آرہا آنکھون مین ہم تو بھی نہ وہ آیا صنم
اک پردہ ہستی نہ رہا جون نظر آیا
اوس مہر پر انوار سے شبنم کی طرح ہم
بدن گل چہرہ گل رخسار گل لب گل دہن ہے گل
عشق کا جو گل زخم دم شمشیر کھلا
طفل اشک ایمژہ چاہے کہ رہے ٹک دو گھڑی
محو تدبیر ہین ہم لیک خدا ہی جانے
نظیر اب اس ندامت سی کہون کیا
ادہر اوسکی نگہہ کا ناز سے آکر پلٹ جانا
یہ کچھ پھر دیکھ ہی دیکھو کہ نیا شکل دانی کی
یہ گیتائی ہے یکسر نگی نس او پہ یہ تھیا سست ہے

شبنم سی کب اسے بلبل پیراہن گل سکا
سنان و بدر مہ و نرگس و ہلال لکھا
عقیق و سیم و در و مشک کی مثال لکھا
صراحی سیب و گل و چشمہ زلال لکھا
ستاک و برگ و گل و غنچہ و نہال لکھا
تاب و دم جمع و ملجاے صد اسیر کہا
اک اوڑا اک گر گیا اک جل گیا اک بہ گیا
جبرئیل کو بلبل کیطرح نعرہ زنی کا
ہی کون سا وہ دل کہ نہین جسمین اوسکی جا
ارنی پکارتا ہے سدا دم تقسیر کا
جب وہ شہر آرا گیا پھر شہر دلمین کیا رہا
تھی جہان فوج طرب وہان لشکر غم آرہا
حیف کس سے پوچھیے جا کر کہ وہ کیسا رہا
وہ پردہ بر انداز ہمین کیون نظر آیا
گم ہوتی گئی ہمکو وہ جون جون نظر آیا
مہر آیا اتبو وہ رشک چمن ہر ڈھیر پھولون کا
رہ گیا جسم پہ مثل گل تصویر کھلا
پیار سے مہر سے الفت سی بہ تدبیر کھلا
کون سا گل ہے لبس پردہ تقدیر کھلا
فـ آ ہا ئتم آہا تم آہا +
ادہر مرنا تڑپنا غش مین آنا دم اوٹھ جانا
بکھرنا شر ہونا اٹھلانا پھر سمٹ جانا
نہ کم ہونا تڑپنا اور ہزارون گھٹ مین بیٹھ جانا

دل ہوا جس دن سے بسمل ابروی دلخواہ کا
نہ گل اپنا نہ خار اپنا نہ ظالم باغبان اپنا
ہے کیت پاوہ مصحف کہ جیسے کو بیان مین لا
نہ آئے بو جو ذرا تیرے مصحف رخ کی
سر سبز دل جلون کو نہ ہر گز کرے فلک
جیسے ہوئے ہین وہ لب جان بخش جلوہ گر
تو وہ ہو نور سراپا کہ تیری صورت کو
گلی کی خاک بھی ہو کر نہ بکھرنے پائے
یہ ناتوان ہون کہ آیا جو یار ملنے کو
اٹھو ذرا سا کانون ہجر بیٹی اسے ندے
ہم وہ درخت ہین کہ جسے وسیدہ اجل
تبعون کے ناز برداری ہین بھی تیری عبادتوں کی
بجھے نہ دیل جھٹ مین نشاہ کی عام کا
عزیزو کیا پڑے سوتے ہو غفلت مین ذرا جاگ
ایک نظر گر تجھے دیکھین تو شادی سے پھر
ہوا جو اوسکا وہ کوچہ چمن بہشت نصیب
یہ کم نصیب ہوی ہم کہ بعد مرگ نظیر
جب کھلے اوس معجزہ آرا کے لب
عشق مین اوس گوہر نایاب کے
نام سے اوس لب کی ہین لبریز شہد
ہو حسن اثر کیون نہ میری آہ مین یارب
دل سا در یتیم بکا کوڑیون کے مول
بازار یوسفی نے نہ دیکھین تھین خواب مین

تھا وہی پہلا دن اوس بسمل کی بسم اللہ کا
بنایا آہ کس گلشن مین ہمنے آشیان اپنا
ہاے نظارہ یہ کہتا ہے پھسل جاؤن گا
نسیم بچا گئی آ کے ہر ورق گل کا
دانہ کہین اوگا ہے جو آتش مین بھن گیا
تب سے تمام نسخہ عیسیٰ کا گن گیا
بشر تو کیا ہے میری جان فلک نہ دیکھ سکا
ہمین تو آہ یہان تک فلک نہ دیکھ سکا
تو صورت اوسکی اوٹھا کر پلک نہ دیکھ سکا
لگتا تھا ورنہ چین کا دانا وہ آگرا
ادھر ادھر دکھائی ہے اودھر تبر قضا
میری اس بندگی کا اب تو ہی شاہد ہے معبودا
موصوف ہو جو خاص خدا کے کلام کا
جرس فریاد میدارد کہ بر بندید محمل را
نہ کو لگین چار چاند مہر کو چار آفتاب
خدا نے ہمکو اسی جا کیا بہشت نصیب
ہوئی مزار کو اپنی نہ ایک خشت نصیب
بند ہوئے حضرت عیسیٰ کے لب
آج تک خشک ہین دریا کے لب
خلد کے حوران شکر خا کے لب
سب کچہ ہے مہیا تری درگاہ مین یارب
کیا گنج غیب بھی خدا ید ہر کے نصیب
ہو گر میان ہوئین تری بازار کی نصیب

ہین ہوں دور مہروشی اور ساقی ہی اور خم شراب
پر خدا جانے یہ بیداری ہی اے دل یا کہ خواب

ثروت و مال و منال و حشمت و جاہ جلال
کوئی اسکو کچھ کہو ہم تو سمجھتے ہین یہ خواب

یہ جواہر خانۂ دنیا جو ہے باآب و تاب
اہل صورت کا ہے دریا اہل معنی کا سراب

وہ مطلا قصر رنگین وہ منقش بام و در
جنکی رنگینی سے تھا قصر ارم کو پیچ و تاب

وہ عظیم الشان مکان یتی نہین جنکی رفعتین
ہمسر کے طاق آسمان کو طاق ابرو ہی جواب

صحن مین بستان سرا ایسے پر از غلمان و حور
جنکی انہارون مین جای آب گل خالص گلاب

اور مکین بھی وہ صاحب ثروت جنھین کہتی تھی خلق
کیقباد و قیصر و کیخسرو و افراسیاب

مہروش بہرام صولت بدر رفتار و چرخ رخش
مشتری ہمت ثریا بارگہ کیوان جناب

وہ تجمل وہ تمول وہ تفوق وہ غرور
وہ تجشم وہ تنعم وہ تعیش وہ شباب

ہر طرف فوج بتان ہر سو ہجوم گلرخان
جنکی عارض رنج ماہ و رشک روی آفتاب

چشمک و آن و اشارات و ادا و سرکشی
طنز و تعریض و کنایات غمزہ و ناز و عتاب

صبح سے لی شام تک اور شام سی لی تا بہ صبح
متصل رقص و سرود و پی بہ پی جام و شراب

ساقی و مطرب ندیم و مستی و میخوار گی
ساغر و مینا گل و عطر دمی و نقل و کباب

کثرت اہل نشاط و جوش نوشا نوش مے
از زمین تا آسمان شور نی و چنگ و رباب

وہ بہارین وہ فضائین وہ ہوائین وہ سرور
وہ طرب وہ عیش کچھ جسکا نہین حد و حساب

یا تو وہ ہنگامۂ تنشیط تھا یا دفعتاً
کر دیا ایسا کچھ اس دور فلک ذی انقلاب

جو وہ سب جاتی رہے دم مین حباب آسا مگر
رہ گئی عبرت زدہ وہ قصر ویران و خراب

تھا جہان وہ مجمع عالی وہان اب ہی تو کیا
نقش سم گور یا کنہ کوئی پر عقاب

ہین اگر دو خشت باہم تو لب افسوس ہین
اور جو کوئی طاق ہی تو صورت چشم پر آب

خواب کہیے اس تماشہ کو نظر آب یا خیال
کچھ کہا جاتا نہین واللہ عالم بالصواب

کیون نہ عشرت و جشن ہو جو ملے +
یار مہ چہرہ اور شب مہتاب

فرصت عمر قطرۂ شبنم
وصل محبوب گوہر نایاب

گردش آسمان مین ہم کیا ہین
پر کا ہی صبا نہ گرداب

جسم کیا روح کی ہے جولان گاہ
ساغر کے لب سے پوچھیے اوس لب کی لذتیں
بقول حضرت صائب ہزار حیف نظیر
گذری نہ دو دم نہ خوشی سے کبھی ایوائے نصیب
ہے جدا اوس محبوب کی انگشتری در دست جیب
کل تو دونی ہاتھ میں تسبیح رکھتا تھا نظیر
آج صہبا کی گلابی اوسکے ہے در دست راست
تری قدرت کی قدرت کون پا سکتا ہے کیا قدرت
قسمت میں گر ہمارے یہ مے ہے تو ساقیا
کچھ ہمکو امتیاز نہیں صاف و دُرد کی
کھل گیا رخسار اوسکا جس گھڑی کاکل ہٹی
طریق عشق بے مرشد نہو سکے ✣
جسکو کہتے ہیں نگاہ لطف خوبان اے نظیر
رکھتے ہیں ہم شمس و قمر کا سا تفاوت
در پے ہیں دل ابھی کر ادھر عشوہ گر چند
کیا کیا نگیں عقل کے باندھے ہیں پر و بال
عشق کا دور کری دل سے جو دیر کا تعویذ
کتنا تنگ صفا ہے کہ پائے نگاہ کا
رکھی ہرگز نہ تیری رخ نے رخ بدر کی قدر
عزت و قدر کی اوس گل سے توقع ہے عبث
رات جو خوار کبھی اوس چشم فسون پرور سے
می پرستو نہیں ہے یون ساغر و مینا کا وقار
کفش برداری سے اوس مہر کی چمکا ہے نظیر

روح کیا اک سوار پا بر کاب ✣
کس واسطے کہ خوب سمجھتا ہے لب کی لب
کہ در بہار ندارم بکف بہای شراب
تھی عجب تک وہ جس سے مری لکھوائی نصیب
رکھی ہے کیا کیا نزاکت پروری در دست جیب
اور مصلے کی عنایت گستری در دست جیب
اور بلبلے کی اک پیالی بھری در دست چپ
تری آگے کوئی قادر کہا سکتا ہے کیا قدرت
بے اختیار آپسے شیشہ کریگا جبت
اے ساقیان بزم بہار ید ہر چہ مست
حسن کے گلشن کا دیکھا ہمنے گل سنبل ہمیت
کہ ہے یہ رہ نہایت پیچ در پیچ ✣
ہے وہ شل کیمیا ہم منتظر مس کیطرح
نور ید بیضا و کف پائے محمدؐ ✣
خواہندۂ یکجا ان ہیں اودہی مو کمر چند
کر کر گئے شکر خندہ ہم لب شکر چند
اس دہر کے کا کوئی ہنسنے ندیکھا تعویذ
ہلکا سا اک غبار ہے چہرے کے رنگ پر
کھوئی کاکل نے بھی آخر گو شب قدر کی قدر
وان نہ عزت کی کچھ عزت ہے نہ کچھ قدر کی قدر
ہان مگر منزلت بکر بھی اور عذر کی قدر
جب جیسے اسلام میں ہو محتسب و صدر کی قدر
ورنہ کیا خاک تھی اس ذرہ بے قدر کی قدر

یون ہجر مین روتا ہون مین اوس گل کی شب و روز + کر نالہ و فریاد + جیسے کہ کیوقت
یوسف کی لیے روئین تھین یعقوب کی آنکھین + ہر شام و سحر کو + خون نامہ مین بھر
خط مین نے جو بھیجا اوسی با حسرت دیدار + لکھ خون جگر سے + اور داغ کی کر مُہر
تکتی رہین جا کر میری مکتوب کی آنکھین + اوس رشک قمر کو + حسرت سے مر بھر

بندی کے قلم ہاتھ مین ہوتا تو غضب تھا
گل عارض شگفتہ بجا رہے دیکھ اوسکا خجلت سے
پڑی ہے خاک گورستان مین کیا کیا قد موزون پر
وہ رکھی اینٹ چھاتی پر بزیر خاک سوتی ہین
لن ترانی نے کیا اپنا ظہور آخر کار
قرب سمجھا تھا جسے تو وہ ہی دوری ای شیخ
نظیر حضرت دل کا کچھ کھلا احوال +
جو سخت ہووے تو ایسا کہ کوہ آہن کا
ابھی تازہ حلقۂ زلف مین جو پھنسا ہی طائر دل بھلا
واماندگان راہ تو منزل پہ جا پڑے
ہی ترا رُخ بھی تجلی مین گجھر اوس نور کی شمع
چشم بد دور اوسی رخ سے ہنوئی تھی روشن
وہ عارض اور جبین تابان کہ ہون دیکھ اوسکو منہ
کف مین اور نگیو مین لعل لب مین چشم میگو مین
تیری بھی منہ کی روشنی رات گئی تھی مہ سی مل
یوسف مصر سے مگر ملتی ہین سب تیری نشان
بستے ہین کشتگان عشق اونکی ارسی ہین گلی
جیسے سوا ہی کو بکن کرتے ہین اوسکا غم سدا
یار ملا جب ای نظیر میری گلی تو مل گئی

صد شکر کہ ہی کاتب تقدیر کوئی اور
گیا یانی سحر کا آفتاب ارغوانی پر
اوگی ہی گھاس کس کس گلبدن کے روی گلگون پر
چمکتی تھی سنہری قصر جنکے بام گردون پر
موسٰی بیخود ہوئے اور جل گیا طور آخر کار
اوسی نزدیک نی پھینکا ہے تجھے دور آخر کار
خدا ہی جانی یہ ندرت آب ہے کیا چیز
جو نرم ہووی تو برگ گلاب ہے کیا چیز
اوسی رنج پہونچی ہے ای صبا تو گھڑی گھڑی ہلا بقیں
اتنو بھی اے نظیر یہان سی قدم تراش
دیکھ جس نور کو کافور ہو کافور کی شمع
مشعل وادی ایمن شجر طور کی شمع
قمر خورشید زہرہ شمع شعلہ مشتری مشعل
حنا آفت ستم فندق مسی جادو فسون کاجل
تاب سے تاب رخ سے رخ نور سی نور ظل سی ظل
زلف سی زلف لب سے لب چشم سی چشم تل سے تل
اشک سی اشک نم سی نم خو سی خون گل سی گل
کوہ سی کوہ جو سی جو سنگ سی سنگ سل سی سل
جسم سی جسم جان سی جان روح سی روح دل سی دل

دیکھے نہ مجھے کیونکر از چشم حقارت او
چپ بیٹھون تو کہتا ہی خاموش ز بیہ مستی
ہون تیرے تصور مین میری جان ہمہ تن چشم

وہ سرو جوان یار و من فاختہ پیرم
کچھ بولون تو ہوتا ہے آزردہ ز تقریرم
دل ہے میرا حیران آئینہ حیران ہمہ تن چشم

اور وہ ایک شعر اس غزل کا جو صاحب گلشن بیخار نے از راہ تصنیع نظیر تخلص بنارسی
شاگرد مسجود شعرا کے نام لکھا اور در اصل ہادی شعرا کا ہے سو بندے نے
تمام غزل لکھ دی کہ دروغ گو را تا بخانہ رسانیدن ٹھہرا اوس بار شعر والی غزل کا
مطلع اوپر ہے باقی معہ اوس شعر کے سب بیتین لکھین جنکا بیچ گھر ہے ✣

تا ایک نظر دیکھے تجھے اے مہ تابان
مت تختۂ نرگس سمجھ اسے گلبدن اوسکو
آنکھو نکو ملے تا کہ ترے پانون کے نیچے
دیوانگی میری کی تحیر مین شب و روز
اوس آئینہ رو کے ہی تصور مین نظیر اب
اوسکی ذات کو ہے دایما ثبات و قیام
اوس پریرو کی دیوانی کی یہ ہی شکل لباس
کل نظر آیا چمن مین اک عجب رشک چمن
مہر طلعت زہرہ پیکر مشتری رو مہ جبین
نازنین ناز آفرین نازک بدن نازک خرام
تیر قد نشتر نگہ مژگان سنان ابرو کمان
بے مروت بیوفا بیدرد وبی پروا خرام
زلف و کاکل خال و خط چار و نکی یہ چارون غلام
دوش و بر دندان و لب چار و نسے یہ چار و خجل
سختی و بیرحمی و جور و جفا سرکار کی
مبتلا ایسی ہی خوش وضعونکی ہوتی ہین نظیر

رہتا ہے سدا مہر درخشان ہمہ تن چشم
ہے عشق مین تیرے یہ گلستان ہمہ تن چشم
ہر نقش قدم سے ہے بیابان ہمہ تن چشم
ہے حلقۂ زنجیر سے زندان ہمہ تن چشم
حیرت زدہ نظارہ پریشان ہمہ تن چشم
قدیر و حی و کریم و مہیمن و مستغا...
تار دامن خار پیر شاخ شجر پر آستین...
گل رخ و گلگون قبا و گلعذار و گلبدا...
سیمبر سیماب طبع و سیم ساق و سیم تر...
غنچہ لب رنگین ادا شکر دہان شیرین...
برق ناز و رزم ساز و نیزہ باز و تیغ...
جنگجو قتال وضع و سرفراز و سر...
مشک تبت مشک چین مشک خطا مشک...
نسترن برگ سمن ور عدن لعل...
معتمد مومی الیہ و مستشار و سو...
بیقرار و دل فگار و خستہ حال و بے...

کیا کاسہ ہی تجھے اس بزم مین ای ہمنشین
یہ کاسۂ فیروزہ گون ہی شیشہ باز پرفنون
ہوا اعتماد اسکا کسی سے شیشہ بازی یاد اسے
کل دامن صحرا مین ہم گذری جو وقت صبحدم
بولا بفریاد وفغان کیا دیکھتا ہی او میان
گل برگ سی نازک بدن سر پانو تلنے رشک چمن
دنرات ناز ونعمتین سہ طلعتون سے صحبتین
باغ وچمن پیش نظر بزم طرب شام وسحر
اک آسمان کے دور سے اک گردش نی الفور سے
سنتے ہی جی بھر آگیا رخسار پر رشک آگیا
اسمین سرانیا ناگہان ہر سو ہوا شل زبان
طلعت یوسف صباحت مین ہی لاثانی ولی
کسطرح سنبل ہوا ون زلفو نشے اگر سربسر
یہ عشق دی بہاران جن دہلی اندیان ہین
کوئی نہ دیکھدا ہی دیکھوا ید ہی تو پیاری
چھوٹا سا خال اوس رخ خورشید تاب مین
چمن مین جب سے لب لعل وس غنچہ لب نی کھولے ہین
ہین اک اپنے یوسف کی خاطر عزیز و
طوفان اوٹھا رہا ہی میری دلمین سیل اشک
ڈر ہمکو بناوٹ کی اوون کا نہین کچھ
ہے اگر چوری شیر تم بھی زری پوش بن
آئینۂ ماہ کو لعل لب اپنے دکھا
تم ہو سہ چار وہ چار قدم رکھکے آج

دور فلک سے کیا خبر پھوٹی تجھے کالب تک ناہین
جتنے حیل ہین اور فسون سب اسکی ہین پر تمین
رکھتا ہی شاد ایکدم جسکے کرتا ہی پر اندوہ گین
اک کاسۂ سر پر الم ایا نظر اپنے وہین
تھی ہم بھی سر بر آسمان گو اب پڑے ہین بر زمین
زرین وسیمین پیرہن دلکش سماں و نگمین
عیش ونشاط عشرتین ساقی قران مطرب قرین
ہر سو بکثرت جلوہ حسن بتان نازنین
اب سوچے گا غور سے در لحظہ آن رلجائین
دل بھر تو تسے چھا گیا خاطر ہوئی اس سہگین
بولا نظیر آگہ ہو ہان سن نیز روزی تجھنین
یہ نمک یہ خال وخط یہ زلف یہ ابرو کہان
یہ لٹک یہ بل یہ پیچ وتاب یہ خوشبو کہان
کہہ کہہ طرح جگر وتیغ وسو مان بجاویان ہین
تم بن ہماری انکھیان آنجھو بہاندیان ہین
ذرہ سما گیا ہے دل آفتاب مین
گلون کے پہلو مین غنچہ نہین پھولی ہین
یہ ہستی کی ساری دوکان تجتا ہون
وہ دن خدا نہ لائے جو مین آبدیدہ ہون
وہ آن غضب ہی جو خدا داد کوئی ہو
دو وہ چھٹے گا اسے یاد دلانے چلو
چشمۂ کافور مین آگ لگانے چلو
بدر فلک قدر کی قدر گھٹانے چلو

دل جنگجو دیا نام تلک اور نگے ذبو چھا
گو آتش گل بھڑکی ہے پر یہ نہین توفیق
خط کو رخسار دیر اوس گلکی جو تحریرین ہین وو
فی الحقیقت فیض جذب عشق سی باہم ہین ایک
تری وہ شان کی رفعت ہے یا رسول اللہ
وہ نور دیدۂ احمد کہ جسکے رتبہ کی
مصحف رخ پہ ترے ابروی پیوستہ نہین
تا ابد آزاد ہین دام و قفس کی جور سے
پکارا تا صد اشک آج فوج غمکے ہاتھون سے ق
شنو ہین خون کو توانی ساتھ لی آیا ہون اور باقی
مرتا ہے جو محبوب کی ٹھوکر پہ نظیر آہ
کب آہ وہ کر سکتے ہین ولکی ہین بلیشون سے
ہو جرب زبان سے نہ پر یرویون کی تسخیر
زلف ہو بر سر احسان تو گرفتار کرے
تیغ ابرو کی نوازش ہو تو ہو زخم حصول
سنہ زرد و آہ سرد و لب خشک و چشم تر
بیٹھے بٹھائے خلد مین ابلیس نے نظر
ہستیان نیستیان یہان بھی ہین الیسی جیسے
بے زری فاقہ کشتی مفلسی بے اسبابی
جھکتی نکلی ہین اشکو نکی شیشیان یار سے
تن دیکھتی جس گل کا ن چھوڑ کی تن نکلے
یہ نقش ہین جھجک کی سنہ پر عرق آلودہ
موسی علیہ السلام نے تو تجلی طور کی سو جھی

تکلیف نہو تا لب ریحان نفسون کو
چھوٹکے جو اسیران چمن کے قفسون کو
ہے یہ وہ مصحف کہ جسکے ساتھ تفسیرین ہین دو
لیلی و مجنون کی گو ظاہر مین تصویرین ہین دو
کہ لامکان نے کہا لا الہ الا اللہ
حدیث البضعہ بنی ہے دو جہان مین گواہ
سو قلم سے ید قدرت نی لکھا بسم اللہ
بلبل تصویر و طاوس خیال آئینہ
ہوا تاراج پہلے شہر جان دلکا نگر پیچھے
چلے آتے ہین اوٹھتے بیٹھتے لخت جگر پیچھے
پھر اوسکو کبھی اور کوئی لت نہین لگتی
صحبت ہی جنہین حسن کے نازک منشون سے
یہ لوگ جو ملتے ہین تو ولکی کششون سے
چشم کی عین عنایت ہو تو بیمار کرے
شور لب زخم کو چاہے تو نمک زار کرے
سچی جو دل لگی ہے تو کیا کیا گواہ ہے
کیا دم دیا ہے حضرت آدم کو دیکھیے
وہ کمر اور وہ دہان کچھ نہین اور سب کچھ ہے
ہم فقیرون کی بھی ہان کچھ نہین اور سب کچھ ہے
ہمارے سینہ مین کس شیشہ گر کی کھچی ہے تصویر
وہ سیم تن اوس تن سے کس طرح نہ تن نکلے
یا حسن کی صافی سے قطرے گئی چھن نکلے
بر ختم رسالت کو بہت دور کی سوجھی

بقا ہماری تو پوچھو تو جون چراغ مزار
ہو جو ہمسے تو مل لو کہ ہم ہین نوک گیاہ

دیر سے آج جو نکلے بت ذیشان کئی
اوسکے دامن سے لگون پانون پڑون سایہ ہوون

آدم اک دمڑی کی حقیا کو رہے عاجز سدا
غور سے دیکھا تو اب یہ وہ مثل ہے اے نظیر

بالفرض اگر ہم ہوتے حوا کے شکم سے
حکمت کا اولٹ پھیر نہین جنکی نظر مین

ایک اوسکی دوا سمجھی نہین جاتی نظیر آہ
چیپک ہے در ہی کو ندن پڑی ہے ہوک اوٹھتی ہے

ہو کے خفا اور تیوری چڑھا کر جو بلی ہین آئے نظیر
گئی گذر آنکھی وہ سیکشی لگی جیسے آگ فراق کی

مرے اس چشم تر سے ابر باران کو ہے کیا نسبت
مجبوری یہ جو فنی ادا مین مٹی جفا مین لبی وفا مین چھوٹی

وہ نیچی کا فر سیاہ پی نہ و لگی زخمو نبہ باندہی ہی
تیز نگہہ کو راہ ادہر دیکھہ بھال دو

ڈالی سمیت گل کو اوٹھایا تو ہے ولہ
تلوار اوسکے ابرو نے کھینچی میان نظیر

اون ابروون کی تو بھی مقابل نہو سکین
یک زبان از بحر عشرت رائے دہر

یعنے ملک دریا کے جانب جائیے
آپڑا جب یہ ارادہ دہیان مین

جی طلب کا سہر بسر گھہ ہو گیا

ہوا کے بیچ کوئی دم رہے رہی نرہے
مثال قطرۂ شبنم رہے رہی نرہے

لیگئے صبر گئی دین گئی ایمان گئی
خاک ہون تو بھی مری دلمین ہین ارمان کئی

ق
ہمکو کیا کیا پیچوان اور گڑگڑی پر ناز ہے
باپ نے پدڑی نہاری بیٹا تیر انداز ہے

آدم کے تئین پوچھیے یہ کسکا جنا ہے
وہ کہتے ہین غافل یہ بقا ہے یہ فنا ہے

کچھ زور ہی معجون کا نسخہ یہ بنا ہے
مرے پہلو مین کیون پارہ یہ دل ہے یا کہ پھوڑا ہے

آپنے حمد گہالی ہے تو نہین بن گٹھن اوہو کاین پہ جیسے
یہ جلے ہے دل سو کباب ہے یہ سرشک چشم تر بہے

کہ وہ دریا کا پانی اور یہ خون دل ہے برسانی
ہم اس سے کھوتی کہ دل ہر اک کا ترے لٹک مین لٹک رہا ہے

پر بھی ہے جس نے کہ اوسکی پنی فرچی سے سر ٹیک رہا ہے
لکڑی سے پہلے تار نے والون کو ٹال دو

پونچے مین نازکی ہے بس اب اسکو ڈال دو
دل تم بھی دو بدو ہی کی سانچے مین ڈھال دو

بالفرض آسمان پہ اگر ہون ہلال دو
آگئی دریائے خاطر مین یہ لہر

دو گھڑی دہان دلکو خوش کر آئیے
جا پڑا دل شوق کے عمان مین

لجۂ خواہش سمندر ہو گیا

ہر طرف سے دل کے ہو کر دو بدو
آ گئی کثرت مین فوج اشتیاق
کھینچکر لشکر ہوس نے ناگہان
تند و تر ہو کر تمنا کی ہوا ❋
کیون نہ وہ کشتی روان ہر آن ہو
کیون نہ وہ کشتی طپش لیتی چلے
کیون نہ وہ کشتی روان ہو مثل باد
کیون نہ وہ کشتی روانی مین ہو طاق
کیون نہ وہ کشتی روان ہو تیر سان
کیون نہ وہ کشتی ہو بران آب پر
الغرض غالب ہوئی جب دل کی چاہ
جب نظر آیا کنارا بحر کا ❋
جی نے یہ چاہا کہ پہلے یک قلم
پر جو اول بحر کا تھا ماجرا
بھا گئین اوسکی جو طرحین خاصیان
کیا کہون دریا تھا وہ یا عین نور
یون وہ آب صافسے پر نور تھا
تھا وہ کچھ حسن صفا پایا ہوا
تابش الماس کو آتی تھی بیم
دن مین کرتا تھا وہ آب سیم مات
تھی وہ کچھ تہ کی تجلی گستری
تھی عذوبت اوسکی یہ شکر فشان
قند ہی چھپتا تھا ہو کے مات

جوشش مین آیا محیط آرزو ❋
سر سے گذری دلکی موج اشتیاق
فرط شوق خاطر نے باندھا بادبان
لے چلی کشتی طبیعت کی بہا
شوق جس کشتی کا کشتی بان ہو
جسکو خواہش اور طلب کہتی چلے
جسکی ہووے آرزو باد مراد
جسکے چپو ہون بدست اشتیاق
جسکے قبضہ مین ہوس کی ہو کمان
وہی تمنا جسکو ہر دم بال و پر
سیل کے مانند لی دریا کی راہ
اوسکے پہلو سے لگا اک دشت تھا
وصف اوس صحرا کا کریجے رقم
پہلے اوس مین ہے سخن تر امرا
کین اوسی کے آب مین غواصیان
جسکی اک اک موج تھی بحر سرور
جیسے گدلہ چشمہ کا فخر تھا
جیسے آئینہ جلا پایا ہوا
قطرہ قطرہ اوسکا تھا در یتیم
رات مین تھا چشمۂ آبحیات
جیسے آئینہ مین ہو عکس پری
شہد جسکے وصف مین غش کھا گیا آن
منہ سے مصری کی بھی نکلے تھی نہ بات

شربت اوس پانی کے آگے روتا تھا
اوسکی شیرینی کی گر سینئے صفیر
سرودی اور شیرینی اوسمین یون بھلی
اولی اوسکو دیکھکر غش کھاتے تھے
موج رکھتی ہے نزاکت سے وہ نہر
دیکھکر اوسکی وہ چین دل نشین
عدلتو یہ اوس موج چین آباد سے
نیمہ شبنم کی چینکر آستین +
تاب کیا جو پاس آنا جانتی +
جب نسیم صبح وان آجاتی تھی
کیا کرون اوسکی تواتر کا بیان
جیسے طبع عیش زا سے زود زود
ہر حباب اوسکا نزاکت جوش تھا
یا کہ تھی دریا نے پہنی کرکے چاہ
یا ہوا نے قصد کرکے خواب کا +
درج سیمین ہوش اوسپر کھوتا تھا
کس نے دیکھا اوس ہوا بہتا ہوا
کس نے غیر از اوسکے دیکھین تھالیان
تھی ہوا اوسمین وہ کچھ خوبی بھری
تھا تنک اتنا کہ وار اور پار سے
کیا کہون اوسکی صفائی اور چمک
موتیون پر غم کے اوسے پڑتے تھے
اب کہون خوبی مین اوسکے تاکجا

وہ وہ بھی پانی سے پتلا ہوتا تھا
بھتی لتی شیرین کو اپنی جوے شیر
جیسے ہووے برف شیرین کی ڈلی
ہونٹ شکر کے بھی چپکے جاتے تھے
جون کناریکی بناوٹ مین ہولب
جیب ہی رہجاتی وہان چین چین
بھولے تھے جعد سلسل یاد سے
گر کوئی اوس موج کے لاتا قرین
دور ہی سے دیکھکر چین مانتی
دلمین کیا کیا اپنے لہرین کھاتی تھی
اسطرح ہوتی تھی سینے در پئے عیان
کرتے ہین ہر دم نئی لہرین نمود
موج کے تھالی کا وہ سرپوش تھا
سر پہ شبنم کی فقط سادی کلاہ
تھا وہ پیچ یہ بنا یا آب کا +
گنبد گردون تصدق ہوتا تھا
آب پر اولٹا کٹورا سیم کا +
آب پر چینی کی اولٹی پیالیان
جسطرح ہوتی ہے شیشہ مین پری
خوف رکھتا تھا نگہ کے بار سے
کاسۂ بلور جاتا تھا دیک
دلمین شیشہ گر کے پھپھولے پڑتے تھے
بندہ رہی تھی نزد زمین اوسکے ہوا

گردش گرداب تھی اسطور کی
سر کو فکرت کی وہین دورا گیا
دیکھتا گر اوسکی گردش کا کمال
کف پڑا پھرتا تھا وہ ایسا شگرف
چرخ جب کہتا کہ اوسپر ہون نثار
اوسکی گردش مین وہ چکر خاص تھا
بحر دیکھ اوسکی پھرت کی بیڑیان
جب نظر جاتی تھی اوسمین گھرتی تھی
اب پڑون کب تک مین اوسکی آس مین
اور ہی مضمون کوئی لاتا مین پھیر
خوبیون کو اونکی تکتا تھا مہر
ماہیان تھین اوسمین وہ قدرت بھری
تھین وہ اونسے حسن کی ہمراہیان
آوے کب لطف اونکا آگاہی تلک
یون دل دریا سے ہوتی تھین عیان
ماہیء چرخ اونکو پاکر اچھیان +
تھا تڑپنے کی بجز مین وہ جمال
ایسی کچھ اونکی وہ کچھیان تھین نفیس
اونکی کچھیون پر نظر جب لاتی تھی
آب تھی اونکی کچی کے روبرو +
وہ کچی جب سر سی پاتک آتی تھی.
وہ دہ شعر اونکو بھی یون تک رہی
ہو بصدرت بلور سے شفاف تھی

مین نے جب خوبی پہ اوسکے غور کی
ہوش کا بھی مغز چکر کھا گیا
چاک ہوتا سینۂ چرخ کلال
چاک کے ہمراہ ہوجن پھرتا ہر طرف
تھی زبان موج کہتی دور پار
جس سے حیران دام ہی رقاص تھا
ناچتا تھا لیکے چکر پھیریان
کیا گھون پانی مین پھر کی پھرتی تھی
کشتیے دل جا پڑے گرداب مین
گر نہ آجاتی طبیعت کو گھمیر
شکو عکس ماہ دن کو عکس مہر
جنکی اک اک پر کو تکتی تھی پری
شست مین جنکے فنا کی پاسبان
جنکا نقل تھا ماہ سے ماہی تلک
جیسے نقطہ نون کے ہو درمیان
دودھ سے لیتی تھین اونکی مچھیان
دن کو گر ہوتا تو غش کرتا ہلال
دیکھتا تھا جنکو یون خوشنویس
برق کیا کیا دہر ہی ہو ہو جاتی تھی
دلبرون کی ابرؤن کی آبرو
نون کے گردن کی بنے بنجاتی تھی
جیسے ماہی کے دو بھی ہو نہ تھی
رنگ بھی آب گہر سے صاف تھی

ساحل اوسکے وہ صفائے ہمکنار
ریت کے ذرے جو وان ہموار تھے
جسکی خوبی کا نتھا کچھ وار پار
وہ بھی یکسر گوہر شہوار تھے +
اسطرح سکا بحر جب دیکھا روان
طبع مین عشرت بنا ہی آگئی
دل نے پھر لین راحتو نکی کشتیان
غم کی کشتی پر تباہی آگئی +

ایکدن باغ مین جا کر + شبنم حیرت زدہ واکر + جامۂ صبر قبا کر + طائر ہوش اوڑا کر
شوق کو راہ نما کر + مرغ نظارہ اوڑا کر + دیکھی رنگت جو چمن کی + خوبی
نسرین و سمن کی + شکل غنچوں کے دہن کی + تازگی لالہ کے تن کی + تازگی
گل کے بدن کی + کشت سبزے کی ہری تھی + نہر بھی لہر بھری تھی + ہر خیابان مین
تری تھی + ڈالی ہر گل کی ہری تھی + خوش نسیم سحری تھی + سرو و شمشاد و
صنوبر + سنبل و سوسن و عرعر + نخل میوے سے رہے بھر + نفس باد معنبر + در و
دیوار معطر + کہین قمری تھی مطوق + کہین انگور معلق + نالے بلبل کی مدقوق
کہین غوغائی کی بق بق + اسقدر شاد ہوا دل + مثل غنچہ کے گیا کھل + غم ہوا
گشتہ و بسمل + شادی خاطر ہوگئی مل + خرمی ہوگئی حاصل + روح بالیدہ
ہوائی + شان قدرت کی دکھائی + جان سے جان مین آئی + باغ کیا تھا
گویا اللہ نے اوس باغ مین جنت کو اوتارا + ناگہان صحن چمن مین + مجمع سرو
سمن مین + جیسے ہو روح بدن مین + جیسے ہو شمع لگن مین + جیسے خورشید کرن مین
ماہ پروین و پرن مین + دیکھا اک دلبر رعنا + طرحدار جفا کار + دل آزار نمودار
نگہ ہمسر شمشیر + مژہ ترکش پر تیر + سر و زلف گرہ گیر + دل خلق کی زنجیر + جبین نور کی
تصویر + وہ رخ شمس کی تنویر + زبان شہد بیان شکر + نظر روح کی اکسیر + دہن غنچۂ
خاموش + سمن برگ بر و دوش + سخن بحر گوہر جوش + بدن سرو قبا پوش +
چھڑی گل کی ہم آغوش + وار خم فراموش + ہر اک آن ستم کوش + عجب حسن دل آرا
نہ کبھی مہر نے دیکھا + نہ کبھی ماہ نے دیکھا + نہ کسی فہم مین آیا + نہ تصور مین سمایا
وہ نظر مجھکو جو آیا + مجھے حسن اپنا دکھایا + دل نے اک جوش اوٹھایا +

جی نے سب ہوش اوڑایا ✤ سر کو پاؤن پہ جھکایا ✤ اشک آنکھون سے بہایا ✤ اوسنے جب یون مجھے پایا ✤ یہ سخن ہنس کے سنایا ✤ کہ تو ہے عاشق شیدا ✤ کہین عاشق نہین پیدا ✤ ہوویگی تجھپر یہ ہویدا ✤ کہ اگر مجھکو تو چاہے ✤ یا محبت کو نباہے ✤ نہ کبھی غم سے کراہے ✤ نہ کسی غیر کو چاہے ✤ نہ کبھی گل کیطرف دیکھ ✤ نہ سنبل کی طرف دیکھ ✤ نہ بلبل کیطرف دیکھ ✤ نہ بستان پہ نظر کر ✤ نہ گلستان مین گذر کر ✤ چھوڑ دے سب کی مودت ✤ ہمسے رکھ دل کی محبت ✤ اسمین ہم ہی تجھے چاہین ✤ تجھ سے الفت کو نباہین ✤ ہین یہی چاہ کی راہین ✤ گر یہ مقدور ہے تجھے ہو ✤ اور یہ منظور تجھے ہو ✤ تو نظیر آجسے تو چاہنے والا ہے ہمارا ✤

ندا تخلص خلف مرزا کریم الدین سخن سنجون مین کمال نکتہ چین شاعر طبیع کی ندا ہے وہی سنگ ثبت وفتر کیا ہے ✤

نہ گل ہون نہ بلبل ہون نہ غنچہ نہ صبا ہون	اس باغ جہان مین نہین جانتا کیا ہون

نکہت تخلص نثار علی نام دہلوی شمیم گل سخن گلستان طبع مین یون چلے گل مضمون کی بو ہی نکہت کمالی ایک نزاکت ہو بہو ہے ✤

نہون گی بخیہ رشتہ سے جراحت سینہ چاکونکی	رفو کو چاہتے ہین سرخ ڈوری انکے ٹانکون مین
شعلہ زن وہ ہے بت فرقت ہے بدن مین کہ طبیب	اگر رکھے نبض پہ انگلی تو چھالوری ہو جاے

نادر تخلص کلب حسین خان نام ڈپٹی کلکٹر شاگرد شیخ امام بخش ناسخ شاعر نامدار اور شاعر بے بدل اوستاد شعر وغزل دولت دنیا و متاع سخن سے آسودہ گنج زر و معانی مین آسودہ طبیعت سخن پر تادر مضامین انکے نادر کاغذ کی مسند ہے حاکم سخن ستمند ہے

مر گیا مین تو اوسنے سمجھا مگر ✤	بد گمانی سے بد گمانی ہے ✤

نشاط تخلص راے للجا پرشاد نام خزانچی حضور والی دکن شاگرد میان فیض مبا خاطر سامعین کو بخشتے ہین فیض سخن انکے سخن سے سامعین کی طبیع کو حاصل نشاط ہے خاطر کو کمال انبساط ہے ✤

محو بستان ہون مین کسی لیلا کی یاد سے	صحرا وطن ہوا نہ مجھے گھر سے ہے غرض

انتہائے جور بے بیداد کی | ایک دم فرصت ندی فریاد کی

نیک تخلص جعفر علی نام ساکن حیدر آباد میان فیض صاحب جیسے سخنگو انکے اوستاد مشتاق سخن ہر نیک و بد ہے بلاغت کلام تجدید ہے سخن کی ترکیب سے معانی مین تہذیب ہے مرد نیک ہین سو متکلم مین ایک ہین

کدہر جاکر بسے ہونگے خدایا ہمرہان میری | کہ صورت خوابمین بھی مین نے اونکی پھر نہین دیکھی

حرف واو

واقف تخلص لا اعلم ایک فیض آبادی فقیر بلند پست سخن سے بخوبی واقف خوش تقریر گدائے سخن واقف حال ہے درویش طبع کا ایکہ کاغذ مین یہ سوال ہے

بو ہے اوس گلی مین مری دلکو بیکسی | ای نالہ کیجیو خبر اے آہ جائیو
خوبرو ہوکے باوفا ہو وے | مین نہ مانون اگر خدا ہو وے
سرد ہی بازار چاہان گرم بازاری نہین | کتنے یوسف دیکھتا ہون کچھ خریداری نہین

والہ تخلص لا اعلم قوم ہنود وطن فیض آباد باوصف ملت کفر کیا کلمہ زبان سے کیا ارشاد +

اعجاز لب اوسکا دم عیسیٰ سے نہین کم | وہ پنجہ سیمین ید بیضا سے نہین کم

والہ تخلص مرحمت خان نام مولد انکا کشمیر مقیم دہلی لکھنؤ مین انکے ذمہ اخبار انگریزی کی تحریر فکر فارسی مین تخلص ثاقب والہ معشوق سخن والا انتساب تحفہ مضمون احباکو مرحمت فرمایا اس طرح سبکو والہ و شیفتہ بنایا +

ہے عیان جلوہ ترا انسان کی تصویر مین | صورت معنی ہو ظاہر لفظ کی تحریر مین

واصف تخلص حسن بخش خان نام اعظم الدولہ کے برادر عم زاد لا کلام سخن جنکا وصاف اونسے ظاہر سخن کے اوصاف +

آتا ہے دلمین چاک گریبان کیجیے | صحرا کے آج چلنے کا سامان کیجیے

واصل تخلص محمد واصل نام زمرۂ شعرا مین شریک مدام عاشق طبع معشوق مضمون واصل تو صل نازمین مضمون حاصل یہ طرز رقم ہے جو حوالہ قلم ہے +

سرگرم ناز کیون نہو وہ شوخ بے نقاب
عالم مین اوسکے حسن کا بازار گرم ہے

وجیہ تخلص نواب وجیہ الدین خان نام برادر خورد حسام الدین خان فارسی مین شاگرد فاخر مکین کلام شیرین عذب البیان +

کتنا مین درد دل کوئی آج ہو نہ کل ہو
سنے یار سیکھی ہے وہ ہی ہاں تو کل ہو

وحشت تخلص لا اعلم جعفر علی حسرت سے تلمذ پایا سودائی فکر وحشت طبع کو سوے وادی مضمون لایا کیا خوب مضمون ہے جسکے اثر سے شہر کا غذ مثل ہامون ہے

آہ آبکے تو نکلتی ہے جگر سے باہر
اب جگر نکلے ہے خود دیدۂ تر سے باہر

وحشت تخلص میر ابو الحسن نام ساکن شاہجہان آباد نجبہ وحشت سے گریبان سخن تار تار جسکا جنون استاد ہے

مین نے شروع نزع مین کی تھی تجھے خبر
پہونچا تو اوس گھڑی کہ مرا کام ہوچکا

وحشت تخلص غلام علی خان نام جگر بند میر فرحت اللہ خان ربط فکر معقول ہے صاحب گلشن بخار نے واسطے شہرت جن آدمیون کے تذکرہ پریشان جمع کیا از انجملہ ایک یہ اصل اصول ہے جنکی ساتھ سخن کی تلافی ہے جو کچھ صفت انکی اونہون نے لکھی وہی کافی ہے اسے تفقد فرمایا ان بندہ عرض یہ ہے ذرا انصاف کو کام فرمایئے کہ میر سوز صاحب اور میان نظیر صاحب وغیرہ جو صاحب باطن اور استاد کامل تھے اونکے حقوق مین وہ فقرے لکھوائی کچھ کچھ مقام عبارت احقر عرض کرتا آیا عبارت بی مدعا کو بخیال طوالت چھوڑتا گیا یہ جو انکے دوست اور استاد بہائی جنکی تعریف اونہون نے بہت فرمائی خواہ وہ وصف اونمین ہو یا نہو پر صفت لکھنی ضرور انکو تو مجنون طبع کو یہ کلام وحشت ہے لیلی مضمون کو بیدا ہے کاغذ مین کمال نفرت ہے

دل ترا سنگ ہی پر آگ نہ نکلی کاہے
رخ ترا آئنہ ہے پر کبھی حیران نہوا

میری مرنے کی خبر غیر کو یون دیتے ہین
مرگیا وحشت جانباز تری جانسے دور

مجکو کثرت ہی گناہون سے بچایا کہ وہان
ایسی مجرم کی مقرر کوئی تعذیر نہین

دیکھون کیا سوے بہشت آنکھین میری
اڑ رہی ہین خاک کوے یار سے

بیت

وحدت تخلص جمعیت رای نام قوم کایتھ میرٹھ وطن یون بیان کیا سلسلہ وحدت وجود سخن گوئی مین یکتا جسکا جواب ایک نہین دوسرا +

سر دم سے عندلیب کو اب غش ہونا لگی
فصل بہار آئی ہی اسکو ہوا لگی

بیت

وزیر تخلص خواجہ وزیر خلف خواجہ محمد فقیر سلسلہ نسب کا حضرت خواجہ بہاو الدین نقش بند رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے بزرگان ناہنالی میرزایان دختر تھے میرزا سیف اللہ خان سرور برادر حقیقی امیر الدولہ حیدر بیگ خان نانای حقیقی خواجہ موصوف مقرر تھے مشق سخن جناب غفران مآب شیخ امام بخش ناسخ سے یہ بزرگ معلوم ہوتے ہین بڑی ذی اعتقاد رانح سے صفحہ کاغذ و سادہ وزارت ہی امر مضمون سے ترشح باران امارت ہی +

حیرت افزای جہان جسم مصفا ہو گیا
چار جوہر ملکے اک آئینہ پیدا ہو گیا

لیس مردن بھی مشکل ہی کھوکھنا یار تک اُنکا
لحد سے نام ملک عاشقی مین تہیلی منزل کا

بات کا انکی نہ جب پایا جواب ×
ہم یہ سمجھے وہ وہن سے لا جواب

کسکی شمع رخ سے ہی روشن چراغ آفتاب
اندیون بلکہ آسمان پر ہی داغ آفتاب

ہین بیت کی ہالکے وہ صدف سان
موتی کیطرح نکل پڑی بات +

فقط لہو سے ہی گیا پیکر شہیدان سرخ
ہر استخوان ہی مانند شاخ مرجان سرخ

دلیہ جو گذری خبر آگی دی اشکون نے وزیر
لائق خلعت رومال یہ ہرکاری ہین

لڑائی وصل مین اوس جنگجو سی ہونیوالی ہے
کناری گلبدن کی پاجامہ ڈھکائی ہے

بیت

وزیر تخلص نواب وزیر علیخان نام چیری صاحب کی قاتل داستان ہیان مشہور جہان ہے اسلیے تحریر اوسکی لا حاصل صولت شاہ سخن یہ ہے دربار کاغذ مین حاضر ہر کہ و مہ ہی حاکم طبع کا ایسا قاہر حکم ہے جس سے رعایاے مضمون ضم بکم ہے

اوٹھ گئے محفل سی ساری یار اور پل چل پڑی
ای فلک انداز گردون شوخ تجکو کل پڑی

جون سبزہ روندی او گئے ہی پاؤن کے تلے ہم
اس بگردش افلاک سی کیھو لی نہ پہلے ہم

وسعت تخلص مستقیم خان نام شاگرد مولوی قدرت اللہ شوق تنگی مضمون پر کشادہ طبعی کا ذوق فوت کہتے رہتے ہین سامعین یون سنتے رہتے ہین +

وای قسمت ایک گالی کی ہو ملتی ہین ہزار ۔۔ وقت گفتن جیب زبان پر او سکے لکنت آگئی

وصال تخلص نصر اللہ خان نام پسر حکیم ثنا اللہ خان فراق خوش کلام عرصہ دراز ہوا غالبًا سین چہیالیس یا سینتالیس ہجری تھے مقرر جو سرکار نواب شمس الدین خان بہادر مرحوم والی فیروزپور جہرکہ احقر سے ملاقات ہوتی تھی اکثر اور مولوی عزیز اللہ صاحب سن تیجی اور مولوی کرامت علی صاحب وغیرہ کا جلسہ رہتا تھا ہر ایک شائق سخن اس انجمن اپنے اور یگانہ شعر کہتا تھا چرچا شعر و سخن کا ہوتا ہر جوہری سخن کے موتی پروتا کا کل آویزان اونکے تابدوش تابدوش کیا بلکہ دوش سے ہمدوش یہ مطلع اونکی تصنیفات سے ثبت دفتر کیا اپنے ہاتھ سے تحریر سراسر کیا بہت نظم و نثر اونکی تصنیفات ہی سے اسلیے وہ مخزن جسمین کربلاے معلے وغیرہ کا بیان اور حالات ہی معشوق مضمون سے عاشق طبع کا

وصال ہے رقیب بدسرشت سحر مین یکسر پامال ہے

دیکھکر اضطراب اس دل کے ۔۔ اوڑ گئے ہوش مرغ لبسمل کے

واَلا تخلص مظہر علیخان نام سخن مین مرتبہ والا بلکہ ہر ایک ادنے سے رتبہ مین اعلے لطف سخن مین جیسے شمع انجمن ہین +

یوسف کا جو نقشہ در و دیوار پہ کھینچا ۔۔ کیون تونے زلیخا نہ دل زار پہ کھینچا

ولی تخلص مرزا ولی محمد نام دہلی نژاد سخن کے ولی مضمون کے اوستاد قیام پذیر مرشد آباد سخن مین انکو ولایت جنکی یہ حکایت ہی

بند قبا چمن مین جو وہ یار وا کرے ۔۔ لے برگ گل کو ہاتھ مین پنکھا صبا کرے

ولی تخلص حاجی ولی نام ملک الشعرا عہد شاہ عالمگیر جنت مقام مین کلام نظم باطن اردو آغاز کیا آنحضرت سے اردو و نظم کی بنیاد ہے انکا شاعر طبع کل شعراے اردو کا اوستاد ہی یہ دفتر ناظمان اردو کا سر خیل سخنوران اردو ہے اور طبع سبک نثر اس

سخن معتقد انکے شیخ و برہمن کل شعرا کے پیر امیر ہین سب انہین کی تکبیر فقیر ہین سب شاعرون کے باپ ہین یہ انکے اوستاد آپ ہین شہر سخن مین ایسی ولی کی ولایت ہی ہر گم رہ کو انہین کی ہدایت ہی طریق سخن کے سالک ہین اس راہ کے بھی مالک ہین سخن ایسا چلن ایسا ولی کا کلام ہے الہام لا کلام ہے سخن کہان نہین ہے شاعر طبع کیسا ذہین ہے اوسوقت کی زبان اس عہد کی بول چال مین ملا دی ہے یہ ولایت ہی یہ شاعری یہ اوستادی ہے ++

خط کے آنے نے خبردار کیا گلرو کو
نشۂ ہوش ہی اس بادۂ ریحانی مین
ترک کر اے رقیب فرعونی
آہ میرے عصاے موسئی ہے
اثر بادۂ جوانی ہے ++
گر گیا ہون سوال کچہ کا کچہ ++

وحید تخلص حکیم محمد وحید الدین خان رئیس بدایون از بس یاد ہے منضبط ہے سخن کا قانون لب گہر والی بھر تیور بزم کہ اطبا سرفراز یہ نسخہ مجوزہ طبیب طبع جس سے مریض سخن کو شفا پر ناز +

دیکھکر گلشن مین تیری زمزمہ سازی وحید
ہو گئی ہے تھک گئی آخر زبان عندلیب
کہکشان اسکو سمجھو کو ہی جاری ہے نہر
چرخ اخضر پہ میری دیدۂ خونبار سے آج
تیر عشق نے اچھا یہ دیا مجکو ثمر
وجہ بیوجہ جو سب سنگ زنی کرتے ہین
آہ گر دو لیسے بھرون خشک کرون جیحون کو
جا ہون نالی ہی ہلا دون مین ابھی گردون کو
ذرہ ذرہ ہجران سی ہوئی جاتے ہین سر ٹکڑی
چشم سی آتے ہین چھن چھن کے جگر کے ٹکڑے

وفا تخلص حیدر علی نام معشوقان بیوفا کے عشق مین سرگرم وفا لعبتان ہمون کی ایک عاشق طبع پر جفا عاشق طبع کا مدعا ہے وہ اس شعر خط مین لکھا ہے +

مجھسا ہوئیگا نہ دنیا مین کوئی خانہ خراب
کہ سمجھتا ہون بیابان کو مین گھر اپنا سا
پروانے تجھپہ کیونکر ہووین ہجوم کی دل
جون شمع تری حسن کا جلوہ کدہ ہین

وحید تخلص مولوی عبد الرؤف نام اندر وساے کلکتہ علم فارسی و عربی و بنگلہ وغیرہ سے بہرہ ور البتہ یہ مسئلہ حقیقۃ المصلی طبع سی درج کیا تو طالبان سخن کا امین کیا درج کیا

بیتابیون سے رات یہ حالت تباہ ہے	نالہ جگر مین بند گرہ دلمین آہ تھے

حرف الہا

ہادی تخلص میر محمد جواد علی خان عماد الملک کی ہمنشین ہادی طبع گمراہان صفا مین کا رہنما بالیقین انکی سخن کو طبع کی ہدایت ہے جسکی اسطرح روایت ہے

کچھ آج شکستہ ہے بہت رنگ رخ گل	صیاد نے کس بلبل شیدا کو ستایا
دل ہوا ہادی نہ آگہ سنگی حال رفتگان	بلکہ ہر خواب غفلت یہ بھی اک افسانہ تھا
ہادی ہزار سبزی اوگی اور جلے پر آہ	آیا نہ میری خاک پہ وہ گلبدن ہنوز
اوٹھتا ہے جاے نالہ میری دل سے اب غبار	اس خاکدان مین آکر مکدر رہون یہان تلک
چمن حسرت نہ رہی وار کی تری قربان	قتل کے بعد بھی پھر کیجیو تو وار کبھی

ہاشمی تخلص میر محمد ہاشم نام لکھنوی شاگرد رشید سجدہ گاہ شعرا محفل سخن مین انتظام نظم اسطرح سے فرمایا +

دماغ آشفتہ ہوتا ہے صبا نکہت سے سنبل کے	مشام آرزو مین تو کسی گل کی بو پہنچا

ہاشمی تخلص لالہ علم دہلوی اور حقیقت نہ کھلی ورنہ عاصی لکھتا کچھ نہ بری بلکہ بھلی فقط یہ مطلع ہم تک پہنچا وہ داخل مجالہ کیا +

نشے نے میکشون کے کیا فلک سر پر اوٹھایا ہے	کہ مست ابر سیہ ہو کر چمن مین جھوم آیا ہے

ہدایت تخلص ہدایت خان نام عم ثناء اللہ خان فراق سلسلہ بیعت و تلمذ کا حضرت خضر شعرا سے اشتیاق رشتہ قانون نظم کو ہدایت ہے کہ یہی بیان سخن کفایت ہے +

سخن سخت سے آئی ہے میرے دلکو شکست	کتنا نازک ہے کہ لڑتے ہے ہوا سے شیشہ
شب ہجران مین تری صبح کی ہوتی ہوتی	استخوان شمع صفت آبہ گئی رو رو تے
صبا کوچہ سے اوسکے مت اوڑانا خاک کو میری	ہبا و اگرد اوسکی چہرہ گلفام پر بیٹھے
ہنستے ہین آپ اپنے رونے پہ ہم ہدایت	گریہ مین اب ہماری تاثیر ہی تو یہ ہے

ہرچند تخلص لالہ ہرچند کشور نام از نبایر لالہ جگل کشور باد فروش بندی کی راہ مین پیش عمدہ روزگار کیست سخن کا البا جوش +

کہان کی نیند آگئی الٰہی مسافران رہ عدم کو
کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے تھکے ہم آخر جگا جگا کر

سجود محراب تیغ قاتل عبادت زندہ شبان ہے
جو ہو سکے تو قضائے عمری ہین ایک سجدہ مین سب ادا کر

کہان ہے جم اور کہان سکندر کہان ہے قیصر کہان ہے دارا
یہ سب کے سب خاک کے تھے پتلے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر

مین درد دل کہون تجھسے تو کھلکھلا کے ہنسے
نہ میری سادہ دلی نے ترا اثر کہین جائے

تڑپا نہ ترا صید تری تیر کو کھا کر
اس ڈر سے کہ پہلو سے نہ پیکان نکل جائے

ہدایت[۱۲] تخلص شیخ ہدایت علی نام ساکن جد دہلی مرد ظریف حریف چالاک والد انکے شیخ اکبر علی فن لطیفہ و حکمت و ذو معنی و دروغ گوئی مین یکتائے زمانہ و بیباک سنہ ۱۲۵ ہجری مین کسی صدمۂ عظیم کے باعث جلاد اجل نے ہدایت کی تقدیر نے خنجر ظلم کو فسان جور پر رکھکر انہین کے ہاتھ سے گلا کٹوانے کی شعلت دی حلق بریدۂ مضمون کے شائقین کو ہدایت ہے کہ یہ حکایت انکی کتاب طبع سے روایت ہے

کچھ تو معلوم یہ ہوتا ہے کہ آئی ہے بہار
پھپھے کرتے ہوئے غول جو بلبل کے چلے

پاؤ بوسیکو ترے یا علی اے سرو روان
باندہ باندہ دستونکو گلدستے سر اک گل کے چلے

آرزو ہے یہ ہدایت کی شب و روز مدام
یا علی خلد مین ہمراہ یہ دلدل کے چلے

ہادی[۱۳] تخلص میر ہادی نام اور حال سے خامۂ عاصی ناکام افسوس ہے کہ کچھ کیفیت سے واقفیت حسب دلخواہ نہین ورنہ مدد تحریر صفت مین کب دلکو چاہ نہین پڑ ہوس نظم کا ودائے ہے طبع موزون جیسا خضر ہادی ہے

یہ دل ہے پانون تلے اسکو مت ملو دیکھو
شکار صید حرم کرتے ہو تو دیکھو

ہوشیار[۱۴] تخلص سید کرامت علی نام متوطن جہ دہلی شاگرد منیر سخن مستانہ انکا غافلان مذاق شعر کو ہوشیار کرتا ہے باتدبیر شور عنادل ہے کہ صیاد انجام سے غافل ہے

ہو گئی باد خزان خواہان جان عندلیب
سو کھکر کانٹا ہوئی ہین استخوان عندلیب

خاک اوڑتی ہے چمن مین لد گئی فصل بہار
رہ گیا باقی غبار کاروان عندلیب

ہجر[۱۵] تخلص میان امام خان نام حیدرآبادی ملازم شمس الامرا بہادر

پردہ ظلمات دلبر سے وہین سب اوٹھ گئے
شمع رونی جب چراغ بزم کو گل کر دیا

ہمدم تخلص عبد اللہ خان نام ساکن رام پور آنحضرت کی اور کیفیت سے عاصی مجبور ہیں سخن کے ہمدم شعر کہنا انکو مقدم کہتے ہین کہ نظم مین ہم دم بھرتے ہین ابیات کثیر ہم دم مین تحریر کرتے ہین

کسکو حال دل غمگین سناؤن اپنا
قیس صحرا مین نہین کوہ مین فرہاد نہین

ہمزہ تخلص لا اعلم از فقرا ے شاہجہان آباد سیر گاؤان دا تا کی بلدہ عظیم آباد درویش سخن کا نمد کی تکیہ مین اسطرح گذرتا ہے حق کی یاد ہمزاد طبع سوال سخن کو یون کرتا ہے یاد ✤

ہای کس کس کے تئین بیٹھ کے ہم یاد کرین
غم مجنون کرین یا ماتم فرہاد کرین

ہمت تخلص لا اعلم رامپور وطن الیا فرماتے ہین سخن شاعر فکر کی بلند ہمت ہے اتر قسم نظم مین کمال جودت ہے ✤

عجب گردش مین اپنی اندنون اوقات کٹتی ہے
غنیمت ہے کوئی ساعت جو تیری ساتھ کٹتی ہے

ہوش تخلص غلام مرتضی نام دہلی مسکن خامہ اد کیفیت سے بیہوش مگر کرتا ہے تعریف سخن جب نشۂ بادہ مضمون کا جوش آیا آیا پھر کسکو ہوش آیا

زاہد کا دل نہ خاطر مے خوار توڑیئے
سو بار توبہ کیجے سو بار توڑیئے ✤

ہوش تخلص میر شمس الدین نام شاگرد رشید طور الشعرا خامۂ ذی ہوش نے بیخودی مین اسطرح حال سخن تحریر کیا ✤

یار ہنستا ہے چشم تر کو دیکھ ✤
گریہ ٹک اپنے تو اثر کو دیکھ ✤

ہوش تخلص مرزا محمد تقی خان نام لکھنوی تلمیذ یافتہ غلام ہمدانی مصحفی معشوقہ سخن کی ہوس سے باقی ہوا و حرص کچھ نہین لب ہے کلام بلاغت نظام سے نظام کلام بلاغت انجام ہے ✤

اوٹھ گیا جب مین جہان گذران سے تو ہوس
خاک اوڑا دے گی بہت باد صبا میری بعد
نہین ہے ہوس وقت جوش مستی قد خمیدہ سے کچھ پیا کر
بتون کا بندہ رہیگا کب تک خدا خدا کر خدا خدا کر

سر ادب آگے میان فیض صاحب کی جھکا یا عاشقان شائق کو کب مجبور کیا شاید مضمون کے وصل سے مسرور کر کے شیفتہ و فریفتہ بنایا +

اس چمن مین آشیان بلبل نہ باندھ	ہر گل ترا نکہت سے صیاد کی
گوشۂ دامن ہے مہد عقل اشناک	بس مجھے پرداخت ہے اولاد کی

حرف الیا

یاد تخلص میر غلام حسین نام از قریبان مولانا عبد العزیز صفای قلب کے مولانا و مرشدنا محمد فخر الدین محب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تمیز شاگرد ثناء اللہ خان فراق معشوقہ سخن کے یاد مین وصل کا کمال اشتیاق +

ہے کون جو ہو ابروے خمدار کے آگے	رستم بھی نہ ٹھہرے تری تلوار کے آگے

یاس تخلص خیر الدین نام شاہجہان آبادی شاگرد مومن طبع شائقین کو اونکے سخن سے یاس ہوئی دن بدن سامعین کو امید ہر موقع گفت و شنید ہے

ہون وہ ثابت رہ الفت مین کہ جون نقش قدم	جب تلک مٹ نہین لیتا نہین اصلا ہلتا
زانوی یاس کہان اور سر دلدار کہان	ہمنشین بات وہ کر جسکا ہو کچھ بھی پہلو

یقین تخلص انعام اللہ خان نام جائے نشو و نما دہلی شاگرد مظہر جوان وجیہ خوبرو پچیس برس کی عمر مین اپنے والد کے ہاتھ قتل ہوئے یکسر واللہ عالم کیا سبب تھا جس سبب سے یہ غضب تھا فن شعر مین کامل یقین ہے شائقین کو یون تسکین ہے

بہار آخر ہوئی ہے اب تو سیو دگریبان کو	یقین کرتا ہے کوئی اسقدر دیوانہ پن کسکا
تو تھا حیف یقین ورنہ دیوانہ ہوتا	آج اس طرح کا دکھاتا ہے طرحدار کہین
کعبہ بھی ہم گئے نہ گیا پر بتون کا عشق	اس درد کی خدا کے بھی گھر مین دوا نہین
گیا قیدی شروع گل مین و پر پرواز اول مین	نہ دی فرصت زمانے نے ہمین ہوش مجازی کی
سر پر سلطنت سے آستان یار بہتر ہے	مجھے ظل ہما سے سایۂ دیوار بہتر ہے
اپنے شیدونکو جلا کر داغ رکھتے ہین یقین	ان بتونکی ضد سے ہو جاؤن مسلمان تو سہی

یکرنگ تخلص مصطفیٰ خان نام دہلوی شاگرد مرزا مظہر یوسف یکتائی یکرنگ سراسر صاحب گلشن بیخار اپنی زبانی اپنی تعریف انکے صفت اکی شمول کرتے ہین اپنے منہ آپ میان مٹھو بنا قبول کرتے ہین ٥ درحقیقت یکرنگی ہیچ و پوچ یگانہ الخ سبحان اللہ آپ کیا یگانہ طور پر ہین کسی کی ہجو ملیح کرتے ہین کسیکی بیان حال کی عبارت مین کسی کو برا صریح کرتے ہین اسیر شراب کبر ہین اسقدر تیجو و ہین کہ اپنے تئین یکرنگ بناتے ہین اور خلقت کی روبرو اپنی توصیف کیا خوب جتاتے ہین یہ اوروں سے بے تے لام کاف سے پیش آتے ہین ہم بھی پانچ ایک انکے سات پانچ کو تین تیرہ کرکے انکو کب یکرنگ بناتے ہین یہ دورنگی بہ خفیٰ ہین طبیعت کی بیٹھے ہین تیغ قلم تیزی مین برق آہنگ ہے جو دورنگ ہوا ہے بےرنگی ہین اوسکا دست دیا جو رنگ ہے اب تحریر سخن یکرنگ کا آہنگ ہے صفحۂ کاغذ سطح دریاے گنگ ہے اسکے گرداب عدو کو کام نہنگ ہے دوست کو اورنگ اور دشمن کے لیے گور تنگ ہے سخن یکرنگ دل نشین ہے شاباش ہے مرحبا ہے آفرین ہے

نگہبان چاہیے مدہوش کے پاس	تری آنکھوں سے کیونکر دل جدا ہو
کیا جانیے وصال ترا ہووے کسے نصیب	ہمتو ترے فراق مین اے یار مر چلے

یاس تخلص حکیم اکرام اللہ نام مولوی عرصہ قریب سے یہ حضرت وارد جلد دہلی کا ہے مشاعرے مین تشریف لاتے ہین سامعین کو شاد کام فرماتے ہین مایوسان اشتیاق کو فکر سخن سے یون تفریح بخشی معجون مجرب سخن مریضان سابق کو عنایت کی مایوسون کو جمال شاہد سخن کی امید ہے نعت مضمون تک دیکھے

دہان یار اوس بت کی ہے یا نہین ہے	جو ہے بھی تو ایسا کہ گویا نہین ہے
یاس تو مایوس ہو کر سر نہ پھوڑ	آج آوے گا مقدر نامہ بر

یوسف تخلص میر یوسف علی نام حکیم عزت اللہ عشق کے شاگرد عزیز فریحانی شوق مصر طبع مین یوسف مضمون کی رہا گرد یوسف کنعان طبع کی جادہ ہے یعقوب شوق مشتاق راہ ہے صفحہ کاغذ مصر کا بازار ہے یوسف سخن کا ہر ایک

زلیخا وار خریدار ہے عدو صورت برادران گرگ سیرت ہر زندان تکالیف اندرین اوسکو محنت ہے مضمون یوسف زلیخا کے خواب کی تعبیر ہے وصال یوسف مدعا کی تدبیر ہے

نہین ہے غیر کی قصہ کی ہمکو کچھ خبر یوسف	زبان پر رات دن اوس یار کا فسانہ رکھتے ہین

یکتا تخلص خواجہ معین الدین نام رئیس شاہجہان آباد سخن کو ایسا کرتے ہین ارشاد سخنگوئی مین یکتا ہوئی ہے بےپروا جو کچھ فرمایا وہ زبان کلک پر آیا ✢ ✢

دل گیا صبر گیا چین گیا جی بھی گیا	کب ہوا اور کا الفت مین ضرر اپنا سا
اے آہ شعلہ زا یہ خس و خار بھی نہین	تو آسمان مین دو بھی نہین چار بھی نہین
کیا مجھ بیخودی ہون کہ جنت مین بار بار	رضوان سے پوچھتا ہون کہ اوسکا تو گھر نہین
غافل ہین اہل دہر وگرنہ ہزار بار	وان مقبرہ بنا ہے جہان خوابگاہ تھے

یاس تخلص میان بنو نام ساکن حیدرآباد میان فیض صاحب نظم مین انکے اوستاد شائقین کو کب یاس ہے معشوقہ سخن انکے پاس ہے کلام کی مستحکم بنیاد سے زمین کاغذ مین پیوستہ مثل ذات العماد ہے ✢

رہ گئے ہم تشنہ کام آب تیغ	کھل گئی جب دم کمر جلاد کی

یوسف تخلص نواب امجد علی خان نام رئیس قصبہ دیومی علاقہ فتح پور ہنسوہ مؤلف قصۂ افسانہ رنگین یوسف مضمون کو چاہ طبع سے اہل نگاروان فکر نکال کر لائے پیش قافلہ سالار ساعین قصہ مضمون طبع یوسف زلیخایان شائق کو فسانہ خواب راحت ہے داستان فکر سخن مشتاق جمال لعبت نظم کو رنگین عبارت ہے ✢

کون ہے نازک بدن تجھ سا ہر و سا دوسرا	پھول کی بدھی جو پہنی درد شانہ ہوگیا
کب جھپکتی ہے پلک یوسف فراق یار مین	قبر سے بھی ہے زیادہ کنج ہجران اندنون

تمام شد

الحمد للہ و المنہ کہ بتاریخ دوم ربیع الاول یوم دوشنبہ سنہ ۱۲۵۵ھ ہجری مین تذکرہ گلستان بیخزان نے اختتام پایا آجکی شب وہ شب ہی جسپر رشک شب برات و شب قدر و روز عید کو رشک آیا کیونکہ شاہد رعنا عروس بیانی ہمبستر عاشق جان باختہ غم اندوختہ سوختہ آتش ہجران ہو کر گرد و غبار رنج و ملال ایام فرقت کو آب وصل سے پاک کیا و رستی شکستگی استخوان تذکرۂ اغنابیت نوشدارو ی حکیم مطلق جراح طبع نے کی گویا کہ لفظ خلاء محال کو سہل جان کر مرہم شتق دست چالاک کیا جب تک گلستان دنیا مین نہال سخن پر ترشح ابر طبع سخن سنجان رہے اور گل مضامین شاخ فکر شاعرین حسین کا غنچہ پر خندان رہے یہ گلدستہ نسیم عنایات باغبان حقیقی سے تر و تازہ رہے نغمہ سنجی طوطیان سخن اس گلشن مین بے اندازہ رہے تا کہ کشتی سخن بحر سواج طبع سخنوران مین ساحل نجات پر رہے یہ سفینہ بے کینہ مانند زورق آفتاب قلزم عالم مین باد مخالف روزگار سے محفوظ ہو کر ہر ہاتھ پر رہے ❊ الحمد للہ علی ذالک و السلام و الاکرام تذکرہ نے پایا اختتام ❊

دستم بزیر خاک چو خواہد شدن تباہ ۔ یارب بیادگار نوشتم خط سیاہ

قطعات تاریخات از مولف خوش صفات

ذکر ہین عاشقون کی حالت کے ۔ تذکرہ مہوشان ہنسکو کا
دل کے بیتابیون کی ہین مذکور ۔ وصف ہی زلف و خال و ابرو کا
ماجرا رفتگان کا ثبت ہے یان ۔ حال یاران زندہ خوش خو کا
فکر تاریخ کی جو باطن نے ❊ ۔ یا کے مضمون اپنے قابو کا
از سر ہوش غور کر کے کہا ۔ نغمہ ہے بلبلان جادو کا

۱۲۵۵

ایضاً

عجائب تذکرہ باطن نے لکھا ۔ بہت آسان ہی گو دشوار ہے یہ
مخاطب کے لیے ہے یہ مہ عید ۔ عدو کے واسطے تلوار ہے یہ

مخالف کے لیے شام غریبان
بپے تاریخ اتنا غرض حاصل
یقین کے سر سے ہاتف نے کہا بس
محب کو مطلع الانوار ہے یہ
عجب اک سادہ و پرکار ہے یہ
جواب گلشن بیخار ہے یہ

ایضاً

شگوفہ تازہ بتازہ بہار رنگین ہے
نسیم روح فزا اور صبا ہے عطر آگین
یہ چمن چمن گل مضمون مین ہر روش بکھرے
ہے فوج فوج بہار عذار لالہ رخان
دل و دماغ ہوا دوستون کا جب تازہ
ابھی ہو گلشن تاریخ بار ور یکسر
وفور نصرت حضرت سے گل رہے ہین کھل
بجاے غنچہ کف شاخ مین دل بیدل
ہے نافہ نافہ معطر مصارع شکل
تو موج زن ہے شبط چشم عاشق بسمل
کہا ملک نے سوے باغ فکر ہو نائل
لگائیے جو گلستان بیخزان مین دل

ایضاً

یہ وہ چمن ہے رو کش صد روضہ بہشت
ہر مصرعہ اسکا شاخ پر از ہار و گل ہی آج
ہر خار اسکا ہے رگ گل سے لطیف تر
ہین سرو اسمین سرو قد دلبران دہر
سنبل ہے اسکا زلف تو عارض ہی اسکا گل
شمشاد اس چمن کا قد قامت بلا
گلبن یہ وہ ہے جسکے ہین گل داغہاے دل
شبنم یہان کی دیدۂ مشتاق کے ہین اشک
رنگ شفق ہے شام کو دیوار باغ پر
کاکل کچھ اس بلا کی روش بھی بکھر گئے
آری یہی تیغ در کف و بہمن سپر برو
یہ باغ رعنا نازک دماغ ہے
ہے یہ ریاض داغ دل گلشن جنان
اور نغمہ سنج وصف مضامین ہین بلبلان
عیسیٰ کی روح موج نسیم سحر ہے یان
طائر ہین اسکے طائر ارواح عاشقان
نرگس ہے چشم یار تو چشم بسملان
قمری ہے نالۂ دل شیدای عاشقان
تختہ ہے اسکا سینہ تو بوٹا ہے ارغوان
سوسن ہی اسکی سئے لبہاے دلبران
بامکس ہے لب بسی مالیدہ کا عیان
بل کھائین جسکے رشک سے طوبیٰ کی ڈالیان
جو ر بہار سے ہے خزان تو سن ودان
گیا سنہ بنائیے طائر فردوس آشیان

طغیانی بہار و ہجوم طرب کو دیکھہ	دریاے شوق طبع ہوا ناگہان روان
شاخ قلم سے باطن گلچین کے گل کھلے	تاریخ کے لیے جو ہوئی طبع گلفشان
گر کہے یہ مصرعہ سید جعفری قلم +	وا ہو وے آج باب گلستان بیخزان

قطعہ تاریخ از زادگان طبع منشی میر اعظم علی میر مدرسان مدرسہ جات دہلی

شد مرتب چون ز باغ طبع این گلدستہ	غنچہ دلہای عشاق از نسیمش زر فشان
صدور عشرت بروی خاطر مردم کشاد	نی فقط شستہ کدورت از دل غمدیدگان
رحم حق بر صاحب تالیف او باد مدام	سفت کو در معانی را بسلک ادبیان
وقت شب ناگاہ پیر عقل گفت از راہ کید	نام و سالش بی تکلف گلستان بیخزان

۱۲۶۵

ایضاً

یہ تذکرہ ہی مجمع اشعار عاشقان	گلچین خلد کا ہے یہ گلدستہ اک نیا
رضوان نے اسکو دیکھہ کے حیرت سے یون کہا	باغ جہان مین آج یہ گل اک نیا کھلا
ہین السطور اوسکے اگر دیکھی سلسبیل	غیرت کے مارے شرم سے ہو جائی جا بجا
پڑہتے ہین اوسکو شوق سے جسوقت گلرخان	آب حیات لب سے ٹپکتا ہے شہد سا
اس نغمۂ عجیب کو بلبل اگر سُنے ×	سمجھے کہ ہے گا میرا ترانہ بھلا بُرا
تاریخ کا جو مین نے خرد سے کیا سوال	تھا منتظر کہ دیکھیون جواب اسکا ہووے کیا
چُپ سے کہا یہ کان مین میرے سروش نے	کیا ہی شگوفہ آج کھلا ہے بہشت کا

۱۲۶۵

ایضاً

این چہ گلدستہ ایست نزہت بخش	میدہد بوے خلد از نامش
عیشم دل از سواد او روشن	عقل سرمست از مے جامش
محک امتحان اہل سخن +	حرف و الفاظ رستم و سامش
چون بغیتند بر نے خیزند +	طائران نگاہ از دامش
سال تالیف گفت ملہم غیب	نغمۂ جان نواز ایامش

۱۲۶۵

قطع تاریخ از طبع گوہر فشان میان غلام محمد رہا شاگرد جناب خلیفہ صاحب وقبلہ جنکی فکر رسا

گل ہای معانی سے جو ہے سیر گلشن	اس واسطے مین نے اسے گلزار کہا ہے
اور اہل معانی نے کہا دیکھ کہ اوسکو	بے تتمہ جواب گل گلزار لکھا ہے ۱۲۸۵

تقریظیکہ از نتایج طبع سیدی سندی میر بدد علی تپش شاگرد خلیفہ گلزار علی

تذکرہ محامدت حضرت شاعر حقیقی از دل و زبان باقلام انامل بوسعت آباد کاغذ نگنجد لیس تاچہ آید کہ بذکر دیگرے پرداز و لاجرم ازان راہ برگران بوده بہارغ ثنای حضرت صاحب لولاک حبیب خدا اشرف انبیا + کہ عرش مجیدش بود متکا + سوار جہانگیر یکران براق + کہ بگذشت از قصر نیلی رواق + زہی پیغمبری کہ پیغمبران سلف را بآستانش بودن آرزو بگذشد وخی سید یکہ گذشتگان فلک نجد مقتش بار یافتن راجستجو الا محرم باندیس بکدام زبان بہ نعتش سازد و بچہ دل بستایش گراید ناچار ازان برگذشتہ بگلستان بخزان کہ عبارت از تذکرہ حکیم سید محمد قطب الدین صاحب المتخلص بباطن است ۵ گر ببالد قلم من نخود اے ہمنفسان + می سزد زانکہ من آہنگ ثنائے کردم بد چہ ثنا سراپا بجا وچہ بجا بلکل روا ان اشرف الشعرا و اکمل البلغا زبدہ عقلا قدوہ شرفا صاحب سیف والقلم قدردان ہر فرد بشر یعنی بنی آدم زہے خجستہ دم کہ بلبل آن بیدل در دیوان عالم امکان از بعث آدم تا اینندم زندگی نیافتہ وخہی ہنری بے نظیر کہ نظیر آن بنظیر در کارخانہ نظر و نظر از روز کن تا این زمان در کن فیکون نشتافتہ اگر آصفی والوالفضل را ہم شبیہ آن دانم فضولے وندانی وجعفر را مثال آن بمثال خوانم محض بے عقلی و بے ولیعت میرزا طاہر وحید

که وحید عصر خود بود اگر ایندم دمے از زندگی میبرد هرگز دم همدمی آن یگانه
عهد نمے زد میرزا فاخر مکین که بمکان او ممکن نبود انشائیش بود اگر این ساعت
نقشے از نقش حیات میداشت اصلا گوی سخن از میدان همسری آن یگانه وقت
نمی برد الله الله عجب تاثیر که منشیان جادو قلم بمقابلهٔ انشائیش صم بکم سحر آفرینند
و خوشا ناظمی که کارکنان قضا و قدر بملاحظهٔ نظمش انگشت حیرت بدندان حسرت
مے گزند افلاطون پیش حروفش ابجد خوان لوح نادانی ارسطوے
دانش نزدیک الفاظش طفل دبستانی سطور شش خط عبرت بر ناصیهٔ لیلة القدر
کشیده چین بجبین ساخت و بیاض کاغذش غازهٔ نور بر چهرهٔ خود مالیده
برنگ افروزی پرداخت هر فقره اش بازار لیست رشک افزاے بازار
کهکشان و هر مصرعه اش الیست خجلت بخش قالب سهی قدان مبتدا اش
اصل طوبے است اگر یافته شود خبرش سدرة المنتهی است اگر دست غور برسد
مرفوعش رفع کنندهٔ آلام منصوبش واقع اغمام مرکزش شعاع افتاب را
تاب داده و دائره اش دائره ماه را برطاق فلک نهاده سواد قلمش سواد بخش
سواد دیدهٔ آهوان خطا و ختن و بیاض کاغذش بیاض ده بیاض جبین مه
جبینان نازک بدن واه واه رقم خطا ببالش درخوش خطے خط خطا بر خط
نوخطان میکشد و سواد سلسلش سواد خط مشکین خطان را در خط خطا نگاه
ے خطش نگذاشت در جبین ها چینی + هر نافهٔ او نافهٔ مشک آگینی + مضمون
دلنشین از عبارت متین آن بخاطر میرسد الفاظ شگفته اش خط نسخ بر خط
شگفته رویان سبز خط میکشد بهار هر لفظش بهاریست از بهارستان لطافت
در پیش نظر نمودار و سواد هر نقطه اش سوادیست چون سویدای دل در
قالب دوست ها اظهار ے ندیدم کسے را من از نیک و بد + که با این متانت
خوش انشا کند + مگر سید ما که مرد ولیست + قدم زن براه جد خو علیست
عجب اینکه با اینچنین رنج و غم + دلش مست با فرح و شادی بهم + آمد غنی و

با ور دست + هر حد بشر اینچنین سیرت است + مگر در روی این حسن سیرت
تمام + رسیده ز حد شش علیه السلام + غلغل زنان و شور کنان در آید
محاسبش را دفترے باید مگر دران هم احتمال که نوشته شود یا نه خرد تحصیلش را
قرطاس ها شاید الا بآن نیز گمان که رقم پذیر و یا نه فی الجمله دل من و زبان
خامه از عهده تحریر اوصافش نمیتواند بر اید پس بهتر آنست که نیندی به بیان
گلستانش نه زبان و انچ مشغول شمیم و زنقش نمالیست چند آفتاب بار و گلش را
ماه خریدار میوه اش چون میوه جان شیرین است و مشتریان را چون
شاخ پر میوه بر استانش فرق فروتنی و قعت زمین نخلبندان گلشن ابد بر آبادند
برخوردنش امر محال و چمن پیرایان باغ آورده او را ئیه خیال حصول ثمرش
محض خیال بهه او راجنس حسن روز بهی در بازار است و عالمے ازین دندان
خریدار هر که نظر بر سیب او افگنده دل از سیب زنخ دلبران بر کنده تا که خوشه
انگورش زبان صدق بدعوی صباحے کشاد تمسک غلامی بخطوط خورشید بگواهی
صبح صادق بمهر ماه داده مذاق شکرشکنان زیر بار منت شیرین ثمر اوست و
لب شیرین دهنان خسته رطب حلاوت بار نوشش برد را او در برابر شگفته روش
بهار شکسته رنگ تر از خزان و از سیب رنگین و تمغش با سیب شکسته ماه
فرق از زمین تا آسمان شفتالوے پیوندش نوش پیوند است و جان شیرین
بدام محبتش پابند شیرین فرهاد مشرب را در دور عذوبت آئینه شیرین کارش
قصهٔ شیرین از دل فراموش و در خواره زبان بذکر شکر بارش شکر در جوش
انارش که بدخشان بدخشان لعل آبدار در دل نهفته گاه افشاے گوهر راز
بیکدهان خنده حرف تنگ مایه گی سیلان و گران سرمایه گی خود پوست کند
گفته تاریخ تیج و پیچ خورشید افگن و تر نخش ترنج ترنج بر نخ مه جبین ماه طلعتان
خنده زن از شور لیته آتش زخم سینه دلبشان نمکسود و از حلاوت شکر قندش
کام جانها شکر آلود الحاصل هر روش رشک گلشن بهار است و هر قدم خنده زبان

باغ و بہار اللہ تعالے پیرایہ قبول خود لبار سے بخشد داز رد بوالفضول شر امانی دہد فقط +

قطعہ تاریخ کہ از قلم مریم قسکم بمنصۂ شہود وگاہ ظہور از پردۂ اختفا وجلباب خفا بمیدان کاغذ پر تو ترقیم دادہ

باطن عیو کرد تذکرہ تالیف ام پیش
تاریخ سالش از سر وحدت بمن ملک

از فکر ور تلاش فراوان درین جہان
گفتا بیا بیا بگلستان بنجزان
۱۲۸۵ ھ

فقط مؤلف گوید بزبان سعدی راہ پوید

بماند ہما ہا این نظم ترتیب
غرض نقشیست کز ما یاد ماند
مگر صاحبدلے روزے برحمت

زما ہر ذرہ خاک افتد بجائے
کہ ہستی را نمے بینم بقائے
کند در کار این مسکین دعائے

الیضاً

سال آغاز اس مرقع کا
ہے گلستان بنجزان یہ دیکھ
۱۲۸۱

خاتمۃ الطبع

ہزار ہزار احسان اور شکر اوس پروردگار عالم کا کہ جو دو حرف کاف نون سے اٹھارہ ہزار عالم کو عدم سے وجود ہستی مین لایا اور پھر اپنے قدرت کاملہ سے ہستی سے عدم مین لیجاویگا اور نعت متکاثرہ سرور انبیا حبیب خدا حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کہ جنہنے وادی ضلالت سے نکال کر راہ راست دکھائی اور روز جزا خالق دادر سے شفاعت خواہ اپنی امت مرحومہ کے ہونگے آمابعد ارباب نصرت وخبرت پر مخفی نرہے

که ان دونون فرخنده عنوان مین کتاب تذکره گلستان بیخزان معروف
باسم تاریخی نغمۂ عندلیب مولفۂ حکیم میر قطب الدین صاحب
متخلص باطن مرید مولوی نصیر الدین صاحب عرف کالے میان
شاهجهان آبادی بجواب تذکره گلشن بیخار مولفۂ نواب مصطفے خان
متخلص شیفته به احسن وجوه تیار هوئی فی الواقع مولف نے نهایت
کاوش اور کوشش سے اسکو جمع کیا هے اور جهان موقع پایا جواب
باصواب دیا ناظرین کو دونون تذکره کے مشاهده سے عیب و صواب
معلوم هوگا اپنے اپنے موقع پر دونون بهت خوب هین زیاده طول تقریر کی
گنجایش نهین الحاصل که حسب فرمایش مؤلف موصوف مطبع عالی همم
صاحب جود و کرم بین الامصار و دیار مشهور اعنی جناب

منشی نول کشور صاحب دام اقباله
مین بماه جون ۱۸۷۵ عیسوی
مطابق ماه جمادی الاول ۱۲۹۲ هجری
مقام لکهنؤ مین
حلیۂ طبع سے
آراسته
هوئی

فہرست اسماء

تعداد تخلص و اسم ہائے شعرا بہ ترتیب حروف تہجی باطن لکھی گیا جو اس سفینہ میں سیر دریائے سخن کے لیے شکار ماہیان مضامین نو و کہن کے لیے سوار ہیں مضمون آبدار ہیں +

حرف الف

حرف البا

حرف التا

حرف الزا

حرف السین

حرف الشین